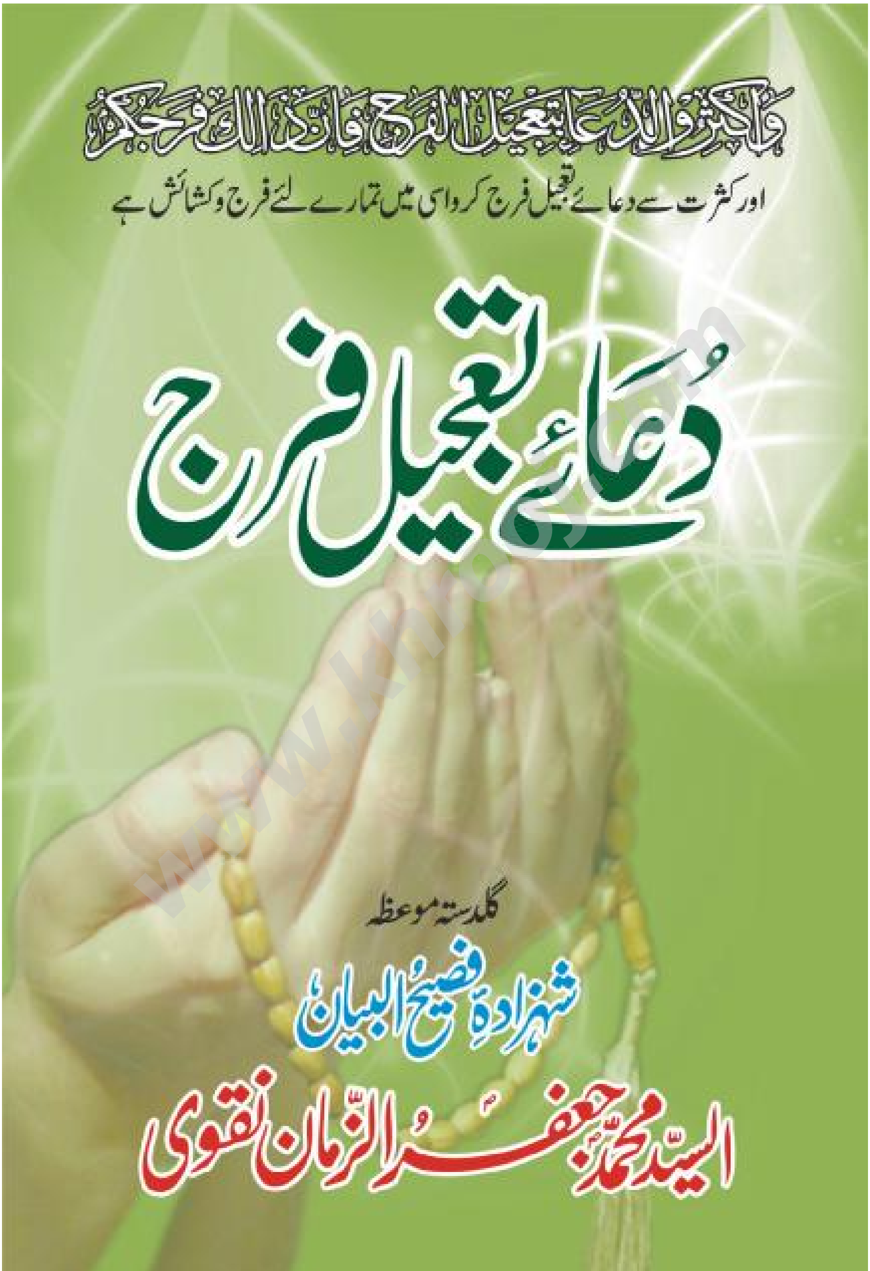

www.khrooj.com

وَاَکْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِیْلِ الْفَرَجِ فَاِنَّ ذٰلِکَ فَرَجُکُمْ

اور کثرت سے دعائے تعجیل فرج کرو اسی میں تمہارے لئے فرج وکشائش ہے

دُعائے تعجیلِ فرج

گلدستہ موعظہ

شہزادۂ فصیح البیان

السیّد محمد جعفر الزّمان نقوی

www.khrooj.com

www.khrooj.com

مصنف کا نام — مخدوم السید محمدؒ جعفرؒ الزمان نقوی البخاری

کتاب — دعائے تعجیل فرج

مرتب — مہتاب اذفر

تکنیکی معاونین — علی رضا، بلال حسین

سنۂ اشاعت — 2022ء

تعداد — 500

ایڈیشن — چہارم

پرنٹرز — فدک پرنٹنگ پریس لاہور

پبلشرز — القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی
کمرہ نمبر 11 سیکنڈ فلور اے اینڈ کے چیمبر 14
ویسٹ وہارف روڈ کراچی پوسٹ کوڈ 74000 پاکستان

فون نمبرز — 021-32205037,32311979,32311482

ای میل — Email: klbehyder@yahoo.com

ملنے کا پتہ — المنتظرین پبلی کیشنز جمن شاہ ضلع لیہ

فون نمبر — WhatsappNo : 03007314573

ویب سائٹ — www.Khrooj.com

ای میل — Email.jammanshah@gmail.com

ISBN:- 969-8806-30X

www.khrooj.com

يا مولا كريمؑ عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

انتساب

اپنے مرشد پاک دامہ ظلہ تعالیٰ کے مقدس نام
کہ جنہوں نے اپنے بے پناہ حسابِ کرم سے
دعائے تعجیل فرج امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف
کا شعور عطا فرمایا ہے

جعفر نقوی

www.khrooj.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عناوین

صفحہ نمبر	عنوان	باب نمبر
1	پیش گفتار	
4	غیبت	1
6	وقوعِ غیبت	2
14	فرائض در زمانہ غیبت	3
24	انتظار الفرج	4
38	مفہومِ انتظار	5
52	فرج و کشائش	6
55	دعائے تعجیل	7
80	فضیلتِ انتظار بالصبر	8
83	وجہءِ تاکید صبر	9

www.khrooj.com

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
10	استعجال وصبر	93
11	استعجال	106
12	وعدہ الٰہی	118
13	اجل	156
14	اجل مسمیٰ	162
	القائم ویلفئیر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی کی مطبوعات	172

www.khrooj.com

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وصل على محمدؐ وآله اجمعين وعجل فرجهم بقائمهم عجل الله فرجه اللهم ارنى الطلعة الرشيدة والغرة الحميدة واكحل ناظرى بنظرة منى اليه وعجل فرجه و سهل مخرجه

امابعد......

میرے ان ستائیس سالہ مطالعاتی دور میں میری ملاقات کئی قسم کے نظریات کے حامل لوگوں سے ہوئی ان میں سے زیادہ تر ایسے لوگ تھے جو ہمارے مشن اور ہمارے مقاصد کے مطالعاتی دورے پہ آتے تھے کیونکہ ہمارا مرکزی نقطہءِ اعمال دعائے تعجیل فرج ہی ہے اس لئے اس موضوع پہ خصوصی ریسرچ کرنے کے لیے کافی لوگ آتے رہے جن میں فاضل علمائے کرام اور سیدھے سادے عوام کے ساتھ الٹرا ماڈرن سوسائٹی کے لوگ بھی کثرت سے آئے اوران میں کیمبرج اورآکسفورڈ سے جدیدعلوم میں سے کسی نہ کسی علم پرسپیشلائزیشن کرکے آنے والے حضرات بھی تھے۔ میں نے ان سب آنے والوں سے بہت کچھ سیکھا اور جو مجھے میرے پاک مالک علیہ الصلوات والسلام نے عطا فرمایا تھا اس میں انہیں بھی شریک کیا۔

دعائے تعجیل فرج کے حوالے سے ہم بات کریں تو ان تشریف لانے والے معزز مہربانوں کے کئی اقسام تھے۔

نمبر1

ان میں سے بعض وہ لوگ تھے کہ جو ہر قسمی دعا کے خلاف تھے اور خود کو پابند تقدیر سمجھتے تھے اور دعا کو غیر موثر سمجھتے تھے۔

نمبر2

ان میں سے کچھ مہربان ایسے تھے کہ جو عام ادعیہ کے تو قائل تھے مگر انہیں دعائے تعجیل فرج کے بارے میں بالکل معلوم ہی نہ تھا۔

نمبر3

ان میں سے کچھ ایسے احباب تھے جو دعائے تعجیل فرج کے بارے میں قدرے معلومات تو رکھتے تھے مگر ان کی معلومات ناکافی تھیں۔

نمبر4

ان میں سے بعض ایسے معزز دوست بھی تھے کہ جو دعائے تعجیل فرج کے بارے میں تو بہت کچھ جانتے تھے لیکن اس دعا کے مخالفین کی لفظی بھول بھلیوں میں بری طرح پھنسے ہوئے تھے۔

نمبر5

اور کچھ مہربان ایسے بھی ملے کہ جنہوں نے دعائے تعجیل فرج کے خلاف لنگوٹا ہی کسا ہوا تھا اور انہوں نے ''خلط مبحث'' قسم کا ایک عقیدہ بنایا ہوا تھا اور وہ بحث برائے بحث کے لیے سر پہ کفن باندھ کر نکلے ہوئے تھے۔ میرا مزاج ایسا ہے کہ جس شخص کے

بارے میں معلوم ہو کہ وہ علمی جارحیت کو جائز سمجھتا ہے اور ہر بات کو انا اور ذات کا مسئلہ بنا لیتا ہے یا وہ فتح وشکست کا مسئلہ بنا لیتا ہے تو ایسے آدمی سے میں بات کرنا بالکل مناسب نہیں سمجھتا اور پہلے ہی کہہ دیتا ہوں کہ آپ کو فتح چاہیے تو میں بات کئے بغیر ہی WITH DRAW کرتا ہوں کیونکہ میں اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کو قیمتی سمجھتا ہوں اور اسے اس طرح برباد نہیں کر سکتا۔

لیکن مجھے اس کا احساس بھی ہوا کہ جو لوگ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے انہیں کچھ نہ کچھ معلومات دینا میرا فرض ہے اور ساتھ ہی جو اس دعائے تعجیل کے عامل ہیں ان کے عقائد کو دلائل فراہم کر کے مضبوط کرنا بھی فرض ہے تا کہ وہ مخالف کی لفظی ہیرا پھیریوں سے متاثر ہو کر کہیں ٹھوکر نہ کھا جائیں مجھے جو میرے منعم ازل شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے عطا فرمایا ہے اس میں اپنے احباب کو شریک کرنا بھی لازم تھا اس لئے یہ چند اوراق سپرد قلم کئے ہیں۔

اس کتاب کی تکمیل میں چند مہربانوں نے تکنیکی تعاون کیا ہے اس لئے ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ یہاں ان کے نام لکھنے پر اکتفیٰ کرتا ہوں۔ جناب سید مظہر حسین موسوی صاحب آف کراچی، جناب علامہ سید حسن عسکری، جناب یحیٰ حسن رضوی، جناب سید مسرت عباس آف شیخوپورہ، جناب علامہ غلام شبیر آف لاڑکانہ، جناب رمضان علی صاحب، جناب مہتاب اذفر صاحب، علی رضا اور بلال حسین خان۔

اس سپاس کے ساتھ اجازت چاہونگا

جعفر نقوی

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 1

غیبت

www.khrooj.com

میں اجمالی طور پر ان احادیث کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جن میں ہمارے شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کا ذکر ہے کیونکہ یہی ہمارا زمانہ ہی ہے جسے زمانہ غیبت کہا گیا ہے۔

بہت سے احادیث میں اس کے بارے آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے وضاحت فرمائی ہے مثلاً

☆للقائم عجل الله فرجه غيبتان احدهما قصيرة والاخرى طويلة الغيبة الاولى لا يعلم بمكانه الا خاصة شيعته والاخرى لا يعلم بمكانه فيها الا خاصة مواليه

شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دو غیبتیں ہونگی ایک غیبت قصیرہ (غیبت صغریٰ) اور دوسری غیبت طویلہ (غیبت کبریٰ) اور ان دونوں غیبتوں کے مابین فرق یہ بتایا گیا ہے کہ پہلی غیبت میں ان کی اقامت گاہ کے بارے میں صرف خاص شیعوں ہی کو علم ہوگا اور غیبت کبریٰ میں اقامت گاہ کا علم خاص موالیوں کے علاوہ کسی کو نہ ہوگا۔

غیبت کبریٰ کے بارے میں متعدد احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ یہ بہت طولانی ہوگی اوراس کی طوالت ہی شیعان امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام کا امتحان بن جائے گی اوروہ غیبت اتنی طویل ہوگی کہ

☆حتی تقسو القلوب لطول الامد فلا یثبت علی القول به الا من کتب الله فی قلبه الایمان وایده بروح منه

غیبت کی مدت اتنی طویل ہوگی کہ لوگوں کے دلوں پر قساوت قلبی غالب آ جائے گی اورکوئی دینِ حق پر باقی نہ رہے گا مگر وہ کہ جن کے دلوں میں مالک ذات ایمان لکھ دیں گےاورروح القدس سےاس کی تائید فرمائیں گے۔

اوراسی زمانہ غیبت کے بارے یہاں تک فرمایا کہ☆یرتد اکثر القائلین بامامته اس زمانے میں شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی امامت کے قائل لوگوں میں سےایک اکثریت مرتد ہوجائے گی۔

............☆☆............

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 2

وقوعِ غیبت

جب مطلع ولایت کے بارہویں تاجدار ہمارے شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے غیبت کبریٰ اختیار فرمائی تو مومنین بہت پرامید تھے کیونکہ انہوں نے یہ حدیث سنی ہوئی تھی

☆اذا غاب صاحبکم عن دار الظالمین فتوقعوا الفرج

جب تمہارے شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف دار ظالمین سے غیبت اختیار فرمائیں تو فرج وکشائش کی توقع رکھنا۔

اس وجہ سے وہ اور زیادہ پرامید ہوگئے کہ یہ زمانہ زیادہ طویل نہ ہوگا اور اب خروج قریب ہے۔ امید گویا پھر جوان ہوگئی۔ نئی نئی بات تھی جوش و جذبہ جوان ہوگیا تو مومنین میں جذبات کی ایک نئی لہر آ گئی۔ دن رات یہی خیال رہتا تھا کہ بس اب کوئی دیر نہیں اعلان ہوا ہی چاہتا ہے مگر وقت وہ جلاد ہوتا ہے جو جملہ کیفیات اپنی طوالت کی تیغ سے بے دریغ قتل کرتا رہتا ہے اور سارے جذبوں کو فنا کے گھاٹ اتار کر دم لیتا ہے۔

اول چند برسوں میں تو لوگ مل بیٹھتے تھے تو ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتے رہتے

www.khrooj.com

تھے مگر یہ سلسلہ آہستہ آہستہ سرد ہونے لگا اور پھر ایک ایک کر کے امید کے دیئے بجھنے لگے ، محبت اور امنگوں پر نا امیدی کی سیاہی جمنے لگی ، دہکتے جذبات پر افسردگی کی راکھ کی تہہ جمنے لگی ، مایوسی کی خزاں نے خوشگوار مستقبل کے خوش نما پھولوں کو مرجھا دیا اور مومنین ایک ایک کر کے غفلت کا لحاف اوڑھ کر سوتے چلے گئے ۔ یوں آہستہ آہستہ سارے لوگ بھول گئے کہ ہمارا بھی کوئی امام تھا۔

منتظرین کی ایک نسل انتظار کرتے کرتے دنیا سے گزر گئی اور انہوں نے آنے والی نسل کو اپنے مکمل جذبے وراثت میں منتقل کرنے کی پوری کوشش کی مگر زیادہ حصہ وہ اپنے ساتھ لے گئے ہاں یہ ایک بہترین رسم بھی چھوڑی کہ اپنا مال خمس اور حسب توفیق کچھ تحفے اپنے پس ماندگان میں سے جس کو وہ امین سمجھتے تھے اس کے حوالے کر جاتے تھے کہ اگر تمہاری زندگی میں ہمارے شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لائیں تو انہیں ہماری طرف سے یہ ان کا مال اور یہ تحائف پیش کر دیں اس طرح ایک دو اور نسلیں گزر گئیں تو پھر کیا ہوا؟

پھر پوری دنیا کو جہالت کی سیاہ رات نے اپنے مکروہ جبڑوں میں دبوچ لیا اور غفلت کے کالے ناگ نے اہل ایمان کی مودت کی جملہ سچائیوں کو نگل لیا پھر انسان سب کچھ بھول بھلا گیا۔

جن مومنین نے امانتیں چھوڑی تھیں وہ امین کھا گئے ، مالِ امام خورد برد ہو گیا اور آئندہ آنے والوں نے خمس کا تصور ہی ختم کر دیا پھر صدیاں گزر گئیں کسی نے نام تک نہ لیا۔

اس کے بعد مراکز علم کی بنیاد رکھی گئی ، طلاب علم کی غربت اور خستہ حالی کو دیکھ کر بوجہ

اضطرار مال خمس کو درسوں کے سپرد کرنے کی رسم نکالی گئی مگر بعد میں آنے والوں نے اس رسم سے خوب کمائی کی اور اس کے بعد تو خمس کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔

مراکز علمی تو بن گئے مگر والی عِزمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ذکر کسی نے نہ کیا، ان کے حقوق وفرائض کسی نے بیان نہ کئے، علمائے کرام اس درجہ غافل رہے کہ خود مظلوم کائنات عجل اللہ فرجہ الشریف کو فرمانا پڑا کہ ''ہمارے بارے میں بھی کوئی کتاب تو لکھیں'' تب کہیں جا کر چند کتابیں لکھی گئیں۔

یہ جو چند کتابیں آج موجود ہیں انہی کے فرمانے کے بعد لکھی گئی ہیں۔ اکمال الدین، غیبت طوسی، غیبت نعمانی، الارشاد، مفید نجم الثاقب، دارالسلام عراقی سے لے کر مکیال المکارم موسوی تک اکثر کتب شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے حکماً لکھوائی ہیں جیسا کہ ان کے دیباچوں میں لکھا ہوا ہے۔

سات آٹھ کتب غیبت خود آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے اپنے اپنے زمانے میں لکھوائی تھیں مگر دور غیبت میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ مولا علیہ الصلوات والسلام نے خود لکھوائی ہیں پھر زمانہ گزرتا گیا اور ذہنوں پر مایوسی کی سیاہ رات بڑھتی گئی ہر آدمی کو یہ یقین ہونے لگا کہ اب خروج میں بہت دیر ہے۔

اس لمبی امید نے دنیا کی رنگینیوں میں انسان کو غرق کر دیا اور اسے یاد تک نہ رہا کہ اس کا کوئی نقصان بھی ہوا ہے۔ جب کسی ماں کا بچہ گم ہو جاتا ہے یا پردیس چلا جاتا ہے تو وہ ہر لحظہ تڑپتی ہے اور یہاں بھی صرف ایک پاک ماں صلوات اللہ علیہا ہی تڑپتی رہیں اور باقی سب لوگ بھول گئے۔

260 ہجری سے آج تک ایک طویل غیبت کی رات نے دنیائے اسلام وعرفان کو

اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے حجت خداعلیہ الصلوات والسلام کا وجود ذیجود انظار عالم سے مخفی ہو چکا ہے۔ اس غیبت کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہزاروں زہریلے نظریات اپنے مہلک بلوں سے باہر آ چکے ہیں اور قدم قدم پر انسانیت کو ڈس رہے ہیں ہر شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اس کے نظریات عین حق ہیں مگر کسی کے پاس کوئی کسوٹی نہیں ہے کہ جس پر نظریات وعقائد کو پرکھا جا سکے۔ ہزاروں راہزن رہنماؤں کا روپ دھار کر انسانیت کے عقائد پر ڈاکے ڈال رہے ہیں۔

حق و باطل کے مابین تفریق کرنے کا واحد ذریعہ وجود حجت اللہ عجل اللہ فرجه الشریف ہے جو صدیوں سے پردہ غیبت میں ہیں انسان کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے کہ جس سے اپنی صداقت کو سو فی صد ثابت کر سکے۔ ظلم بالائے ظلم یہ ہے کہ ہر شخص اپنے نظریات میں سچائی کے ثبوت میں کلام الہٰی کو پیش کرتا ہے آیات کے من پسند معنی اور احادیث کی من پسند کھیپ کو میدان میں لا کر دوسرے پر حملہ کر دیتا ہے۔ ہر گمراہ سے گمراہ آدمی بھی اپنی سچائی کی دلیل کلام الہٰی سے لاتا ہے جیسے یزید ابن معاویہ علیہ لعن نے امام علیہ الصلوات والسلام کے سر اطہر کو مخاطب ہو کر کہا تھا کہ میں یہ بات مانتا ہوں کہ آپ کے والدین میرے والدین سے بہتر ہیں مگر میرے مقابلے پر آتے ہوئے آپ یہ بھول گئے تھے کہ قرآن فرماتا ہے

☆اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْك ......الخ

یعنی اللہ جسے چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے

☆ وَتُعِزُّ مَن تَشَاء وَتُذِلُّ مَن تَشَاء...... سے وہ اپنی حکومت کے برحق ہونے پر استدلال کر رہا تھا اسی طرح کئی مقامات پر یزید نے آیات سے اپنے حق بجانب

ہونے پر استدلال کیا تھا جب اتنے بڑے گمراہ وظالم کو اپنی تائید میں آیات کو بے محل استعمال کرنے سے کوئی نہیں روک سکا تو اس دور میں کسی کو کون روک سکتا ہے مگر تصدیق کا واحد ذریعہ حجت اللہ عجل الله فرجه الشريف کی ذات وحدت صفات ہے جو پردہ غیبت میں ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کی ذات وحدت صفات کس لئے غیب ہے جبکہ خالق کائنات جانتا ہے کہ حق کی تصدیق کا واحد ذریعہ ہی ذات اقدس ہے تو پھر انہیں غیب کر دینا گمراہی پہ راضی ہونے کے مترادف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وجود حجت اللہ عجل الله فرجه الشريف ،نعمت اللہ العظمیٰ ہیں اور یہ خالق کائنات کا قانون ہے کہ جب کوئی کفرانِ نعمت کرتا ہے تو اللہ عزوجل اپنی نعمت کو واپس بلا لیتا ہے دوسو ساٹھ سال تک نعمت اللہ العظمیٰ کی قدر نہ ہوئی، انسانیت کفران نعمت کی مرتکب ہوتی رہی تو اس نعمت کا سلب ہونا عین عدل الٰہی کے ماتحت ہے۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب نعمت اللہ العظمیٰ کا تعارف کروایا تو خالق کائنات نے بھی فرما دیا کہ ☆اَتـمَـمـتُ عَـلَيكُم نِعمَتِی...... کہ میں نے تم پر نعمت الٰہی کو تمام کر دیا ہے اب کفران نعمت کی کوئی گنجائش نہیں اور کفران نعمت غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے اور خالق غضبناک ہو کر نعمت کو سلب فرماتا ہے جیسا کہ ابی عبداللہ علیه الصلوات والسلام نے اس امر کی وضاحت فرمائی ہے۔

☆فان اشد ما يكون غضباً على اعدائه اذا افقدهم حجة فلم يظهر لهم وحجب عنهم فلم يعلموا بمكانه و هم فى ذالك يعلمون ان لا تبطل حجج الله وبيناته فعندها فليتوقعوا الفرج صباحاً ومساءً وقد علم ان

اولیائه لا یرتابون ولو علم انهم یرتابون ما افقدهم حجةً طرفة عین
یعنی حجت خدا کا غائب کرنا دراصل غضب الٰہی کی وجہ سے ہوتا ہے جب اللہ اپنے اعداء پر غضبناک ہوتا ہے تو حجۃ اللہ علیہ الصلوات والسلام کومفقود فرما دیتا ہے اور وہ ان سے پردہ کر لیتا ہے اور ان کے مکان کا بھی انہیں علم نہیں ہوتا اور ان دشمنوں میں سے کسی ایک پر بھی حجت کو ظاہر نہیں فرماتا اور خالق کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس کی حجت اور بینات ان لوگوں کے لیے باطل نہیں ہوتے کہ جو صبح شام فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی توقع رکھتے ہیں اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اس کے اولیاء غیبتِ حجت میں بھی مرتاب ومنکر حجت نہ ہونگے اگر خالق کو یہ علم ہوتا کہ اس کے اولیاء بھی غیبت کی وجہ سے گمراہ ہو سکتے ہیں تو وہ ایک پلک جھپکنے کے وقفے تک بھی حجت اللہ اعظمٰی کو غائب نہ فرماتا۔

اور اس بات کی بھی پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام نے وضاحت فرما دی ہے کہ حجت اللہ کو کب اور کن لوگوں سے غائب کیا جاتا ہے فرمایا کہ

☆ولا یکون ذالك علی راس شرار الناس

اللہ اپنی حجت کی غیبت کو بدترین لوگوں پر واقع کرتا ہے جب لوگوں کی بدکرداری بڑھتی جاتی ہے تو اللہ کا غضب بھی بڑھتا جاتا ہے اور جب بدکرداری انتہا کو پہنچتی ہے تو غضب الٰہی کی بھی انتہا ہو جاتی ہے اور اللہ اپنے غضبِ شدید کی وجہ سے اپنی حجت کو غائب فرما دیتا ہے جیسا کہ قوم موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوا۔

حجت خدا جناب موسیٰ علیہ السلام امت کی ہدایت کو آئے مگر قوم نے ساتھ نہ دیا اور نافرمانیوں پر کمر بستہ رہے تو اللہ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو غائب کر دیا اور اس

وقت تک انہیں ظاہر ہونے کی اجازت نہ ملی جب تک پوری قوم نے گریہ وزاری کے ساتھ دعا نہ کی۔

ان احادیث میں کئی وضاحتیں ہیں

1 ......غیبت کی وجہ مخلوق پر اللہ کا غضب ہے۔

2 ......غیبت دراصل اعداء سے ہے کہ جن پر وہ حجت کو قطعاً ظاہر نہیں فرماتا۔

3 ......اولیاء اللہ کے لیے غیب وشہود برابر ہے ان کے ایمان میں فرق نہیں آتا۔

4 ......اور فرج وکشائش آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے منتظرین پر حجت کا وجود ثابت رہتا ہے۔

5 ......غیبت کی وجہ مخلوق کی نافرمانیاں اور بدکرداریاں ہیں۔

6 ......اور یہ غیبت دعا وگریہ وزاری سے ختم کروائی جاسکتی ہے۔

تو ان احادیث کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ غضب الٰہی اعداء کے لئے ہے اور اعداء ہی سے تصدیق حق کا ذریعہ چھین لیا جاتا ہے یعنی جب امام وقت ظاہر ہوتے ہیں تو ہر شخص حق کے پہچان کی کسوٹی کو موجود پاتا ہے چاہے وہ دشمن ہے یا دوست مگر غیبت میں اہل حق کے لیے یہ ذریعہ ہدایت وتصدیقِ حق باطناً اور ظاہراً موجود رہتا ہے اور اہل حق صبح وشام یہ توقع رکھتے ہیں کہ دولت حقہ ظاہر ہونے والی ہے اور اقتدار وحکومت ظالمین کے ہاتھوں سے جانے والا ہے اور اسی خواہش کا اظہار جب بارگاہ ایزدی میں کیا جاتا ہے کہ

- الٰہی تیرے نمائندہ ذات کی حکومت ظاہر ہو۔
- الٰہی تیرے دشمنوں کا قلع قمع ہو جائے۔

۞ الٰہی جو مظلومین شہید ہو چکے ہیں ان کے ہر ظلم کا انتقام جلدی ہو۔

۞ الٰہی ظلم معہ ظالمین صفحہ ہستی سے نابود ہو جائے۔

۞ الٰہی خاندان تطہیر علیھم الصلوات والسلام کے خانہ ویراں کو گلستان مسرت میں بدل دے۔

۞ الٰہی اولین و آخرین کے فردوس کو دنیا پہ ظاہر فرما۔

۞ الٰہی ملکِ آلِ محمد علیھم الصلوات والسلام کو ظاہر فرما اور غاصبین کو ابدی سزا دے۔

۞ الٰہی شہدائے کربلا علیھم الصلوات والسلام کے منتقم کو مصروف انتقام دکھا۔

انہی ادعیہ کا جامع نام دعائے تعجیل فرج ہے اور انہی ادعیہ کی خواہش میں خود کو تیار رکھنے کا نام انتظار فرج ہے۔

انتظار فرج کا حکم کلام الٰہی میں بصد جاہ و جلال صادر ہوا ہے اور اس کے فضائل کتب غیب میں لاتعداد لکھے ہوئے ہیں اور دعائے تعجیل فرج کا اہتمام خود خاندان تطہیر علیھم الصلوات والسلام نے فرمایا ہے اور ساتھ ہی دعائے تعجیل فرج کو رواج دیا ہے۔

............☆☆............

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 3

فرائض در زمانہءِ غیبت

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس زمانہ غیبت میں شیعان امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے فرائض کیا ہیں۔ اس پر مکمل بحث تو میں نے اپنی کتاب ''طریق المنتظرین'' میں کی ہے مگر یہاں اجمالی ذکر کرنا ضروری ہے یہ ایک مسلمہ ہے کہ جو لفظ کثیر الاستعمال ہوتا ہے وہ شکارِ ابہام رہتا ہے یعنی عوام اس کے معنی کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے ان الفاظ میں سے ایک لفظ ہے'' حق'' جسے قرآن کریم میں تقریباً سات معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے ان میں سے ایک معنی ہے'' قابل جزا خصوصیت '' اور اس صاحب خصوصیت کی جزا کی ادائیگی کا نام ہے'' فرض''

اور فرض جب بہت شدت اختیار کر لے تو اسے کہتے ہیں'' واجب''

ان کے مابین فرق یہ ہے کہ فرض کی ادائیگی مستحسن ہے یعنی قابل تعریف کام ہوتا ہے مگر کوئی یہ کام نہ کرے تو اس پر سزائے شرعی نہیں لگتی جیسا کہ ارشاد ہے'' طلب العلم فریضۃ '' اب یہ نہیں ہے کہ جس عورت یا مرد نے صرف ونحو وفقہ نہیں پڑھی اسے جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔ مگر واجب کے تارک کے لیے سزا ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ کی

سزائے دنیا وآخرت بیان ہوئی ہے۔

قابل جزا خصوصیات کے کئی اقسام ہیں مثلاً مزدوری کرنا ایک خصوصیت ہے جو عاجر پر مزدور کی جزا کی ادائیگی کو واجب بنا دیتی ہے اور یہی چیز عاجر پر مزدور کا حق کہلاتی ہے☆هَل جَزَاءُ الاِحسَانِ اِلّاالاِحسَان

اسی طرح قابل جزا خصوصیات کے اقسام بہت زیادہ ہیں اور انہی کے حساب سے جزا کے اقسام بھی بہت زیادہ ہیں مثلاً استاد کے تعلیم دینے کی وجہ سے شاگرد پر ایک حق بنتا ہے اور اس کی جزا تعظیم ہے اسی طرح شاگرد کا زانوئے تلمذ تہہ کرنے سے استاد پر حق بنتا ہے اس کی جزا تعلیم ہے وغیرہ وغیرہ۔

بعض شخصیات میں اجتماعِ خصوصیات بھی ہوتا ہے اور ان خصوصیات کی تعداد کے مطابق حقوق واجبہ کی تعداد ہوتی ہے کیونکہ واجبات نہ ہی ایک دوسرے کے متبادل ہوتے ہیں اور نہ ہی ادائیگیاں ایک دوسرے کی متبادل ہوتی ہیں۔ ہمارے امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف جامع خصوصیات جمیع ہیں اس لئے ان کے حقوق کئی طرح سے ہم پر عائد ہوتے ہیں مثلاً

نمبر 1

وہ ہمارے ہی زمانہ کے امام ہیں اس وجہ سے بھی ہماری گردنوں پر ان کا حق ہے جس کی ادائیگی اطاعت سے کرنا واجب ہے اس ذات کا حقِ امامت اس شخص نے ادا کیا ہے جو مطیع وفرمانبردار رہے جو مطیع وفرمانبردار نہیں گویا وہ غاصب حقِ امامت ہے۔

نمبر 2

ہماری گردنوں پر ان کا ایک حق اس وجہ سے بھی ہے کہ وہ شہنشاہ عجل الله فرجه الشريف

خاتم الاوصیاء ہیں اگر کوئی شخص پورے پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام کا کوئی احسان سمجھتا ہے اوران کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہتا ہے تو وہ انہیں دینا ہوگا اوراگر کوئی ان سے حسنِ سلوک کرنا چاہتا ہے تو ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا ہوگا کیونکہ یہ پورے خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کے وارث موجود ہیں اورجوان کی دل آزاری (اللہ نہ کرے) کا موجب بنے گا اس نے گویا پورے پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام کی دل آزاری کرنے کا ارتکاب کیا ہے۔

نمبر3

ارض وسما و ما فیہا یعنی جملہ مخلوق کی وجہ حفظ وامان ہونے کے ناطے سے بھی جملہ مخلوق کی گردنوں پران کا حق عظیم ہے جومثال اپنی جداطہرامام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے حق کوواضح فرمانے کے لیے خودشہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے ایک عالم کودی تھی وہی مثال ان کے حق کوبھی ثابت کرتی ہے۔

فرمایا تھاایک بادشاہ شکار پرگیااورراستہ بھول گیاجب بھوک اور پیاس سے مرنے پرنوبت آئی تواس نے ایک کٹیادیکھی اس کے قریب گیاوہاں ایک بڑھیاملی اس کے پاس ایک بکری تھی جس پراس کی حیات کا دارومدار تھااس بڑھیانے فوراً بکری کا دودھ نکال کربادشاہ کوپلایا پھراپنی بکری ذبح کرواکراس کے کباب بادشاہ کوپیش کر دیئے۔

ایک دن وہ بڑھیابادشاہ کے پاس آئی توبادشاہ نے اپنے وزیروں سے مشورہ کیاکہ اس کے احسان کا بدلہ کس طرح چکانا چاہیےتو سب نے کہااے بادشاہ! اگرتواپنی ساری شاہی بھی اس کودیدےتواس کے برابرنہیں ہوسکتا کیونکہ اس نے اپنا سب

کچھ دے کر تجھے بچایا تھا اب اگر تو سب کچھ دے بھی دے تو بھی پہل کرنے کی وجہ سے فضیلت اسی کی رہے گی۔

اب خود سوچیں اس بڑھیا نے بادشاہ کی صرف جان بچائی تھی اور جس ذات پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے سارے گھر کی قربانی دے کر پوری انسانیت کے جان و مال اولاد و عزت و ناموس غرض ہر چیز کی حفاظت فرمائی ہے اور فرما رہے ہیں ان کا حق کیا اس بڑھیا کے برابر بھی نہیں ہے اس نے تو صرف بکری قربان کی تھی اور یہاں قربانیاں خود دیکھ لیں۔

نمبر 4

ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے کچھ حقوق اس ناطے سے بھی ہماری گردنوں پر عائد ہوتے ہیں کہ وہ دستارِ رسالت کے وارث ہیں جو آداب و احکام حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہیں وہ سارے کے سارے یہاں لاگو ہوتے ہیں ان کا منکر اس ذات کا منکر ہے، ان کا نافرمان اس ذات کا نافرمان ہے۔ خود فیصلہ کریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم **کا منکر مسلمان ہوتا ہے؟**

نمبر 5

ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے کچھ حقوق اس ناطے سے عائد ہوتے ہیں کہ وہ موجودگان ارض میں سے سب سے معمر و بزرگ شخصیت ہیں گھر کا ایک بزرگ ہو اور وہ خیر خواہ بھی ہو، سمجھ بوجھ بھی زیادہ رکھتا ہو تو کیا کسی کو اس کی نافرمانی کرنا چاہیے۔ ہر حلال زادہ بزرگوں کا احترام عبادت سمجھتا ہے باقی سارے حقوق بھول کر اگر صرف اسی ایک حق کو ہی درست مان لیا جائے تو پھر بھی نافرمانی کرنے کا کوئی

جوازنہیں بنتا۔

نمبر 6

موجودگان ارض میں سے سب سے زیادہ مقدس ذات کے حوالے سے بھی ان کے کچھ حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں اگرکوئی ان کے نورانی وروحانی پہلوؤں کو نہ بھی مانے اوران کے عہدہ ہائے الٰہی سے انکار بھی کردے تو ان کے اس حق سے انکار نہیں کرسکتا کیونکہ خالق نے فرمایا ہے''إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ''اوران کے برابر تقدس میں کسی کو لانے کی جرأت تو دشمنوں نے بھی نہیں کی۔انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی تقوے میں جناب عیسٰی علیہ السلام کے برابر نہیں مانا جاتا مگر کتب مخالفین جناب عیسٰی علیہ السلام کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا تسلیم کرتے ہیں۔

اسی طرح بہت سے حوالوں سے ان کی ذات پاک کے حقوق ہماری گردنوں پر عائد ہوتے ہیں مگر بنیادی طور پر ہمارے جو فرائض ہیں ان میں سے پانچ انتہائی اہم ہیں

1......معرفت

2......مودت

3......نصرت

4......انتظار فرج

5......دعائے تعجیل فرج

اگر معرفت کے بارے میں مکمل لکھا جائے تو کئی کتابیں بنیں گی لیکن یہاں ناگزیر اجمال کی صورت میں کچھ ضرور عرض کرونگا حقیقت یہ ہے کہ معرفت کے کئی پہلو ہیں مثلاً

www.khrooj.com

ایک پہلو وہ ہے کہ جو سرسری تعارف سے لے کر کنہہ ذات کامل عرفان تک پھیلا ہوا ہے۔

دوسرا پہلو وہ ہے جس میں اپنی ذات کی حیثیت اور اس پر عائد فرائض کا عرفان ہے جو تعارِف ذات ہے اس کے کئی پہلو ہیں مثلاً

1......امامِ وقت کے نام ونسب کی معرفت۔

2......ان کے اختیارات اور منصب کی معرفت۔

3......ان کے صفات وخصائص کی معرفت۔

4......ان کے اور خالق کے مابین جو تعلق ہے اس کی معرفت۔

5......ان کے کنہہ ذات یعنی ان کی حقیقت مطلقہ باطنی کی معرفت۔

ان میں سے پہلے تین پہلوؤں پہ تو مشعل وحی والہام کی روشنی میں عقل کو اذن سفر بخشا گیا ہے مگر آخری دو پہلوؤں کی معرفت حقیقی یہ ہے کہ انسان عرفان کلی سے اپنی عاجزی کا اقرار کر لے یعنی کمال معرفت اقرار عجز عن المعرفت ہے۔

جیسا کہ جناب عبدالعزیز سے وہ خطبہ منقول ہے کہ جس میں منصب امام کی وضاحت امام زمانہ شہنشاہ معظم جناب علی ابن موسی الرضاعلیهم الصلوات والسلام نے فرمائی ہے وہ ایک طویل خطبہ ہے اس کے چند اقتباس پیش کرتا ہوں۔

☆ هل يعرفون الناس قدرالامامة ومحلها (الى ان قال) هيهات هيهات ضلت العقول وتاهت الحلوم و حارت الالبَّاءُ وحسرت العيون وتصاغرت العظماء و تحيرت الحكماء وتقاصرت العلماء وحصرت الخطباء و جهلت الالباء وكلت الشعراء وعجزت الادباء و عييت البلغاء

عن وصف شان من شانه او فضیلت من فضائله فاقرت بالعجز والتقصیر وکیف شی ء من امره او یوجد من یقوم مقامه ویغنی غناء لا کیف وانی وھو بحیث النجم من ایدی المتناولین ووصف الواصفین۔ ......الخ

فرمایا کیا لوگ منزلتِ امامت اور مقامِ امامت کو سمجھ سکتے ہیں؟

فرمایا ہیھات ہیھات کائنات کی عقلیں بھٹک جائیں، دانائیاں لغویات میں الجھ جائیں ،بصیرتیں دشت حیرت میں دم توڑ دیں، صاحبان عظمت خود کو بونا محسوس کریں، دانشوران عالم مبہوت رہ جائیں،قباپوشان علم تقصیر کی ذلتوں میں جاگریں، شعلہ بیان مقررین مہر بہ لب ہو جائیں، زیرک ترین افراد جہالت کی گھاٹیوں میں لڑھک جائیں ،شعراء کے ناطقے بند ہو جائیں ،ادیب اور صاحبان قلم عاجز آجائیں، صاحبان بلاغت کی قابلیتیں تھک جائیں مگر وہ شان ہائے امامت میں سے ایک بھی بیان نہ کرسکیں ،امام کے فضائل میں سے ایک فضیلت تک رسائی نہ پاسکیں اور سارے سر جھکا کر اقرارِ عجز کریں۔

کوئی کیسے مقامِ امام کا ادراک کرسکتا ہے بلکہ اس کی کسی ایک چیز کا بھی ادراک نہیں کرسکتا تا اینکہ فرمایا جس طرح ایک بلند ترین ستارہ ہاتھ بڑھانے والوں کے ہاتھوں کی دسترس سے بعید ہوتا ہے اسی طرح امام بھی اپنی وصف بیان کرنے والے کے بیان سے بعید ترین ہوتا ہے۔

اس طرح خطبہ طارق میں جناب امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام نے مقام امام کی وضاحت فرمائی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام کی کنہہ

ذات کی معرفت امر محال ہے کیونکہ یہ عقول وافہام سے اجل وارفع ذوات ہیں اور ہمیں عقل تو اقامت رسم عبودیت کے لیے بخشی گئی ہے "لا لادراك الربوبية" نہ کہ ادراک الوہیت کے لیے عطا ہوئی ہے اس لئے پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام کی معرفتِ ذات کا حصول ناممکن ومحال ہے۔

امام وقت کے نام ونسب کے بارے میں علم حاصل کرنا لازم ہے کیونکہ امام کی پہچان امام ہی کرواتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے بعد کے سلسلہ امامت کو بنصِ صریح بیان فرمادیا ہے اس لئے کسی غیر کا امکان ہی باقی نہیں رہتا۔ ساتھ ہی امام کے خصائص وصفات بھی بیان کر دیئے گئے ہیں اس لئے اس کے ظاہر کی معرفت کا حصول آسان ہے۔

جو معرفت امام کا دوسرا حصہ ہے میرے خیال کے مطابق وہی حقیقی معرفت ہے۔

اس میں ایک یہ سوال ہوتا ہے کہ میں کیا ہوں؟ میری حیثیت کیا ہے؟ میرا اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا کیا رشتہ اور تعلق ہے؟

انہی سوالات کے جواب میں انسان کو پتہ چلتا ہے کہ میں ایک عاجز محض ہوں جس کا کوئی وقار نہیں۔ امام علیہ الصلوات والسلام سے جب تک وابستگی نہ ہو میری نہ یہ دنیا ہے اور نہ وہ دنیا۔

ہمیں جو نعمات ملے تھے یا جو نعمات میسر ہیں یا جو آئندہ ملیں گے ان کے عطا کندہ میرے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں ہر نعمت انہی کے دست یداللہ مزاج کی بخشی ہوئی ہے۔

جب ہم غور کرتے ہیں کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اور ہمارے مابین کیا رشتہ

www.khrooj.com

ہے تو پتہ چلتا ہے ہم ان کے عبدِ مملوک ہیں، ان کے زر خرید غلام ہیں، وہ ہمارے مالک مطلق ہیں۔ان کی ملکیت کا اقرار کرنا اور ان کی اطاعت ہی کا ایک نام معرفت ہے۔

میرے ایک دوست نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ ہمیں تو علماء یہ بتاتے ہیں کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہمارے مال کے پانچویں حصے کے مالک ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ ہم ان کے عبدِ مملوک ہیں یہ کیا ہے؟

میں نے ان سے گزارش کی کہ

''وَاعۡلَمُوۡاۤ اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ'' والی آیت بہت پہلے آ چکی تھی لوگ اس پہ عمل پیرا بھی تھے اور خمس وزکواۃ کے احکام پر بہت پہلے سے عمل ہو رہا تھا پھر خم غدیر کا اعلان کیا تھا؟

دراصل خم غدیر پہ اقرارِ ملکیت کروایا گیا تھا جسے حارث بن نعمان فہری جیسے لوگ سمجھ گئے اور کہا تھا کہ لوگو! آپ نے اس فرمان کا مقصد سمجھا ہے؟

اس کا مقصد یہ ہے کہ آج سے ہم بھیڑ بکریوں کی طرح امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی ملکیت بنا دیئے گئے ہیں اور مجھے یہ بات منظور نہیں اور اس نے بارگاہ نبویؐ میں آکر یہی بات عرض کر دی کہ مجھے عذاب منظور ہے یہ بات منظور نہیں اور اس پر اسے آسمانی عذاب میں مبتلا کیا گیا۔

کمالِ معرفت یہی ہے کہ ہم خود کو عبدِ مملوک (زر خرید غلام) سمجھیں اور آدابِ غلامی کو سمجھیں اس سے حقوق وفرائض سمجھ میں آئیں گے۔

غلام کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی جو شخص اپنی مرضی کی کرتا ہے وہ بتا رہا ہوتا ہے کہ وہ کسی کا غلام نہیں ہے اپنا خود مالک ہے۔

دنیا کی ہر چیز چھوڑنا بہت آسان ہے۔ مال، دولت، تخت وتاج ایک لنگوٹی باندھ کر گلیوں میں بھیک مانگنا بہت آسان ہے مگر اپنی مرضی کا چھوڑنا انتہائی مشکل کام ہے مگر جسے مالک پاک علیہ الصلوات والسلام توفیق عطا فرمائیں۔

مودت

انسان کی محبت کا آخری درجہ مودت ہے اس لئے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام سے محبت نہیں مودت کرنے کا حکم دیا گیا ہے مودت (محبت) کا دائرہ بڑا وسیع ہے اس لئے میں یہاں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔

نصرت

زمانہ غیبت میں جملہ مومنین کا یہ بڑا فریضہ ہے کہ وہ اپنے شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی ہر وقت، ہر صورت، ہر قسمی، ہر طرح سے، ہر حال میں، ہر طریقے سے نصرت کریں۔

یہ موضوع میری اس کتاب سے خارج ہے اس لئے اس پہ بھی بحث نہیں کرونگا اس پر مکمل بحث کتاب دینِ نصرت میں موجود ہے۔

انتظار

اس کے بعد ہے انتظار کیونکہ ہمارا موضوعِ کتاب ہی دعائے تعجیل وانتظار ہے اس لئے اس پہ ذرا تفصیل سے روشنی ڈالونگا۔

............☆☆............

www.khrooj.com

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 4

انتظار الفرج

دورِ غیبت میں سب سے افضل عمل انتظار فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام ہے اس کی فضیلت پہ بہت سے احادیث موجود ہیں جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

☆افضل العبادة بعد المعرفة انتظار الفرج

یعنی ''معرفت کے بعد افضل ترین عبادت انتظار الفرج ہے'' اس لئے میں یہاں انتظار پہ مفصل بحث کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

محترم قارئین!

کلام الٰہی میں زیادہ تر وہ آیات ہیں جن میں بلا واسطہ کفار و مشرکین کو حکم انتظار دیا گیا ہے لیکن اسی حکم سے مومنین کے لیے حکم انتظار اخذ ہوتا ہے مثلاً

1......☆هَلْ يَنظُرُونَ إِلاَّ أَن يَأْتِيَهُمُ اللّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلآئِكَةُ وَقُضِيَ الأَمْرُ وَإِلَى اللّهِ تُرْجَعُ الأمُور......(بقرہ210)

یہاں کفار و مشرکین کی توقعات کا ذکر فرماتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ''کیا وہ لوگ اس

www.khrooj.com

کے منتظر ہیں کہ اللہ عزوجل بادلوں کے سائے میں ملکوت کے ساتھ آ کر سارے امور نمٹائے گا حالانکہ سارے امور کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔

2......☆هَلْ يَنظُرُونَ إِلاَّ أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّهُ وَلَـكِن كَانُواْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ......(نحل33)

یہ بھی کفار ومشرکین کے بارے میں ہے کہ کیا وہ اس کے منتظرین ہیں کہ ان کے پاس ملکوت آئیں یا تمہارے رب کا امر آئے گا ان سے قبل جو لوگ تھے انہوں نے بھی یہی کیا تھا لیکن اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔

یعنی ماضی کی امتوں کا بھی یہی تقاضہ تھا کہ ان کے لیے ملکوت آئیں یا اللہ خود آئے یا امراللہ آئے تب وہ ایمان لائیں گے یہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم ہی کیا تھا کیونکہ اس بارے میں اللہ کا قانون کیا ہے اس کا اظہار اگلی آیت میں دیکھئے۔

3......☆ هَلْ يَنظُرُونَ إِلاَّ أَن تَأْتِيهُمُ الْمَلآئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لاَ يَنفَعُ نَفْساً إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْراً قُلِ انتَظِرُواْ إِنَّا مُنتَظِرُون

(انعام158)

اس میں بھی کفار ومنکرین کا ذکر ہوا کہ کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس ملکوت آئیں یا آیت اللہ (اس کا نمائندہ) آئے گا اور یہ تب ایمان لائیں گے حقیقت یہ ہے جب آیۃ اللہ العظمیٰ کی آمد ہوگی اس دن کسی کا ایمان لانا نفع بخش نہ ہوگا یا یہ کہ ایمان تو پہلے سے ہوگا مگر اس میں کسب خیر نہ ہوگا تو تب بھی انہیں اس دن کوئی نفع نہ ہوگا بس فرما دیجئے! تم بھی اس کا انتظار کرو اور ہم بھی منتظرین میں سے

ہیں۔
اس کے بارے میں اکمال الدین اور صافی اور دیگر بہت سے کتب غیبت میں ہے کہ یہ آیت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج کے بارے میں ہے اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو ان کی آمد پہ یقین نہیں رکھتے یا تسلیم تو کرتے ہیں مگر اس کی مناسبت سے اعمال خیر نہیں کرتے۔

4......☆فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاء أَشْرَاطُهَا فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ......(محمدؐ18)
منکرین و کفار اس بات کے منتظر ہیں کہ ساعۃ (خروج امامؑ) ہو جائے تب ہم ایمان لائیں گے حالانکہ اس نے تو اچانک ہو جانا ہے لیکن اس کے علائم تو ظاہر ہیں پھر انہیں کب نصیحت آئیگی۔

5......☆ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ () الْأَخِلَّاء يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ () يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ......(زخرف68)
یہ بھی کفار و منکرین کے بارے میں ہے کہ یہ ساعۃ (خروج) کے سوا کسی چیز کے منتظر نہیں ہیں حالانکہ ساعۃ نے اچانک آنا ہے اور انہیں شعور تک نہ ہوگا اس دن کچھ دوست اپنے دوستوں کے دشمن ہو جائیں گے لیکن متقین کی دوستیاں باقی رہیں گی اور اس دن فرمایا جائیگا کہ اے ہمارے غلامو! آج کے دن تمہارے لئے خوف زدہ کرنے والی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی تمہیں محزون ہونا چاہیے۔
یعنی اس دن صرف دشمن خائف و محزون ہوگا جو مومنین و متقین ہونگے وہ مسرور

ہونگے۔

6......☆ وَيَقُولُونَ لَوْلاَ أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّهِ فَانتَظِرُواْ إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ......(یونس20)

کفار ومنافقین کہتے ہیں جبتک ان پر آیۃ اللہ کا نزول نہ ہوگا وہ ایمان نہ لائیں گے آپ ان سے فرمادیں کہ غیب (امام) تو اللہ کے لیے ہے اب تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی تمہارے ساتھ منتظرین میں سے ہیں۔

یعنی یہ بھی خواہ مخواہ کی بکواس کرنے والوں کے جواب میں فرمایا گیا ہے تھوڑا انتظار کرلو تمہیں پتہ چل جائے گا۔

7......☆وَقُل لِّلَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ اعْمَلُواْ عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُون() وَانتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ......(ہود122)

جو ایمان نہیں لاتے ان سے آپ فرمادیں تم اپنے مقام پہ عمل کرو اور ہم بھی اپنے مقام پہ عمل کرنے والے ہیں تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

آخر میں دیکھیں گے کہ آخری فتح کس کی ہوتی ہے عاقبت کس کی بہتر ہوتی ہے

8......☆وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ() قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ() فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ ......(سجدہ30)

منکرین خروج طنزاً پوچھتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو بتائیں آخری فتح کب ہوگی آپ ان سے فرمادیں کہ فتح جب بھی ہوگی اس دن کفار کا ایمان لانا انہیں نفع نہ دیگا

اور نہ انہیں مہلت دی جائیگی وہ دیکھتے ہی رہ جائیں گے آپ ان سے منہ موڑ لیں یعنی انہیں دفع کریں آپ اس کا انتظار کریں اور وہ بھی انتظار کریں۔

9 ......☆فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلاَّ مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْاْ مِن قَبْلِهِمْ قُلْ فَانتَظِرُواْ إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ......(یونس 102)

یہ لوگ سوائے گزرے ہوئے دنوں کے اور کسی چیز کے منتظر نہیں ہیں یعنی یہ بھی امم سابقہ کی طرح عذاب الٰہی کے منتظر ہیں ان سے فرما دیں تم انتظار کرو اور ہم بھی تمہارے ساتھ منتظرین میں سے ہیں۔

اس کے باوجود بھی نہ سمجھیں تو ان سے فرمادیں کہ یہ ماضی میں جھانک کر دیکھیں امم سابقہ کا انجام دیکھ لیں۔

10 ......☆وَيَا قَوْمِ اعْمَلُواْ عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُواْ إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ()وَلَمَّا جَاء أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْباً وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مَّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُواْ الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُواْ فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ......(ہود 94)

جناب شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! تم اپنے مقام پر عمل کرو میں اپنے مقام پر عمل کر رہا ہوں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ کون حق پر تھا کیونکہ جھوٹوں پر عذاب عظیم آنے والا ہے تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں جب ہمارا ''امر'' آ گیا تو ہم نے اپنی رحمت کی وجہ سے حضرت شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات بخشی اور ظالمین کا مواخذہ فرمایا ایک دھما کہ ہوا (چنگھاڑ کے ذریعے) صبح کو وہ اپنے گھروں میں انجام کو پہنچ چکے تھے۔

www.khrooj.com

بس اس امت کا بھی یہی حال ہوگا کہ جو صاحب الامر علیہ الصلوات والسلام پر ایمان لائیں گے اور دعا و انتظار میں ہونگے وہی نجات پائیں گے اور ظالمین اپنے انجام کو پہنچیں گے اور اس امت کے ظالمین سے فرمایا گیا ہے۔

11 ......☆بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَلْعَبُونَ()فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاء بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ......(الدخان10)

کہ ظالمین تو شکوک وشبہات میں کھیل رہے ہیں تم اے ایمان والو! اس دن کا انتظار کرو جس دن آسمان عظیم دھوئیں سے بھر جائیگا (یہ دھواں علائم خروج میں سے ہے)۔

علی بن محمد سمری رحمتہ اللہ علیہ جو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے آخری نائب تھے ان کی توقیع مبارک میں بھی اس دخان کو خروج کے حتمی علائم میں شمار فرمایا گیا ہے۔

مومنین کے لیے انتظار بالصبر کا حکم تھا استعجال سے منع فرمایا تھا حکم یہ تھا کہ جلد بازی مت کرنا انتظار ودعا پر جمے رہنے کا حکم ہے جیسا کہ ارشاد ہے

12 ......☆مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيْلاً ......(احزاب23)

مومنین میں سے کچھ لوگوں نے اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کردیا ہے کچھ لوگوں نے اپنی نذر پوری کردی ہے اور ان میں سے کچھ ہیں جو انتظار میں ہیں اور ذرا بھر تبدیل نہیں ہوئے بدلے نہیں ہیں یعنی عہد پر قائم ہیں انتظار پر جمے ہوئے ہیں۔

استعجال کے معنی یہاں بھی وہی ہونگے کہ ثابت قدم نہ رہنا، چھوڑ دینا وغیرہ ان بارہ آیات پر اکتفیٰ کرتا ہوں۔

احادیث انتظار

احادیث انتظار پر اگر غور کیا جائے تو اس کی چند اقسام ہیں مثلاً کچھ ''فضیلت انتظار'' پر ہیں، کچھ انتظار پر قائم رہنے کی تاکید میں ہیں، کچھ وجوبِ انتظار پر ہیں، کچھ منتظرین کے فضائل پر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

وجوبِ انتظار پر جو احادیث ہیں ان میں سے چند ایک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

وجوبِ انتظار

ایک شخص بارگاہ امام صادق علیہ الصلوات والسلام میں حاضر ہوا اور عرض کی آقا مجھے مختصر الفاظ میں مکمل دین سے آگاہ فرمائیں۔

1......☆(فقال علیہ الصلوات والسلام) ان کنت اقصرت الخطبة قد اعظمت المسئلة واللہ لا عطینك دینی ودین آبائی الذی تدین اللہ تعالی به شهادة ان لا اله الا الله و ان محمداً صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسول الله والاقرار بماجا به من عنداللہ و الولایته لولینا و البرائة من عدونا (اعدائنا) والتسلیم لامرنا و انتظار قائمنا عجل الله فرجه والا جتهاد و الورع

یعنی دین حق کے بنیادی سفارشات یہ ہیں توحید و رسالت کی گواہی دینا اور اس بات کا اقرار کرنا کہ جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لائے ہیں وہ عین حق ہے اور پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کی ولایت ومحبت پر قائم رہنا اور آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے دشمنوں سے بریت کرنا اور امر آل محمد علیہم الصلوات والسلام کو تسلیم کرنا خاص طور

www.khrooj.com

پر انتظار قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف میں مصروف رہنا اور دین حق میں اجتہاد اور ورع و پرہیزگاری اختیار کرنا۔

(ورع ترک محرمات کو کہتے ہیں اور اجتہاد فرائض کو ٹھیک ادا کرنے کو کہا جاتا ہے)

اس حدیث سے اکثر علمائے کرام نے انتظار کو وجوب میں داخل قرار دیا ہے۔

2......☆ امام صادق علیہ الصلوات والسلام سے کسی نے دین آئمہ اطہار علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا

قال الصادق علیہ الصلوات و السلام من دین الائمة علیهم السلام الورع والعفة والصلاح الی قوله وانتظار الفرج بالصبر

فرمایا پرہیزگاری، عفت (پاک دامن ہونا اور بے سوال ہونا) اپنی گفتگو کی اصلاح کرنا اور ثابت قدمی سے انتظار فرج کرنا یہ دین آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے بنیادی سفارشات ہیں۔

3......☆ امام ابوموسیٰ الرضا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

قال ما احسن الصبر وانتظار الفرج اما سمعت قول الله عزوجل فارتقبو انی معکم رقیب و فانتظرو ا انی معکم من المنتظرین فعلیکم بالصبر فانه انما یجئی الفرج علی الیاس وقدکان من قبلکم اصبر منکم

فرمایا انتظار فرج میں صبر سے بہتر کیا چیز ہے کیونکہ خالق نے فرمایا ہے تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (یہاں دو آیات ہم معنی لائے ہیں)

( ) پھر فرمایا تمہارے لئے صبر لازم ہے کیونکہ فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام عین عالم یاس ونا امیدی میں واقع ہوگی لیکن تم سے پہلے والے لوگ تم سے زیادہ صابر تھے میں ایک بات عرض کردوں یہاں صبر کو یاس کی ضد میں لایا گیا ہے یعنی بے صبر مایوسی کے معنی میں ہے پھر فرمایا ہے کہ امم سابقہ کے مومنین تم سے بڑے صابر تھے یعنی وہ فرج وکشائش سے نا امید نہ ہوتے تھے ورنہ جتنے انبیاء علیہ السلام نے اپنی امتوں سے وعدہ فرمایا ہے ہر امت نے دعائے فرج ضروری ہے بلکہ خود انبیاء علیہم السلام نے بھی دعائے فرج وکشائش میں شمولیت فرمائی ہے۔

فضیلتِ انتظار

4......☆ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انتظار فرج کی عظمت یہ ہے کہ

☆افضل اعمال امتی انتظار الفرج

فرمایا میری امت کے جملہ اعمال میں سے افضل ترین عمل انتظار فرج ہے۔

5......☆افضل جهاد امتی انتظار الفرج

فرمایا میری امت کا افضل ترین جہاد انتظار فرج ہے۔

6......☆افضل العبادة بعد المعرفة انتظار الفرج

فرمایا جملہ عبادات میں سے معرفت کے بعد انتظار فرج سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں

7......☆افضل اعمال شيعتنا انتظار الفرج

فرمایا ہمارے شیعوں کے اعمال میں سے افضل ترین عمل انتظار فرج ہے۔

8......☆انتظار الفرج بالصبر عبادة

www.khrooj.com

فرمایا ثابت قدمی کے ساتھ انتظار فرج کرنا عبادت ہے۔

9......☆انتظار الفرج من الله عبادة ومن رضی بالقلیل من الرزق رضی الله تعالی بالقلیل من العمل

فرمایا اللہ کی طرف سے فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام کا انتظار کرنا عبادت ہے اور جو اللہ کے رزقِ قلیل پہ راضی ہو جاتا ہے خالق اس کے تھوڑے عمل پہ راضی ہو جاتا ہے

10...... جناب امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆قال انتظروا الفرج ولاتیاسوا من روح الله فان احب الاعمال الی الله عزوجل انتظار الفرج

فرمایا فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام کا انتظار کرو اور رحمت الٰہی سے مایوس بھی ہرگز نہ ہو کیونکہ اللہ کا محبوب ترین عمل انتظار فرج ہے۔

11...... جناب ابی عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆افضل عبادة المومن انتظارفرج الله

فرمایا مومن کی افضل ترین عبادت ''انتظار فرج'' وکشائش من اللہ ہے۔

12...... جناب سید الساجدین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆انتظار الفرج من افضل الاعمال

فرمایا جملہ اعمال میں سے انتظار الفرج افضل ترین عمل ہے اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ انتظار فرج عمل کرنے سے افضل ہے۔

13......ابی جعفر محمد بن عثمان عمری جو نواب اربعہ میں سے ہیں ان کی خدمت میں احمد بن ابراہیم نے عرض کی کہ مجھے اپنے آقا و مولا عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا

www.khrooj.com

بہت شوق ہے تو فرمایا کیا واقعی تمہیں زیارت امام علیہ السلام کا اشتیاق ہے اس نے عرض کی ہاں تو فرمایا شکر الله لك شوقك فيه یعنی اس شوق پر بھی اللہ کا شکرادا کرو۔

تشویق انتظار

13......

جناب سعدہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم امام صادق علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک ضعیف شخص حاضر ہوا وہ انتہائی کمزور تھا بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا آقا علیہ السلام نے جوابِ سلام احسن طریقے سے دیا پھر قریب آیا اور عرض کی آقا اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائیں سرکار علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھایا اس نے ہاتھ کو تھاما اور رو رو کر بوسے دینے لگا یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو؟

اس نے عرض کی آقا میں سو سال سے انتظار قائم آل محمد عجل الله فرجه الشريف میں مصروف ہوں ہر سال یہی کہتا تھا کہ یہی سال ہے جس میں خروج ہو جائیگا لیکن اب میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں، ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں، جسم پر جھریوں کا جال بچھ گیا ہے، اجل سر پر پہنچ چکی ہے مگر آپ کی ابدی حکومت قائم ہوتی نظر نہیں آتی۔ میں آپ کو مقتول دیکھ چکا ہوں، آپ کے خاندان پاک کو بے وارث دیکھ رہا ہوں آپ کے دشمنوں کو پروں سے پرواز کرتا دیکھ رہا ہوں جب یہ حال ہو تو کیسے آنسو نہ بہاؤں جب اس نے اظہار درد کیا تو خود امام علیہ السلام نے بھی گریہ فرمایا اور اس ضعیف سے فرمایا اللہ عزوجل تمہیں ہمارے قائم عجل الله فرجه الشريف کی زیارت نصیب

کرے اس کے بعد بہت دعائیں دیں پھر فرمایا وہ ہمارے چھٹے فرزند ہیں (طوالت کے پیش نظر ترجمہ نقل کیا ہے)

علی بن ابراہیم مھز یار کو جناب ابومحمد حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام نے ایک خط میں تحریر فرمایا

☆اذا غاب صاحبکم عن دار الظلمین فتوقعوا الفرج

فرمایا جب تمہارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف غیبت اختیار کریں اور ظالمین سے کنارہ کش ہوجائیں تو فرج وکشائش کی توقع رکھنا

ان احادیث میں انتظار کا شوق پیدا فرمایا گیا ہے کہ تاکہ لوگ منتظر رہیں اور ناامید نہ ہوں اسی کا ایک حصہ وہ ہے جس میں منتظرین کے فضائل بیان فرماکر تشویق دی گئی ہے تاکہ لوگوں میں انتظار کا جذبہ جوان رہے۔

فضائل منتظرین

ابی عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

1......☆قال المنتظر لامرنا کا لمتشحط بدمه فی سبیل الله

فرمایا جو ہمارے امر کا منتظر ہے (خروج امام عجل اللہ فرجہ الشریف) کا منتظر ہے وہ ایسے ہے جیسے جہاد فی سبیل میں خون سے لت پت پڑا ہو۔

2......☆الاخذ بامرنا معنا غداً فی حظیرة القدس والمنتظر لامرنا کالمشتحط بدمه فی سبیل الله

فرمایا جو ہمارے امر کو حاصل کرنے والا ہے وہ کل حظیرۃ القدس میں ہمارے ساتھ ہوگا اور منتظر خروج کا مقام ایسا ہے کہ جیسے شہید فی سبیل اللہ اپنے خون میں لوٹ

پوٹ رہا ہو۔

3......☆عن ابی عبدالله علیه الصلوات والسلام واعلموا ان المنتظر لهذا الامر له مثل اجر الصائم القائم

یعنی معلوم ہونا چاہیے کہ اس امر کا جو منتظر ہے اس کا اجر ایسا ہے جیسے وہ پوری زندگی روزہ دار رہا ہو اور قائم الیل یعنی پوری زندگی کی راتوں میں جاگ کر عبادت کرتا رہا ہو۔

4......☆ ابی جعفر محمد باقر علیهم الصلوات والسلام نے فرمایا

☆العارف منکم لهذا الامر المنتظر له المحتسب الخیر کمن جاهدالله مع آل محمد علیهم الصلوات والسلام بسیفه

تم میں سے جو اس امر کا عارف ہے اور ہمارے امر کا منتظر ہے اور محاسبہ خیر بھی کر چکا ہے وہ ایسا ہے جیسے سرکار زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی معیت میں تلوار سے جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہے

صفات منتظرین

عام طور پر لوگ خود کو منتظرین کی صف میں شامل سمجھتے ہیں حالانکہ صفات منتظرین بھی خاندان پاک علیهم الصلوات والسلام نے بیان فرما دیئے ہیں مثلاً

1......امام صادق علیه الصلوات والسلام نے دور غیبت کے حالات بیان فرمائے تو سوال ہوا؟

☆ثم ماذا یکون قال علیه السلام ثم تمتد الغیبة بولی الله عزوجل المثانی عشر من اوصیاء رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم والائمة علیهم السلام بعده

یا ابا خالد ان اهل زمان غیبته القائلین بامامته والمنتظرین لظهوره افضل من اهل کل زمان لان الله تبارك و تعالی اعطاهم من العقول والافهام والمعرفة ماصارت به الغیبة عندهم بمنزلة المشاهدة وجعلهم فی ذالك الزمان بمنزلة المجاهدین بین یدی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم بالسیف اولئك المخلصون حقاً و شیعتنا صدقاً والدعاة الی دین الله عزوجل سراً وجهراً

آقا فرمایئے! پھر کیا ہوگا تو انہوں نے فرمایا پھر بارہویں ولی العصر عجل الله فرجه الشریف کی غیبت طویل ہوجائیگی

فرمایا اے ابوخالد کابلی! اس دور میں جو اپنے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی امامت کے قائل ہونگے اور ان کے ظہور اجلال کے منتظر بھی ہونگے وہ اولین آخرین سے افضل ہونگے، انہیں خلاق ازل عقول کامل اور افہام مکمل اور معرفت حقیقی اس طرح عطا فرمائیگا کہ ان کے لئے غیبت بہ منزلت مشاہدہ ہوگی اور ان کی اپنی قدر و منزلت کو یہ ارتقاع ملے گا کہ وہ مجاہدین کے مقام پر فائز ہونگے وہ بھی ایسے مجاہدین جنہوں نے حضور اکرم صلی الله علیه و آله وسلم کے سامنے جہاد کیا ہو وہ سچے مخلص اور ہمارے حقیقی شیعہ ہونگے اور وہی ظاہراً اور مخفی طور پر دین حق کی طرف دعوت دینے والے ہونگے۔

............☆☆............

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 5

مفہوم انتظار

انتظار فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں ایک یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ یہ مکتبہ انتظار تن پروری، عیش کوشی، عشرت پرستی اور بیکاری کے سوا کچھ بھی نہیں ہے غیروں کی طرف سے یہی اعتراض ہوتا ہے کہ انتظار مشغلہ بیکاراں ہے یعنی ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہو، خوب کھاؤ پیو، عیش اڑاؤ لیکن دنیاوی ترقی کے جملہ کاموں سے دست کش ہو جاؤ ان کی نظر میں یہی انتظار ہے۔

جن لوگوں نے یہ اعتراض کیئے ہیں انہوں نے مفہوم انتظار سمجھا ہی نہیں ہے اور پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے فلسفہ انتظار کو بھی بالکل نہیں سمجھ سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ مکتب انتظار تو ایک تربیتی اور اصلاحی مکتبہ فکر ہے مشرقی اور مغربی اخلاقیین (ماہرین اخلاقیات) نے انسانی زندگی کے ''مقصد'' کے جو خصوصیات متعین کیئے ہیں وہ انتظار کے علاوہ کسی چیز میں موجود ہی نہیں ہیں مثلاً

بینتھم کا قول ہے ''لذت کے سوا کوئی چیز خواہش کے قابل نہیں ہے''

یعنی مقصد حیات زیادہ سے زیادہ لذت ہے۔

www.khrooj.com

یہاں اس نے لذت بمعنی مسرت لیا ہے کیونکہ وہ اس کی ضد الم لکھتا ہے اور الم کی ضد مسرت ہے مقصد حیات لکھنے کے بعد وہ مسرت کی خصوصیات لکھتا ہے وہ کہتا ہے ایسی مسرت کا حصول قابل خواہش ہے کہ جس میں یہ تین خصوصیات پائے جاتے ہیں

1 ......شدت = یعنی درجاتی لحاظ سے سب سے اونچے درجے کی مسرت ہو

2 ...... مدت بقا = طویل ترین عرصے کے لیے حاصل ہونے والی مسرت ہو

3 ......تعداد = یعنی اس کا دائرہ افادیت زیادہ سے زیادہ افراد پر محیط ہو

ڈاکٹر مل نے مقصد حیات یہ بتایا ہے کہ ''زیادہ سے زیادہ تعداد میں زیادہ سے زیادہ عرصے کی زیادہ سے زیادہ مقدار میں مسرت کا حصول ہی مقصد حیات ہوسکتا ہے''

اس پر ڈاکٹر گرین جو اخلاقیات کا استاد مانا جاتا تھا اس نے ایک اعتراض بھی کیا تھا اس نے کہا تھا کہ بڑی سے بڑی تعداد میں بڑی سے بڑی مقدار ناممکن ہے اس نے اس کی یہ مثال دی تھی اگر ایک لاکھ روپے دو افراد پر تقسیم کریں گے تو انہیں زیادہ مقدار میں مسرت ملے گی اگر وہی ایک لاکھ روپے ایک لاکھ آدمیوں میں تقسیم کریں گے تو تعداد کے بڑھنے کی وجہ سے مسرت کی مقدار کم ہو جائیگی۔

اس نے اس کی مثال دینے میں ایک دھوکہ کھایا یعنی ہونا یہ چاہیے تھا کہ بات اگر مادی چیز کی ہو مثال مادی دینا چاہیے جب بات غیر مادی چیز کی ہو تو مثال بھی غیر مادی ہونا چاہیے۔

مسرت ایک کیفیت ہے اور دولت ایک مادی چیز ہے دولت تقسیم کے عمل سے کم ہو جاتی ہے جبکہ مسرت تقسیم کے عمل سے کم نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات تقسیم کے عمل سے وہ بڑھ جاتی ہے مثلاً صبح کی سیر ہو اور سن رائز کا منظر ہو اس

میں ایک یا ایک لاکھ آدمی شریک ہوں اس کے حسن سے حاصل ہونے والی مسرت تقسیم نہ ہوگی یہ علیحدہ بات ہے کہ اس مسرت کو حاصل کرنے والوں کی مسرت کی مقدار ایک جیسی نہ ہو مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک آدمی اگر کسی خوبصورت منظر کو دیکھے تو اسے سو فی صد مسرت حاصل ہوگی اگر ایک اور آدمی بھی آ گیا تو وہ مسرت ففٹی ففٹی ہو جائیگی۔

یعنی یہ حقیقت ہے کہ انسانی زندگی کا اگر کوئی اعلیٰ ترین مقصد ہوسکتا ہے تو وہ ہے زیادہ سے زیادہ مقدار میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں زیادہ سے زیادہ طویل عرصے کی مسرت کا حصول۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ صفات کس حسن سے انتظار فرج میں موجود ہیں مقصد حیات کی پہلی صفت تھی ''شدت مسرت'' انتظار فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام سے حاصل ہونے والی مسرت کی شدت کو کسی بھی پیمانے سے ناپا تولا نہیں جا سکتا کیونکہ یہ اپنے انتہائی اونچے درجات پر ظہور پذیر ہوگی۔

دوسری صفت ہے ''مدتِ بقا'' حکومت محمد و آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی مدت کے بارے امام صادق آل محمد علیہم الصلوات والسلام نے فرمایا ہے اس کی مدت کسی کو معلوم ہی نہیں ہے بلکہ ابدی حکومت ہوگی اسی طرح کتب ہنود و مجوس میں ہے کہ ان کی ابد الآباد کی حکومت ہوگی۔

تیسری صفت ہے زیادہ تعداد اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اس آخری رہنما کی حکومت کی خوشی میں اولین و آخرین شامل ہونگے اور کائنات کا ہر ذرہ اس سے مستفید ہوگا جمادات و نباتات ،حیوانات ،انسان ،ملکوت ،جنات غرض ساری

کائنات معہ الہ العالمین مسرور ہوگی۔

جب مقصد حیات کے جملہ خصوصیات انتظار میں موجود ہیں تو اسے مشغلہ بیکاراں کہنا علمی جارحیت ہے۔

انتظار فرج کو اگر انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں پہ پھیلا کر دیکھا جائے تو زلف حیات کو سنوارنے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ ہے ہی نہیں۔

انتظار فرج کو اخلاقی، نفسیاتی، حربیاتی، معاشی، معاشرتی، عمرانیاتی، حیاتیاتی ڈائمنشنز سے دیکھیں انسان کو ایک مکمل انسان بنانے کا یہ اعلیٰ ترین نسخہ ہے اسی سے انسان ایک آئیڈیل، اخلاقی متدین، پاک دامن، صاحب علم وعمل انسان بن سکتا ہے اگر پوری انسانیت صرف انتظار کا اپنے مکمل کوائف سمیت اپنے اوپر امپلیمنٹ کر لے تو جملہ اچھائیوں سے اس کا دامن اعمال آراستہ ہو جائیگا اور جملہ برائیوں سے دنیا پاک ہوسکتی ہے۔

اب اس سوال پر غور کر لیں کہ انتظار کیا ہے اس کے جواب میں مختلف انداز میں انتظار کو پیش کر کے اس کے مفہوم کو واضح کرنا چاہونگا تاکہ انتظار کے تاریک پہلو سامنے آسکیں۔

یہ انتظار مشغلہ بیکاراں نہیں ایک عمل ہے اسے بے عملی کہنا انتظار سے ناواقفیت ہی ہے کیونکہ یہ ایک ایسا بھرپور عمل ہے کہ جس کے مقابلے میں جملہ اعمال خیر بے وقار ہیں اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا

☆افضل اعمال امتی انتظار الفرج

یعنی میری امت کے جملہ اعمال میں سے افضل ترین عمل انتظار فرج ہے یعنی یہ بے

عملی نہیں ایک عمل ہے اور سب سے افضل عمل ہے کہ جس کے سامنے سارے اعمال ہیچ ہیں۔

انتظار کی حقیقی صورت یہ ہے کہ انتظار ایک مقدمہ ہے یعنی جس کا انتظار ہے اس کے آنے سے پہلے اس کی مناسبت سے عملی تیاری کا نام انتظار ہے مثلاً آپ نے ایک قافلے کے ساتھ سفر زیارات پہ جانا ہے سالار قافلہ آپ کو ٹیلی فون پہ بتاتا ہے آج سے ہفتہ بعد ہم سارے قافلے کو لے کر آپ کے ہاں آئیں گے اور وہیں سے آپ کو ساتھ لے کر آگے روانہ ہو جائیں گے۔

اب آپ کو اس قافلے کا انتظار ہوگا یہ ایک ہفتہ آپ کے انتظار کا ہفتہ ہے کیا آپ اس ہفتے میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے دروازے کے سامنے چار پائی ڈالے پڑھے رہیں گے؟ اگر ایسا کریں بھی تو کیا کوئی احمق اسے انتظار کا نام بھی دے سکتا ہے۔

جو صاحب عقل ہوگا وہ اس سفر کی مناسبت سے تیاری کرنا شروع کر دیگا یعنی زادسفر جمع کریگا، سامان تیار کریگا، موسم کی مناسبت سے لباس بنوائے گا اور سفر کے دنوں کو سامنے رکھ کر لباس کی تعداد متعین کریگا، بریف کیس اور دیگر سامان سفر پیک کر رکھے گا جب تک سفری ضرورت کی ہر چیز مکمل تیار نہ کرلے گا چین سے نہیں بیٹھے گا۔

اگر وقت قلیل ہوگا تو سامان سفر باندھنے کے لئے اس کے انتظام کی وجہ سے اسے ایک اضطراری کیفیت کا سامنا ہوگا اور قافلے میں مستورات بھی ہوں تو اضطراری کیفیتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے ان ساری چیزوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ یہ درمیانہ انتظار کا وقت خواب خرگوش کے مزے لینے کا وقت ہے یا بھاگ دوڑ کا۔

یہ بھی ہوتا ہے کہ قافلے میں شامل افراد کا خیال بھی رکھنا ضروری ہوتا ہے اور ان کی

مناسبت سے انتظام کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً اگر قافلے میں سارے لوگ متمول اور امیر ہیں اور وہ بائی ائر سفر کرنا چاہتے ہیں تو اس طرح ایک غریب آدمی پر اضافی اخراجات آجاتے ہیں لباس اور خوراک میں ان کے سٹیٹس کا خیال کریگا تاکہ وہ اس قافلے کے کسی فرد سے کم نظر نہ آئے وہ حتی المقدور اچھے لباس اور دیگر چیزوں کا خیال کریگا۔

ہم بھی ایک کاروان حق کی ہمسفری کے منتظر ہیں اور ہم اس شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی مقدس جماعت میں شامل ہوکر چلنے کے منتظر ہیں کہ جن کے قافلے کا ہر فرد متقی پرہیزگار اور یگانہ روزگار ہوگا، اعمال خیر کی دولت سے سب سے بڑا دھنوان ہوگا اس لئے ہمیں ان کے سٹیٹس کے مطابق اعمال کی دولت کا انتظام کرنا ہوگا۔

ہمیں دیکھنا لازم ہے کہ وہ زمانہ حکومت الٰہی کیسا ہوگا تاکہ اس کی مناسبت سے ہم تیاری کرسکیں۔

() وہ زمانہ حق ہوگا اس میں باطل نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی

() وہ زمانہ عدل ہوگا اس میں ظلم معہ ظالمین نیست و نابود کردیا جائیگا

() وہ زمانہ حسن اخلاق ہوگا اس میں ہر قسمی بدکرداری معہ بدکردار کے فنا کی جائیگی

() وہ زمانہ صداقت ہوگا اس میں کذب معہ کاذب برباد کردیا جائیگا

() وہ زمانہ احترام ہوگا ہر مومن کی بے حرمتی کرنے والا جہنم رسید کردیا جائیگا

() وہ زمانہ عصمت وعفت ہوگا کوئی زانی شرابی ولوطی باقی نہ رہے گا

() وہ زمانہ اکل حلال ہوگا اس میں کوئی حرام خور نہ چھوڑا جائیگا

() وہ زمانہ امانت ودیانت ہوگا اس میں کوئی خائن اور کرپٹ نہ بچ سکے گا

() وہ زمانہ مساوات واخوت ہے اس میں طبقاتی اونچ نیچ ختم کردی جائیگی
() وہ احکام اسلام کے نفاذ کا زمانہ ہے اسلام کی حدود شکنی کسی کو معاف نہ ہوگی اور قانون سے کوئی بالاتر نہ ہوگا جملہ احکام اسلام بلا دریغ نافذ ہونگے
اب اس کی مناسبت سے ہمیں تیاری کرنا ہے ابھی سے اپنے اعمال اور اخلاق کو درست کرنا ہوگا کیونکہ جب اعلان خروج ہوگا تو توبہ کا دروازہ بند ہوجائیگا اس لئے انتظار کا مقصد یہ ہے کہ ہم ان قوانین کو ابھی سے اپنے اوپر نافذ کردیں تب ہم نے انتظار کا حق ادا کیا ہے ورنہ ہم اپنی ابدی جہنم کے منتظر ہیں۔
ایک اور طرح سے انتظار کو سمجھیں
کسی آفس میں یہ اطلاع آتی ہے کہ فلاں تاریخ کو ایک آڈیٹ ٹیم چھاپہ مارنے والی ہے اس اطلاع کے بعد اس آفس کا عملہ اس کا انتظار کرتا ہے اب ان کے انتظار کو دیکھیں کیا وہ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے یا اپنے کاغذات کی درستی میں دن رات ایک کردینگے۔
ہمیں بھی اسی طرح اپنے کاغذات کو درست کرنا ضروری ہے کیونکہ ہماری آڈیٹ ٹیم بہت زیرک ہے نہ وہاں سفارش چلے گی اور نہ رشوت اس لئے توبہ کر کے اپنے گھپلے ختم کروالیں تو منتظر ہیں ورنہ اپنی ابدی سزا کے منتظر ہیں
حربیاتی نقطہ نگاہ سے انتظار ایک انقلابی مکتبہ فکر ہے
اس میں تن پروری اور آرام طلبی کی کوئی گنجائش نہیں ہے انتظار تو انسان کو ایک ٹف لائف سکھاتی ہے، ایک جفاکش کمانڈو بناتی ہے جیسا کہ آپ نے احادیث کثیر میں دیکھا ہے کہ منتظر کو میدان جنگ میں مصروف جہاد فوجی قرار دیا گیا ہے

www.khrooj.com

☆من مات منتظراً لهذا الامر كان كمن كان مع القائم عليه الصلوات والسلام فی فسطاطه لا بل كان كالضارب بين يدی رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بالسيف

جو شخص عالم انتظار میں جاں بحق ہوتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے وہ اپنے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خیمہ اطہر میں دم توڑ رہا ہو بلکہ وہ ایسا ہے جیسے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے تلوار لے کر مصروف جہاد ہو

منتظر کی مختلف حالتوں کو جہاد کی مختلف حالتوں سے تشبیہہ دی گئی ہے

( ) منتظر ایسے ہے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے تلوار لیکر مصروف جہاد ہو۔

( ) جو منتظر مصروف دعا ہے گو یا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور زخمی حالت میں مصروف جہاد ہے۔

( ) جو منتظر مصروف انتظار ہے گو یا وہ ایسا شہید ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روبرو اپنے خون میں لت پت پڑا ہو۔

( ) منتظر کی کیفیت یہ ہے کہ جیسے اپنے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے سامنے جہاد کرتے کرتے نزع کے آخری چند سانس لے رہا ہو۔

( ) منتظر کی کیفیت خیمہ امام علیہ الصلوات والسلام میں خون میں لت پت شہید کی سی ہے۔

میں انہیں پانچ فرامین پہ اکتفیٰ کرتا ہوں کیونکہ انتظار کو جفاکشی اور مکتبہ جہاد ثابت کرنے کے لیے یہی کافی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انتظار تو ایک فوجی ٹریننگ سنٹر کی حیثیت رکھتا ہے لیکن یہ کسی کا

www.khrooj.com

انفرادی فعل ہوسکتا ہے کہ وہ میدان جنگ میں بھی تن پروری میں مصروف رہے لیکن اس میں انتظار کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔

انتظار ایک مجاہدانہ طرز حیات ہے میں ایک موازنہ پیش کرتا ہوں

() مجاہد کے پاس اسلحہ ہوتا ہے اور منتظر کے پاس دعا ہے کیونکہ حدیث میں ہے الدعاء سلاح المومن دعا مومن کا اسلحہ ہے۔

() مجاہد کے سامنے میدان جہاد ہوتا ہے اور منتظر کے پاس میدان حیات ہوتا ہے جس میں جہاد اکبر (تزکیات نفس) کرنا ہے اور ایک میدان جنگ محراب عبادت ہے اور عربی میں محراب کے معنی بھی جائے حرب ضرب کے ہیں۔

() مجاہد کے سامنے لشکر اغیار ہوتا ہے منتظر کے مقابلے میں لشکر ابلیس و آل ابلیس ہوتا ہے اس کا معاون خاص انسان کا اپنا نفس امارہ ہوتا ہے اور اسی طرح دیگر طاغوتی طاقتیں ہوتی ہیں۔

() مجاہد علم جہاد بلند کرتا ہے اور منتظر دست دعا بلند کرتا ہے جس طرح مجاہد کے لیے علم جہاد کو بلند رکھنا واجب ہوتا ہے اس طرح منتظر کے لیے دست دعا کو بلند رکھنا واجب ہوتا ہے منتظر کا یہ فرض ہے کہ دست دعا کو سرنگوں نہ ہونے دے۔

() مجاہد میدان جہاد میں رجز خوانی کرتا ہے اور منتظر محراب میں استغاثہ وندبہ کرتا ہے استغاثہ کرنا ایسا ہے جیسے لشکرِ ابلیس کے سامنے رجز خوانی کی جا رہی ہو۔

() مجاہد فوج کفار پہ حملہ آور ہوتا ہے اور منتظر دعائے تعجیل فرج کرتا ہے اس دعا کا ایک ایک فقرہ ایسے ہے جیسے لشکر ابلیس کے سینے میں خنجر گھونپ رہا ہو۔

() مجاہد میدان جنگ میں نعرہ تکبیر بلند کرتا ہے اور منتظر آہ سرد کھینچتا ہے نصرت امام

www.khrooj.com

زمانہ عجل الله فرجه الشريف میں آہ سرد کھینچنا بھی تکبیر و تسبیح کے برابر ہے۔

() مجاہد جب زخمی ہوتا ہے تو اس کے بدن سے خون بہتا ہے اس طرح جب منتظر کا دل مصائب آل محمد علیہم الصلوات والسلام میں زخمی ہوتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور آنسو بھی خون ہی کا خلاصہ ہوتے ہیں۔

() مجاہد راہ خدا پر کفار کی طرف سے نیزہ وشمشیر و تیروں کی بارش ہوتی ہے منتظر پر طعنہ زنی ہوتی ہے اور طعن عربی میں نیزے کو کہتے ہیں اپنوں بیگانوں کی گستاخانہ باتیں سننا پڑتی ہیں زبان سے شمشیر کا کام لیا جاتا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ تلوار کا زخم مندمل ہو جاتا ہے مگر زبان کا زخم کبھی مندمل نہیں ہوتا اسی لئے زبان کو سیف الشیطان بھی کہا جاتا ہے اور منتظر کی زبان سیف الرحمان ہوتی ہے جس سے وہ دشمن کے وار رد کرتا ہے۔

جہاد کی تین قسمیں ہیں

☆مجاهدة العدو الظاهر، ومجاهدة الشيطان، ومجاهدة النفس الامارة

ایک ظاہری دشمن سے جہاد ہے، ایک شیطان اور آل شیطان سے جہاد ہوتا ہے اور ایک اپنے نفس سے جہاد ہوتا ہے اور جہاد اکبر اسی جہاد بالنفس کو کہا گیا ہے کیونکہ حکم ہے کہ ☆جاهدوا اهواء كم كما تجاهدون اعداء كم یعنی اپنے خواہشات نفس سے بھی اسی طرح جہاد کرو جس طرح اپنے دشمنوں سے جہاد کرتے ہو۔

تو ثابت ہوا انتظار جہاد فی سبیل اللہ کے بہت مشابہہ ہے اس لئے یہ ایک جفاکشی کی زندگی ہے اور ایک کمانڈو ورک ہے اسے تن پروری کہنا اس سے بے خبری کی علامت ہے۔

www.khrooj.com

کچھ لوگ کہتے ہیں ہم بھی منتظر ہیں حالانکہ ان کے روزمرہ کے معمولات میں کوئی انفرادیت نہیں ہوتی اور وہ اس طرح کے منتظر ہوتے ہیں جیسے ساری دنیا کہنے کو تو موت کی منتظر ہوتی ہے مگر حال یہ ہوتا ہے وہ آخرت کی تیاری سے بالکل غافل ہوتے ہیں اس طرح کا انتظار کوئی انتظار نہیں ہوسکتا ایک شعر تھا

وعدہ وصل یار میں جاگے تھے ایک رات

اس شب نے انتظار کے معنی بتا دیئے

انتظار میں لطیف جذبوں کا بھی بہت زیادہ کنٹری بیوشن ہوتا ہے جیسے محبوب کے انتظار میں ایک محبّ کانٹوں پہ راتیں گزارتا ہے اسی طرح ہمارے اندر بھی ایسے جذبے جوان رہنا چاہییں

شب ہجر جیسی کیفیت ہی انتظار کا ثبوت ہوسکتی ہے اور انہیں بیقراریوں کی وجہ سے کہا جاتا ہے☆الانتظار اشد من الموت...... انتظار موت سے بھی شدید چیز ہے

انتظار اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو پریکٹیکلی طور پر پیش کرنے کا نام بھی ہے گویا یہ ایک امتحان ہے اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں

ایک بچہ پہلی کلاس میں داخل ہوتا ہے اس کا ٹیچر اسے پڑھانے کے لیے پہلے خود پڑھتا ہے یعنی پہلے وہ خود کہتا ہے ''الف'' پھر بچہ کہتا ہے ''الف''

اس کے بعد استاد خود لکھتا ہے ''الف'' اس کی نقل میں بچہ لکھتا ہے ''الف'' یعنی ابتدائی کلاسوں میں استاد سبق سناتا ہے اور بچہ یاد کرتا ہے جیسے جیسے علم اور شعور میں ترقی ہوتی جاتی ہے استاد بچے میں خود انحصاری پیدا کرتا جاتا ہے اور بچہ خود انحصاری سیکھتا جاتا ہے تا اینکہ پھر نیا سبق بھی بچہ ہی سناتا ہے اور استاد صرف اس کے اغلاط

درست کرتا جاتا ہے اور اس کے بعد اسے کہتا ہے کل کا نیا سبق گھر سے یاد کر کے آنا اس طرح بچہ مکمل خود انحصاری سیکھ جاتا ہے اور استاد سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور پھر پی ایچ ڈی کا مقالہ وہ کسی کی مدد کے بغیر صرف اپنی ذاتی صلاحیتوں کی بنیاد پر لکھتا ہے۔

بلاتشبیہہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں انسانیت ایک بچے کی طرح پہلی کلاس میں داخل ہوئی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہر کام پہلے خود کر کے دکھایا اور امت نے وہ کام سیکھا انہوں نے نماز روزہ، حج وغیرہ خود کر کے دکھائے اس طرح انسانیت آہستہ آہستہ خود انحصاری سیکھتی گئی۔

اس کے بعد انہیں موٹے موٹے مسائل معلوم ہو گئے تو وہ آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام سے مشکل مشکل مسائل میں رہنمائی حاصل کرتے تھے اور چھوٹے چھوٹے مسائل میں وہ سیلفش ہو گئے تو یہ سلسلہ بھی 260 ہجری تک رہا اسی دوران انسانیت ایک کورس مکمل کر چکی تھی اس کے بعد غیبت واقع ہو گئی غیبت صغریٰ میں خود انحصاری کی ٹریننگ دی گئی۔ مومنین تکالیف شرعی میں استنباط کرنا سیکھ گئے اور اپنے فرائض کی پہچان ہونے لگی یہ ٹریننگ پیریڈ 73 سال تک کا تھا اس کے بعد پوری امت مسلمہ کو کمرہ امتحان میں لا کر بٹھا دیا گیا اور غیبت صغریٰ کا زمانہ شروع ہو گیا۔

سکولز اور کالجز میں بھی امتحان کا یہی طریقہ ہوتا ہے کہ طالب علم کو اس کی ذہنی صلاحیتوں کو آزمانے کا موقعہ دیا جاتا ہے اور جو اس امتحان میں کم سے کم غلطیاں کرے اسے زیادہ مارک ملتے ہیں۔

یہاں بھی یہی صورت ہے کہ جو اپنے فرائض کو ٹھیک پہچانے اور ان پر عمل کرے

اسے افضل اہل کل زمانہ ہونا چاہیے۔
اگر کوئی لڑکا اپنے امتحانی پیپر کے سارے سوالات کے جوابات جانتا ہو مگر وہ اپنا پیپر خالی چھوڑ کر آ جائے کیا اسے کوئی بورڈ پاس کرسکتا ہے
اسی طرح دور غیبت میں اپنے فرائض اور حقوق وتکالیف شرعی کا پہچان لینا کافی نہیں بلکہ پریکٹیکلی ہمیں انہیں کرنا ہوگا۔
یہ غیبت ایک کمرہ امتحان ہے اور انتظار اس کا پریکٹیکل ہے جو یہاں درست عمل کریگا پاس مارک پائیگا ورنہ چھٹی۔
میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی تک ہم انتظار کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے اس لئے اس پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔
اگر ہم اخلاقیاتی طور پر انتظار فرج کو دیکھیں تو ہمیں انتظار سے بڑھ کر نیک بنانے والی کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔
امام صادق آل محمد علیہ الصلوات والسلام کی مشہور حدیث ہے
جو ہمارے امر کا منتظر ہے گویا وہ ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کے خیمہ اطہر میں موجود ہے۔
یعنی باالفاظ دیگر جو بھی منتظر ہے وہ خیمہ امام علیہ الصلوات والسلام میں زندگی گزار رہا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو خود کو خیمہ اطہر میں موجود محسوس نہیں کر رہا وہ انتظار نہیں کر رہا۔
اگر اسی ایک حدیث کو مشعل راہ حیات بنالیں تو پوری زندگی کے لئے ایک صالح دستور العمل حاصل ہو جاتا ہے۔

www.khrooj.com

اب میں آپ کو اپنے من سے رہنمائی لینے کی دعوت دیتا ہوں آپ فرض کر لیں کہ آپ کو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے خیمہ میں بلایا ہے اور فرمایا کہ ہم ابھی تشریف لے جا رہے ہیں تم یہاں بیٹھ کر ہمارا انتظار کرو۔

اب آپ سوچیں کہ جتنا وقت آپ ان کے پاک خیمہ میں موجود رہیں گے کس طرح رہیں گے۔

جس طرح آپ وہاں بیٹھنا پسند کرتے ہیں ویسا ہی اپنی پوری زندگی اپلائی کر دیں پھر دیکھیں کہ آپ کو افضل اہل کل زمان بننے سے کون روکتا ہے۔

آپ وہاں کوشش کریں گے کہ باوضو رہیں

ہر الٹی سیدھی حرکت سے آپ سختی سے اجتناب کریں گے

بس آپ اس خیمہ میں خود کو محسوس کر کے اپنے ضمیر سے رہنمائی لیتے جائیں جو وہ درست کہے وہ کرتے جائیں وہی ایک آئیڈیل منتظر کا عمل ہوگا۔

............☆☆............

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 6

فرج وکشائش

میرے محترم قارئین!

آپ نے یہاں بار بار ایک لفظ دیکھا ہوگا وہ ہے ''فرج'' یہاں مناسب ہوگا کہ میں اس کے معنی لکھ دوں

فرج بروزن ضرب ''کرب وغم'' کی ضد میں لایا جاتا ہے جس کے معنی فراخی اور کشادگی کے بھی لئے جاتے ہیں

بعض اوقات یہ ضیق کی ضد میں لایا جاتا ہے یعنی تنگی اور تنگ دستی کے بعد حاصل ہونے والی فراخ دستی ،غموں کے بعد حاصل ہونے والی مسرت کو بھی فرج کہتے ہیں اس کا جامع ترین ترجمہ ہے مصائب وآلام کا خاتمہ۔

اصطلاحی طور پر شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج اور ان کی حکومت کے قیام کو فرج کہا جاتا ہے

دعائے تعجیل فرج میں کئی مضامین شامل ہوتے ہیں جو سارے کے سارے خروج سے وابستہ ہوتے ہیں مثلاً

www.khrooj.com

1 ......شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ابدی حکومت کی دعا

2 ......شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج بالسیف کی دعا

3 ......انتقام مظلومین علیہم الصلوات والسلام کی دعا

4 ......شہدائے کربلا اور جملہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے انتقام وخوں بہا کی دعا

5 ...... پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے مصائب کے خاتمے کی دعا

6 ...... پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے خانہ ویراں کی آبادی کی دعا

7 ......اولین وآخرین میں سے جملہ ظالمین کے قلع وقمع کی دعا

8 ...... پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے ایک ایک فرد کو انفرادی دعا جس میں ان کے دکھوں کے ازالے کی تمنا کی گئی ہو

9 ...... پاک خاندان کے مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہن کے غموں کے خاتمے کی دعا اوران پر ہونے والے ایک ایک ظلم کے بدلے اور انتقام کی دعا

10 ......شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف دعائے ندبہ میں فرماتے ہیں ہم شب وروز خون کے آنسو بہا رہے ہیں اس لئے ان کے مصائب کے خاتمے کی دعا

11 ...... روئے زمین پہ غلبہ دین حق کی دعا اور دنیا سے باطل اور جبابرۃ الظلم کی بربادی کی دعا

12 ...... پوری کائنات میں قیام امن وسکون کی دعا اور ایک ابدی آفاقی اور لامتناہی مسرت کی دعا جس میں ساری کائنات کے جملہ موجودات کی ابدی مسرت کو طلب کیا گیا ہو ایسی دعا

13 ......مومنین ومظلومین کی تمکنت فی الارض کی دعا اور وعدہ الٰہی کی تکمیل کی دعا

کہ جس میں اللہ نے فرمایا تھا میں اس زمین کا وارث صالحین کو بناؤنگا

14 ...... دنیا کے ستائے ہوئے اور کچلے ہوئے غربا کی بحالی کی دعا اوران کی ابدی شاہیوں کی دعا اوران کے مظالم کے انتقام کی دعا اور قیام قسط وعدل کی دعا

یوں سمجھ لیں کہ دعائے تعجیل فرج ایسی دعاؤں کے مجموعے کو کہتے ہیں کہ جس میں زمانہ خروج اور زمانہ رجعت میں ہونے والی انقلابی خوشحالیوں کی دعا ہو اسے دعائے تعجیل فرج کہتے ہیں۔

یہ سارے موضوعات آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کی مسنونہ دعاؤں میں بھی موجود ہیں۔

............☆☆............

www.khrooj.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 7

دعائے تعجیل

میں اس باب میں چند ادعیہ نقل کرتا ہوں تا کہ دعائے تعجیل فرج کو سمجھا جا سکے اور اس کے دائرے کی وسعت کو جانچا جا سکے

1 ......اصول کافی میں ابی جعفر ثالث امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام سے ایک دعا منقول ہے جس میں پہلے تو شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج کی تعجیل و سلامتی کی دعا ہے پھر آخر میں ایک فقرہ ہے ☆واشف صدورنا وصدور قوم مومنین یعنی اے ہمارے خالق شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذریعے ہمارے اور ہمارے مومنین کے زخمی دلوں کو شفا عطا فرما

2 ......امام صادق علیہ الصلوات والسلام نے ایک دعا کا حکم فرمایا ہے جسے جمال الصالحین میں نقل کیا گیا ہے فرمان ہے کہ جملہ مومنین کا فریضہ یہ ہے کہ وہ ہر فریضہ کی ادائیگی کے بعد تین مرتبہ کہیں

☆یارب محمدؐ عجل فرج آل محمدؐ یارب محمدؐ احفظ غیبت محمدؐ وانتقم لا بنت محمدؐ صلواۃ اللہ علیہا انتھی

اے حضوراکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رب ان کی آل کی ابدی مسرت میں جلدی فرما اوران کی غیبت کی حفاظت فرما اوران کی پاک شہزادی صلوات اللہ علیہا کے انتقام میں جلدی فرما

3......بحار الانوار، مستدرک الوسائل، جمال الصالحین، مکیال المکارم وغیرہ میں امام صادق علیہ الصلوات والسلام سے مروی دعا ہے

☆اللھم صل علی محمدؐ وآل محمدؐ وعجل فرجھم لم یمت حتی یدرک القائم عجل اللہ فرجہ

اس میں پہلے صلوات ہے اس کے بعد یہ دعا ہے کہ آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی کشائش میں جلدی فرما اور مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک اپنے شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کو پا نہ لوں

4......بحارالانوار میں ہے

☆اللھم اید بنصرک وانصر عبدک وقوِّ اصحابہ وصبرھم و افتح لھم من لدنک سلطاناً نصیرا وعجل فرجہ و امکنہ من اعدائک واعدا رسولک یا ارحم الراحمین

اے میرے خالق تو اپنی نصرت سے ان کی تائید فرما اور تو ان کی نصرت فرما اوران کے اصحاب کوتقویت وقوت دے اور صابر (ثابت قدم) رکھ اوران کے ذریعے حق کو فتح عطا فرما اوران کے اصحاب کونصیر لدنی (عجل اللہ فرجہ الشریف) عطا فرما اوران کی مسرتوں میں عجلت فرما۔

5......فلاح السائل کتاب میں امام موسیٰ ابن جعفر الکاظم علیہ الصلوات والسلام سے دعا

مروی ہے اس میں ہے کہ

☆اسالك باسمك المكنون المخزون الحی القیوم الذی لا یخیب من سالك به اسالك ان تصلی علی محمدؐ و آله وان تعجل فرج المنتقم من اعدائك و انجزله ما وعدت یا ذوالجلال و الاکرام

اے اللہ! میں تمہارے اسم مکنون اور مخزون کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ جوحی اور قیوم ہے کہ جس کو سوال کرنے والا بے مراد نہیں ہوتا سوال کرتا ہوں کہ صلوات علیٰ محمد و آل محمدؐ کا اور تعجیل فرج منتقمؑ کا جو تمہارے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے اور عرض کرتا ہوں کہ تو نے ان سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرما۔

6......ایک اور دعا ہے

☆اللهم فقرب ما قد قرب و اورد ما قدرنا وحقق ظنون المومنین و بلغ المومنین تامیلهم من اقامة حقك و نصر دینك و اظهار حجتك و الانتقام من اعدائك

اس میں بھی مومنین کی امیدوں کے پورے ہونے کی اور حکومت امام زمانہ عجل الله فرجه الشریف کے ساتھ ان کی نصرت اور دشمنوں سے انتقام کی دعا موجود ہے۔

7......مھج الدعوات میں امام محمد تقی علیه الصلوات والسلام کا قنوت ہے

☆و انت اللهم بعبادك و ذوی الرغبة الیك شفیق و باجابة دعائهم و تعجیل الفرج عنهم

اے پروردگار! تیرے عباد تجھ سے تمہاری شفقت کے امیدوار ہیں اور اپنی دعاؤں کی اجابت کے اور تعجیل فرج کے امیدوار ہیں (تو کرم فرما)

8......مستدرک الوسائل میں ہے

☆اللھم انا نشکوا الیك فقد نبینا وغیبة امامنا و قلت عددنا و کثرة اعدائنا وتظاھر الاعداء علینا و وقوع الفتن بنا ففرج ذالك اللھم بعدل تظھره و امام حق تظھره ......الخ

اے میرے خالق! ہم تمہاری بارگاہ میں اپنے نبیؐ کے چھن جانے کی فریاد کرتے ہیں اور اپنے امام کی غیبت کا شکوہ کرتے ہیں اور اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کی شکایت کرتے ہیں اور جو دشمنوں کا ہم پر غلبہ ہے اور جو آزمائشیں ہم پہ واقع ہوئی ہیں ان کی فریاد کرتے ہیں تو اب تو ان مصائب کا خاتمہ فرما اور ہمارے آقا کی وجہ سے غلبہ عطا فرما۔

9......شیخ طوسی در غیبت طوسی ایک طویل دعا لکھتے ہیں جس کا ایک فقرہ ہے

☆اسئلك ان تصلی علی محمدؐ و آل محمدؐ و ان تعجل فرجھم...... الخ

اے خالق کائنات میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام پر صلوات بھیج اور ان کی مصائب کے خاتمے اور ابدی حکومت میں تعجیل فرما

10......تحفۃ الابرار وملکیال میں ہے

☆انت اعلم به منی عن جارك و جل ثناوك و الا اله غیرك صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرجھم

اس دعا میں بھی صلوات کے ساتھ تعجیل فرج کی دعا موجود ہے

11......اکمال الدین شیخ صدوق میں ولادت شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کہ ضمن میں مطلع ولایت کے گیارہویں تاجدار علیہ الصلوات والسلام کی عمہ محترمہ صلوات اللہ علیہا

سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے لخت جگر منتقم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کو سجدے میں دیکھا کہ ایک انگلی آسمان کی طرف بلند کر کے فرما رہے تھے

☆ اشهد ان لا اله الا لله وان جدی محمدؐ رسول الله ان ابی امیر المومنینؑ ثم عد اماما الی ان بلغ نفسه ثم قال اللهم انجزلی ما وعدتنی و اتمم لی امری و ثبت وطاتی و املاء الارض بی عدلاً وقسطاً

پہلے توحید و رسالت و ولایت کی گواہی دی اس کے بعد اپنے اجداد طاہرین علیھم الصلوات والسلام میں سے ایک ایک کی گواہی دی تا اینکہ اپنی ذات والا صفات تک پہنچے تو فرمایا اے خداوند کائنات جو تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہوا ہے اسے پورا فرما ہمارے لئے امر حکومت کو نقطہ کمال تک پہنچا اور ہمارے ارکان کو مضبوط فرما اور ہمارے ذریعے اس زمین کو قسط و عدل سے معمور فرما...... (آمین)

12 ......اصول کافی

عن ابی عبدالله علیہ السلام اللهم اجعل ما انزلت من السماء الی الارض فی هذا الصباح وفی هذا الیوم بارکت علی اولیائك و عقاباً علی اعدائك اللهم وال من والاك و عاد من عاداك

فرمایا اے خلاق کائنات جو اس صبح کو اور دن کو تو نے آسمان سے نازل فرمایا ہے اسے اولیاء کے لیے برکت قرار دے اور اپنے اعداء کے لیے عقوبت قرار دے اور جو تم سے محبت کرے اسے دوست رکھ اور جو دشمنی رکھے اس سے دشمنی کر

13 ...... جمال السبوع یوم خمیس کے ضمن میں دعا ہے

☆ اللهم صلی علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرجهم

اس میں بھی صلوات کے ساتھ دعائے تعجیل فرج واضح ہے

14 ......شیخ ابوجعفر طوسی مختصر المصباح میں یوں رقم طراز ہیں

اللھم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرجھم و اھلك عدوھم من الجن والانس من الاولین و لآخرین

یہ دعا سینکڑوں طرح سے مروی ہے اس میں بھی پہلے صلوات ہے اور پھر یہ دعا ہے کہ خالق محمد و آل محمد علیھم الصلوات والسلام کی خوشیوں میں تعجیل فرما اور ان کے دشمنوں کی بربادی میں بھی تعجیل فرما چاہے وہ دشمن جنات سے ہیں یا انسانوں میں سے یا وہ اولین میں سے ہیں یا آخرین میں سے سب دشمنوں کو جلدی برباد کر......(آمین)

15 ......مکیال المکارم

عن الصادق علیه الصلوات والسلام ان ما من عید الفطر و الاضحی الا و یجدد لآئمة علیھم السلام حزن لا نھم یرون حقھم فی ایدی الغاصبین

فرمایا ہر عید پہ آل محمد علیھم الصلوات والسلام کا غم تازہ ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ اپنا حق (اقتدار حکومت) اپنے دشمنوں (غاصبوں) کے ہاتھوں میں دیکھتے ہیں تو تجدید مصائب ہو جاتی ہے

16 ......انہی سرکار علیه الصلوات والسلام سے جو دعائے عید الفطر مروی ہے وہ اس طرح ہے

☆ اللھم صل علی ولیك المنتظر امرك عجل الله فرجه المنتظر لفرج اولیاءك اللھم اشعب به الصدع و ارتق به الفتق و امت به الجور و اظھر به العدل و زین بطول بقائه الارض و ایده بنصرك و انصره

www.khrooj.com

بالرعب و قو ناصرهم و اخذل خاذلهم و دمدم علی من نصب لهم و دمر علی من غشهم ......الخ

اے رب ذوالجلال الاکرام ! اپنے ولی العصر عجل الله فرجه الشريف پر صلوات بھیج جو اپنے خروج کے لیے تمہارے امر کے منتظر ہیں اور تمہارے اولیاء و مومنین کی مسرتوں کے منتظر ہیں تو ان کے ذریعے جملہ تفرقہ پردازیوں کا خاتمہ فرما اور ان کے ذریعے جملہ بے اعتدالیوں کا خاتمہ فرما ان کی دست قہر سے ظلم و جور کو ابدی نیند سلا دے اور عدل وانصاف کو پوری دنیا پر بالا دستی عطا فرما اور ان کی حیات جاوید سے کائنات کو زینت بخشے رکھ۔ان کی اپنی نصرت سے تائید فرما اور ان کی خود بھی نصرت فرما اور ان کے انصار کو قوی کر انہیں چھوڑنے والوں کو دفع کر اور ان کے نواصب کی بیخ کنی فرما اور جو ان سے زبانی جمع خرچ پر اکتفیٰ کرے انہیں نیست و نابود کردے ......(آمین)

17 ...... کتاب المزبور و مکیال میں ہے

اللهم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و اجعل قلبی باراً عملی ساراً و رزقی داراً و حوض نبيك عليه و آله عليهم السلام لی قراراً و مستقراً و تعجل فرج آل محمد عليهم الصلوات والسلام فی عافية يا ارحم الراحمين

اس میں پہلے صلوات ہے اس کے بعد دعا ہے کہ اے خالق مہرباں میرے دل کو نیک اور امین علم بنا، میرے عمل کو عمدگی بخش، میرے رزق کو گھر میں دے اور مجھے حوض کوثر پہ استقرار عطا فرما اور پاک خاندان عليهم الصلوات والسلام کی ابدی حکومت کے قیام میں جلدی فرما ......(آمین)

www.khrooj.com

18 ......مکیال سید علی ابن طاؤس میں ایک طویل دعا ہے جس کا ایک فقرہ ہے

☆ اسالك ان تصلی علی محمدؐ و آل محمدؐ و تعجل فرج آل محمدؐ و فرجی معهم وفرج کل مومن و مومنة ......الخ

اس میں بھی پہلے صلوات کی استدعا ہے اس کے ساتھ پاک خاندان علیهم الصلوات والسلام کی تعجیل فرج کے ساتھ جملہ مومنین و مومنات کے مصائب کے خاتمے کی دعا ہے۔

19 ......مکیال المکارم میں 13 ماہ رمضان کی جو دعا درج ہے اس کے چند فقرے ہیں

☆اللهم امت به الجور و دمدم بمن نصب له و اقصم به روس ضلالة حتی لا تدع علی الارض منهم دیاراً

اے خالق ہمارے شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشریف کے ذریعے ظلم وستم کو فنا کے گھاٹ اتار دے اور جو ضلالت کے سربرآوردہ لوگ ہیں ان کے سر کچل دے تا اینکہ ان میں سے کسی کو روئے زمین پر باقی نہ چھوڑ

20 ......مکیال المکارم پر 21 ماہ مبارک کی جو دعا ہے اس کے چند فقرے ہیں

☆ان تصلی علی محمدؐ و اهل بیته وان تاذن لفرج من فرجه اولیائك و اصفیائك من خلقه و به تبید الظالمین و تهلکم عجل ذالك یا رب العالمین

صلوات کے بعد عرض کیا ہے کہ آل محمد علیهم الصلوات والسلام کی حکومتِ جاوید کی تعجیل کی دعا ہے جس میں جملہ مومنین کی ابدی مسرت کے ساتھ دشمن کی بربادی کی دعا بھی ہے۔

www.khrooj.com

21......زادالمعاد صفحہ 342 پر ایک دعا ہے جس کے چند فقرے یہ ہیں

☆اللهم فرج عن اهلبيت محمد عليهم الصلوات والسلام و اكشف عنهم و بهم عن المومنين الكربات اللهم املاء الارض بهم قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً و جوراً و انجزلهم ما وعدلهم انك لا تخلف الميعاد

یہ دعا بھی شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کو ہے پہلے اہلبیت کے مصائب کے خاتمے کی دعا ہے آگے یہ عرض کیا ہے کہ اے خالق ان کے ذریعے مومنین کے مصائب کا خاتمہ فرما اور ان کے ذریعے زمین کو قسط وعدل سے اس طرح معمور فرما جس طرح یہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہے اور تو اپنے وعدہ کی تکمیل فرما کیونکہ تیری ذات وعدہ خلافی نہیں کرتی۔

22......اکمال الدین شیخ صدوق جلد 2 صفحہ 440 محمد بن عثمان العمری علیہ السلام سرکار امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے نائب تھے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے پوچھا کہ حضور تو نواب اربعہ میں سے ہیں کبھی آپ نے سرکار عجل الله فرجه الشريف کی زیارت کی ہے تو فرمایا ہاں میں نے آپ کو کعبہ کے قریب یہ دعا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

☆ اللهم انجزلی ما وعدتنی...... الخ

اللهم انتقم لی من اعدائی...... الخ

اے رب ذوالجلال والاکرام تو اس وعدے کو پورا فرما جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے اور میرے ذریعے ہمارے دشمنوں سے انتقام لے۔

23......ابوحمزہ ثمالی سے امام صادق علیہ الصلوات والسلام سے روایت ہے کہ نماز کے

بعد زیارت مولا حسین علیہ الصلوات والسلام پڑھا کرو اس زیارت کا ایک فقرہ ہے۔

☆اللھم اتمم بھم کلماتك و انجز بھم وعدك اللھم رب الحسین علیہ الصلوات والسلام اشف صدر الحسین علیہ الصلوات والسلام اطلب بدم الحسین علیہ الصلوات والسلام

کامل الزیارت صفحہ 238

اے ہمارے خالق ان پر کلمات الٰہی کی تکمیل فرما اور آل محمد علیہم الصلوات والسلام سے کیا ہوا وعدہ پورا فرما اے امام حسین علیہ الصلوات والسلام کے پالنے والے ان کے زخمی سینے کو شفا عطا فرما اور ان کے خون ناحق کا انتقام لے۔

24...... اسی کتاب کامل الزیارۃ میں انہی ذات پاک سے مروی ہے کہ ہر نماز کے بعد جملہ آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام پر صلوات پڑھو اور آخر میں سلام امام علیہ صلوات والسلام اس طرح پڑھو۔

☆اللھم صل علی حجتك وولیك القائم عجل الله فرجه فی خلقك صلواۃ تامه باقیة تعجل بھا فرجه و تنصره بھا...... الخ

اس میں بھی دعائے تعجیل فرج اور اپنے آقا کے لیے طلب نصرت واضح ہے

25......حرم عسکرین علیہم الصلوات والسلام میں جو زیارت پڑھی جاتی ہے اس کے چند فقرے ہیں۔

☆اللھم عجل فرج ولیك واجعل فرجنا مع فرجھم یا ارحم الرحمین

اس میں آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی فرج اور خاتمہ مصائب کے ساتھ مومنین کے مصائب کے خاتمے کی دعا بھی ہے۔

26......علامہ شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان میں نماز توسل امام زمانہ عجل اللہ فرجہ

الشریف لکھی ہے پہلے انہوں نے نماز توسل تحریر کی ہے پھر نماز کے بعد پڑھی جانے والی دعا تحریر ہے اس دعا کا ایک حصہ یہ ہے

☆اللھم صل علی محمدؐ وآل محمدؐ الذین امرتنا بطاعتھم وعجل اللھم فرجھم بقائمھم واظھر اعزازہ...... مفاتیح الجنان 46

اے اللہ عزوجل صلوات بھیج محمد وال محمد علیہم الصلوات والسلام پر جن کی اطاعت کا تو نے ہمیں حکم دیا ہے اے اللہ عزوجل عجلت فرما فرج وکشائش میں قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذریعے اور ان کے اعزاز کو ظاہر فرما۔

اس دعا میں واضح طور پر دعائے تعجیل فرج موجود ہے

27...... شیخ عباس قمی نے ایک صلوات تحریر کی ہے جس کے بارے میں لکھا ہے وہ دعا ہے جو جناب جبرائیل علیہ السلام نے جناب یوسف علیہ السلام کو زندان میں تعلیم فرمائی تھی اس کا ایک فقرہ یہ ہے۔

☆یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ وعجل فرج آل محمدؐ ...... مفاتیح الجنان 14

مکمل ترجمے کی ضرورت نہیں ہے صرف آخری فقرہ دیکھ لیں اے رب العالمین محمدؐ و آل محمدؐ کی فرج وکشائش میں تعجیل فرما

28...... شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن الحسن طوسی المتوفی 460 نے اپنی کتاب الغیبۃ میں سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایک صلوات لکھی ہے (سند اصل کتاب میں دیکھیں)

☆اللھم صل علی محمدؐ وآل محمدؐ وعجل فرجھم اھلك عدوھم من

الجن والانس من الاولین و الاخرین ......الخ

(یہ مفاتیح میں بھی ہے) اے الہ العالمین محمد و آل محمد پر صلوات بھیج اور ان کی فرج و کشائش میں تعجیل فرما اور ان کے دشمن جو جنات اور انسانوں میں سے ہیں انہیں بھی ہلاک کر، چاہے وہ اولین سے ہیں یا آخرین سے ان کی ہلاکت میں بھی عجلت فرما۔

29......لسان آل محمدؐ سید علی بن طاؤس علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مھج الدعوات میں امام زین العابدین علیہ السلام کی ایک حرز تحریر فرمائی ہے کہ جس کے چند فقرے یہ ہیں

☆والحجة القائم المهدی الامام المنتظر صلوات الله علیهم اجمعین اللهم وآل من والاهم وعاد من عاداهم انصر من نصرهم وخذل من خذلهم والعن من ظلمهم وعجل فرج آل محمد وانصر شیعة آل محمد علیهم الصلوات والسلام و ارزقنی رویة قائم آل محمد عجل الله فرجه ......الخ

یہ حرز برائے حفاظت امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام پڑھتے تھے اس کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام پر صلوات کے بعد دعا ہے اے رب ذوالجلال والاکرام جو ان سے محبت کریں تو ان سے محبت کر، جو ان سے عداوت رکھیں تو ان سے عداوت رکھ، جو ان کی نصرت کریں تو ان کی نصرت فرما، جو انہیں چھوڑ جائیں تو انہیں دفع کر دے اور لعنت کر ان ملاعین پر جو ان پر ظلم کریں اور آل محمد علیهم الصلوات والسلام کی فرج و کشائش میں تعجیل فرما اور ان کے شیعوں کی نصرت فرما اور ہمیں زیارت رخ زیبائے قائم آل محمد عجل الله فرجه الشریف سے مشرف فرما......آمین

30......شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان میں وہ استغاثہ در بارگاہ امام زمانہ عجل الله فرجه الشریف تحریر فرمایا ہے جو جملہ کتب غیبت میں تقریباً موجود ہے اس کے چند فقرے

یہ ہیں۔
☆اشهد انك الامام المهدى قولا وفعلا وانت الذى تملاء الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما و جورا فعجل الله فرجك وسهل الله مخرجك وقرب زمانك وكثر انصارك ......الخ
مختصر ترجمہ پہلے تو امام علیہ السلام کا تعارف ہے پھر ان سے خطاب ہے آپ وہ ذات وحدت صفات ہیں کہ جنہوں نے زمین کو قسط وعدل سے بھر دینا ہے جیسا کہ یہ ظلم وجور سے معمور ہو گی۔
رب ذوالجلال والاکرام آپ کی فرج وکشائش میں تعجیل فرمائے اور آپ کے خروج کو سہل کرے اور آپ کے دور حکومت کو قریب فرمائے اور آپ کے انصار واعوان کو زیادہ فرمائے ......(آمین)
31 ......دعائے افتتاح کے نام سے کتب ادعیہ میں ایک مشہور دعا ہے جیسے صاحب مفاتیح الجنان نے بھی تحریر کیا ہے اس کے چند فقرے ہیں۔
☆اللهم اظهر به دينك و سنة نبيك حتى لا يستخفى بشى من الحق مخافة احد من الخلق اللهم نرغب اليك فى دولة كريمة تعزبها الاسلام واهله وتزل بها النفاق واهله
اے رب ذوالجلال والاکرام تو ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذریعے اپنے دین کو اظہار غلبہ عطا فرما اور سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ظاہر فرما تا اینکہ حق کی کوئی چیز مخفی نہ رہے کسی ایک شخص سے ہم تمہاری طرف سے رغبت رکھتے ہیں حکومت آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی جس سے اسلام واہل اسلام کی عزت بڑھے گی اور نفاق

واہل نفاق کی تذلیل ہوگی یعنی حکومت آل محمد علیہم الصلوات والسلام کو جلدی ظاہر فرما......(آمین)

32......مصباح کفعمی میں شیخ مرحوم نے معتبر روات سے اعمال روز وحوالارض میں یہ دعا لکھی ہے اس کے چند فقرے یہ ہیں

اللهم واقصم دعائمهم واهلك اشياعهم وعاملهم وعجل مهالكهم واسلبهم ممالكهم وضيق عليهم مسالكهم والعن مساهمهم ومشاركهم اللهم عجل فرج اوليائك وردد عليهم مظالمهم واظهر بالحق قائمهم عجل الله فرجه

اے رب ذوالجلال والاکرام تو کفر کے ستون توڑ دے اوران کے شیعوں کو اوران کے حکام کو ہلاک فرما اور غاصبین کی ہلاکت میں تعجیل فرما اوران سے حکومتیں چھین لے اوران پر زندگی کے راستے تنگ کردے اوران کے شرکا پر بھی لعنت فرما اوران کی حکومت کے حصہ داروں پر بھی لعنت کر اوراپنے اولیاء کی فرج وکشائش میں تعجیل فرما اوران پر ہونے والے مظالم کو قائم آل محمد عجل الله فرجه الشريف کے ذریعے دور فرما

33......سید علی بن طاؤس رحمہ اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روز غدیر کے اعمال میں آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں دعا تحریر فرمائی ہے اس کے چند فقرے حاضر ہیں

☆وان تصلی علی محمدؐ و آل محمدؐ علیهم الصلوات و السلام وان تلعن من جحد حق هذا اليوم و انكر حرمة من فصد عن سبيلك لاطفاء نورك فابى الله الا يتم نوره اللهم فرج عن اهلبيت محمدؐ نبيك صلى الله عليه و آله وسلم واكشف عنهم وبهم عن المومنين الكربات اللهم املاء الارض بهم عدلا

كما ملئت ظلما وجوراً وانجز لهم ما وعدتهم انك لا تخلف الميعاد...... الخ

اے رب ذوالجلال والاکرام صلوات بھیج محمدؐ آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام پر اور لعنت کر اس پر کہ جو اس دن کے حق سے انکار کرے اور اس کے احترام سے انکار کرے اور تمہارے راستے کی رکاوٹ بنے اور تمہارے اس نور کو خاموش کرنے کی کوشش کرے کہ اللہ جس کے اتمام کا وعدہ کر چکا ہے رب ذوالجلال والاکرام آل محمد علیہم الصلوات والسلام کو فرج وکشائش سے نوازاور ان پر سے اور ان کے ذریعے سے مومنین پر سے مصائب کو دور فرما اور زمین کو ان کے ذریعے عدل وانصاف سے بھر دے جس طرح یہ ظلم وجور سے معمور ہے اور اس حکومت ابدی کو ان تک پہنچا دے کہ جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور تیری ذات اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتی۔

34......اعمال زیارت امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے ضمن میں شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان میں لکھا ہے کہ جب نجف اشرف میں زیارت امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام سے فارغ ہو جائیں تو دو دو رکعت نماز جناب آدم علیہ السلام اور جناب نوح علیہ السلام کی ادا کریں اس کے بعد سجدے میں سر رکھ کر دعا کریں اس دعا کا ایک فقرہ ہے

☆صل علی محمدؐ و آل محمدؐ وقرب فرجهم ...... الخ

اے اللہ عزوجل تو محمدؐ آل محمدؐ پر صلوات بھیج ان کی فرج وکشائش کو قریب فرما یہ بھی تعجیل کی دعا ہے۔

35......کتاب کامل الزیارۃ میں امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی زیارت مطلقہ دوم کے بعد ایک دعا مرقوم ہے اس کے چند فقرے ملاحظہ کریں

☆ اظهر کلمة الحق واجعلها العلیا انك علٰی کل شی قدیر

اے رب ذو الجلال والاکرام کلمہ حق کو اظہار و غلبہ عطا فرما کہ جسے تو نے علیا قرار دیا ہے اور کلمہ باطل کو نابود کر دے کہ جسے تو نے پست تر قرار دیا ہے تو تو ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے یعنی دولت حقہ اور حکومت الٰہیہ کو ظاہر فرما

36...... کتاب مفاتیح الجنان میں شیخ عباس قمی مسجد سہلہ کے اعمال کے ضمن میں ایک مسنونہ دعا لکھتے ہیں جس کے چند فقرے سپرد قلم کر رہا ہوں وہ یہ ہیں

☆وان تعجل فرجنا الساعة یا مقلب القلوب والابصار

اے مقلب القلوب والابصار ذات ہماری فرج وکشائش میں تعجیل فرما کیونکہ حدیث ہے کہ مومنین کی فرج وکشائش آل محمد علیھم الصلوات والسلام کی فرج وکشائش سے وابستہ ہے جیسا کہ آئندہ نقل ہوگا انشاء اللہ

37...... زیارت معصومین یعنی امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام اور حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام کی جو مشہور ترین زیارت ہے اس کے چند فقرے سپرد قرطاس کر رہا ہوں

☆ اللھم عجل فرج ولیك وابن ولیك واجعل فرجنا مع فرجھم یا ارحم الراحمین ......(آمین)

اے رب ذو العزت والاکرام اپنے ولی ابن ولی مولائی صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی فرج وکشائش میں تعجیل فرما اور ہماری فرج وکشائش کو بھی ان کی فرج و کشائش کے ساتھ منسلک فرما دے کیونکہ تو سب سے بڑا ارحم کرنے والا ہے

38......ان تصلی علیھم اجمعین وتعجل فرج قائمھم عجل اللہ فرجہ

بامرك وتنصره و تنصر به لدينك

اے رب ذوالاسماء العظام خاندان تطہیر علیھم الصلوات والسلام پر صلوات بھیج ان کے لخت جگر قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کی فرج وکشائش میں تعجیل فرما اپنے امر کے ساتھ اور ان کی نصرت فرما اور ان کے ذریعے اپنے دین کی نصرت فرما

39...... ہدیۃ الزائر میں مولائے کل ابو محمد حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام کی عمہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کی زیارت منقول ہے اور یہ سیدہ صلوات اللہ علیہا نیابت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے فرائض بھی انجام دیتی رہی ہیں ان کی زیارت کے چند فقرے بھی دعائے تعجیل فرج پر مبنی ہیں

☆اسئل الله ان يرينا فيكم والسرور الفرج...... الخ

اے مجیب الدعوات ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں شہنشاہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت سے مشرف فرما کہ جس میں پر مسرت فرج وکشائش ہے یعنی امام علیہ السلام کا خروج جلدی فرما...... (آمین)

40...... علامہ شیخ عباس قمی نے خود امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی جو زیارت نقل کی ہے اس میں بھی دعائے تعجیل فرج موجود ہے دیکھئے

☆اظهر به العدل وايده بالنصر وانصر ناصريه واخذل خاذليه واقصم قاصميه واقصم به جبابرة الكفر واقتل به الكفار والمنافقين وجميع الملحدين حيث كانوا من مشارق الارض ومغاربها برها وبحرها واملاء به الارض عدلاً واظهر به دين نبيك صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

یارب ذوالعزت المتین! ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذریعے دنیا پہ عدل

وانصاف کو جاری فرما اور اپنی نصرت کاملہ سے ان کی تائید فرما، تو ان کی بھی نصرت کر جو ان کی نصرت کرے تو انہیں چھوڑ دے جو انہیں چھوڑ دے، جو انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں انہیں برباد کر دے اور کفر کے جابر حاکموں کو ان کے ذریعے برباد کر دے اور جملہ کفار ومنافقین اور جملہ الحاد کرنے والوں کو ان کے ذریعے فی النار کروادے وہ جہاں بھی ہوں چاہے مشارق میں ہوں یا مغارب میں، چاہے بحر میں ہوں یا بر میں انہیں فی النار کروادے اور ان کے ذریعے زمین کو عدل وانصاف سے مملو فرما دے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دین کو اظہار وغلبہ عطا فرما ......آمین ثم آمین

یہ الفاظ خود امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت مبارکہ کے ہیں اور اس میں واضح طور پر تعجیل فرج کی دعا ہے اب ایک اور حوالہ دیکھیں

41......شہنشاہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے حرم سرا میں جو زیارت پڑھی جاتی ہے اس کے چند فقرے بھی ملاحظہ فرمائیں

☆اللھم صل علی محمدؐ وآل محمدؐ وانجز لولیك ما وعدته اللھم اظھر کلماته واعلن دعوته وانصره علی عدوه و عدوك یارب العالمین

اجمالی ترجمہ پہلے صلوات ہے پھر دعا ہے کہ اے خداوند کائنات جو تو نے اپنے ولی امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام سے وعدہ حکومت فرمایا ہے اسے پورا فرما اور ان کے کلمہ کو ظاہر فرما ان کی دعوت حق کو عام وبلند فرما ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی نصرت فرما اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں بھی نصرت فرما......آمین

42......اسی مندرجہ بالا دعا کے آخری الفاظ اس طرح ہیں

☆اللهم املا به الارض عدلًا وقسطاً كما ملئت ظلما وجورا انك سميع مجيب

اے رب سمیع و مجیب ہمارے آقا امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذریعے زمین کو عدل وانصاف سے بھردے جس طرح یہ ظلم وجور سے چھلک رہی ہے

43......سید علی بن طاؤس نے جو زیارت امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام نقل فرمائی ہے اس کے چند فقرے بھی دیکھ لیں

☆ السلام علی المهدیؑ الذی وعد الله عزوجل به الامم ان یجمع به الکلم ویلم به الشعث ویملا به الارض قسطاً وعدلًا ویمکن له وینجز به وعدالمومنین

اس میں بھی سابقہ دعاؤں کی طرح دعائے تعجیل فرج موجود ہے اضافہ اسقدر ہے کہ سلام اس ذات پر کہ امم سابقہ سے جن کے آنے اور انہیں جمع کرنے کا وعدہ ہوا ہے اور جن کے خروج اور حکومت کا مومنین سے وعدہ ہوا ہے۔

44......علامہ شیخ عباس قمی نے مستند طرق سے جو صلوات لکھی ہے کہ جو مخصوص ہے ہی ہمارے امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف سے ۔اس کے چند فقرے بھی حاضر ہیں

☆اللهم صل علیه وقرب بعده وانجز وعده واوف عهده واکشف عن باسه حجاب الغیبة واظهر بظهوره ...... صحائف والحسنۃ

اے رب قادر المقتدر تو صلوات بھیج ہمارے شہنشاہ عجل اللہ فرجہ الشریف پر اور ان کے بعد خروج کو قریب فرما اور ان کے بارے میں کیا ہوا اپنا وعدہ پورا فرما اور ان سے کیا ہوا عہد وفا فرما اور ان کے دور غیبت کے غم ومصائب کو حجاب اٹھنے کی وجہ سے دور

www.khrooj.com

فرما اور صحائفِ امتحان کو ان کے ظہور کی وجہ سے لپیٹ دے...... آمین

45 ...... ادعیہ کے معتبر کتب میں سے کوئی ایسی نہیں ہے جس میں ''دعا ندبہ'' نہ ہو یعنی یہ ایک انتہائی معروف و مشہور دعا ہے اس کے چند فقرے بھی دیکھ لیں

☆اللھم واقم به الحق و ادحض به الباطل و ادل به اولیائك و اذلل به اعدائك

اے رب ارحم الراحمین تو ہمارے آقا مولا امام زمانہ عجل الله فرجه الشریف کے ذریعے حق کو قائم فرما اور باطل کو نابود کردے اور اپنے دوستوں کو ان کے ذریعے عزت افزائی فرما اور اپنے دشمنوں کو ان کے ذریعے ذلیل و خوار کر یہ دعائے تعجیل فرج ہے

46 ...... امام صادق علیه الصلوات والسلام سے ایک دعا منقول ہے جس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اس دعا کو چالیس روز تک پڑھا کرے گا تو وہ ہمارے قائم آل محمد عجل الله فرجه الشریف کے یاوران و ناصران میں شامل ہو جائیگا

اگر پڑھنے والا خروج و ظہور پرنور سے قبل وفات پا جائیگا تو بوقت خروج امام زمانہ عجل الله فرجه الشریف اس کی قبر پر خود تشریف لائیں گے اور فرمائیں گے آؤ تم ہماری نصرت کرو اس دعا کو ''دعائے عہد'' کے نام سے پکارا جاتا ہے اس کے چند فقرے بھی دیکھ لیں

☆اللھم ارنی الطلعة الرشیدة والغرة الحمیده واکحل ناظری بنظرة منی الیه وعجل فرجه وسهل مخرجه واوسع منهجه (آمین)

اے رب ذوالاسما العظام ہمیں ہمارے آقا مولا عجل الله فرجه الشریف کے رخ زیبا کی زیارت کروا دے اور ان کے نور محمود کی زیارت کروا اور ان کی زیارت کو ہماری

آنکھوں کا سرمہ قرار دے اور پھر دعائے تعجیل فرج ہے ان کی ابدی حکومت جلدی ظاہر فرما......آمین

47......کتاب مصباح میں مولائے کل امام علی رضا علیہ الصلوات والسلام سے ایک دعا منقول ہے جو انہوں نے حامل راز آئمہ اطہار جناب یونس بن عبدالرحمٰن کو تعلیم فرمائی اور فرمایا یہ دعائے صاحب الامر عجل اللہ فرجہ الشریف ہے اس کے چند فقرے یہ ہیں

☆اللھم وآل من ولاہ وعاد من عاداہ والبسہ درعك الحصینة و حفه بالملئکة حفا

تا اینکہ دعا کرو

☆واظھر به العدل وزین بطول بقائه الارض وایده بالنصر وانصره بالرعب وقو ناصریه واخذل خاذلیه و دمدم من نصب له و دمر من غشة واقتل به جبابرة الکفر

اے پروردگار عالم! جو ہمارے آقا سے محبت کرے تو اس سے محبت کر، جو ان سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ، ہمارے آقا کو جوشن حفاظت پہنا دے اور ملکوت کا ان کی حفاظت کے لیے ان کے گرد گھیرا بنا دے، عدل کو ظاہر فرما، زمین کو ان کی ظاہری حکومت سے تادیر زینت بخش دے

باقی سابقہ ادعیہ کا مضمون ہے یعنی ان کی نصرت سے تائید فرما اور رعب الٰہی سے ان کی نصرت فرما، ناصران کو قوی کر، دشمنوں کو برباد کردے، جو ان سے دھوکہ کرے اسے مٹا دے اور جبابرۃ الکفر کو ان کے ذریعے قتل فرما دے......(آمین)

48......کتاب جمال الاسبوع میں سید علی بن طاؤس علیہ الرحمہ نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ایک دعا نقل فرمائی ہے اس کے چند فقرے پیش کر رہا ہوں

☆اللهم عجل فرجه وايد بالنصر وانصرناصريه واخذل خاذليه واظهر به الحق وامت به الحجور...... (آمین)

اے رب ذوالجلال والاکرام! ہمارے آقا کی ابدی حکومت میں تعجیل فرما اور اپنی نصرت خاص سے ان کی تائید فرما اور ان کے انصار کی نصرت فرما اور جو انہیں چھوڑ جاتا ہے اسے تو بھی راندہ درگاہ کر دے اور ہمارے آقا کے ذریعے حق کو اظہار وغلبہ فرما اور ان کے ذریعے جور و ظلم کو ابدی نیند سلا دے

49......صاحب مفاتیح الجنان نے دعائے غیبت لکھی ہے جس کے بارے میں ہے کہ دورِ غیبت کے مومنین اپنے آقا شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کو اس طرح دعا کریں

☆اللهم انا نشكو اليك فقد نبينا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و غيبته امامنا و شدة الزمان علينا و وقوع الفتن بنا و تظاهر الاعداء علينا و كثرة عدونا و قلة عددنا اللهم فافرج ذالك عنا بفتح منك تعجلة ونصر منك تعزه وامام عدل تظهره اله الحق امين اللهم انا نسئلك ان تاذن لوليك فى اظهار عدلك

اے رب غیاث المستغثین! ہم تمہاری بارگاہ میں شکوہ کرتے ہیں کہ تو نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہم سے جدا فرمایا اور ہمارے امام شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کو غیب فرمایا اور ہم پر زمانے کی سختیاں بڑھا دیں اور ہم شکوہ کرتے ہیں ان

www.khrooj.com

آزمائشوں کا جن میں ہمیں ڈالا گیا ہے اور دشمنوں کو ہم پر غالب کر دیا گیا ہے اور اعداء کی کثرت اور دوستوں کی قلت کی شکایت کرتے ہیں اے پالنے والے ہم پر فرج وکشائش کے دروازے کھول دے اور اپنی نصرت میں تعجیل فرما اور اپنے ولی کے ذریعے عزت افزائی فرما اور عدل الٰہی کو ظاہر فرما اور خدا کے برحق دین کو غلبہ عطا فرما ہم تم سے سوال کرتے ہیں کہ اپنے ولی کو اذن خروج عطا فرما......(آمین)

50......خراسان کی ایک مجلس میں امام علی رضا علیہ الصلوات والسلام تشریف فرما تھے کہ لفظ (قائمؑ) زبان مبارک پہ آیا تو آپ سروقد کھڑے ہو گئے اپنے دست مبارک کو سر اطہر پہ رکھا اور فرمایا

☆اللهم عجل فرجه وسهل مخرجه

نوٹ

میں اکثر ادعیہ کا ترجمہ بصد اختصار کر رہا ہوں یعنی ناگزیر الفاظ اور حروف کا مفہوم پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں

51......اکثر کتب مقاتل نے دربار یزید علیہ لعن میں سیدہ شریکۃ الحسین صلوات اللہ علیہا کا ایک مشہور خطبہ نقل کیا ہے اس کے چند فقرے یہ ہیں

☆اللهم خزلنا بحقنا وانتقم ممن ظلمناواحلل غضبك بمن سفك دمائنا وقتل حماتنا

اس خطبے میں معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا نے دعا کی ہے کہ خالق کائنات ہمارے حق کو وصول فرما، ہمارا انتقام اپنے دشمنوں سے لے، ہمارے خون بہانے والوں سے خون بہا لے کہ جنہوں نے ہماری حمایت کرنے والوں کو بھی شہید کر دیا ہے کیونکہ

جملہ انتقام امام علیہ الصلوات والسلام نے لینا ہیں اس لئے یہ دعا بھی داخل دعائے تعجیل فرج ہے

52...... جزیرہ خضرا میں دعائے تعجیل فرج کا رواج ہے اس کے بارے میں بحار جلد 53 میں ہے کہ

☆اذا بالموذن یوذن للظهر ونادی بحی علی خیر العمل ولما فرغ دعا بتعجیل الفرج الامام صاحب الزمانؑ عجل الله فرجه الشريف

53...... بحارالانوار میں اسحاق بن عمیر سے روایت ہے کہ اس نے ابی عبداللہ الجعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں عرض کی وہ بچھوؤں سے بہت ڈرتا ہے اس کے لئے کوئی عزیمت عطا فرمائیں تو ان جناب نے فرمایا (بنات النعش) دبِ اکبر کے جو ستارے ہیں (یہ قطب کے قریب چارپائی کی شکل میں ہوتے ہیں) ان کے باہر والے تین ستاروں میں سے جو درمیانہ ستارہ ہے اس کے قریب ایک چھوٹا سا ستارہ ہے جسے عام لوگ نجم السہا کہتے ہیں ہم اسے ستارہ اسلم کہتے ہیں اسے ہر رات دیکھ کر تین مرتبہ یہ عزیمت پڑھ لیا کرنا تمہیں بچھو ڈنک نہ مار سکے گا وہ عزیمت یہ ہے

☆اللهم رب اسلام صل علی محمدؐ وآل محمدؐ علیهم الصلوات والسلام و عجل فرجهم وسلمنا

اس میں بھی دعائے تعجیل فرج موجود ہے اور اس کا تجربہ ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد بچھو کو ہاتھ پہ اٹھا بھی لیں تو ڈس نہیں سکتا

امام صادق علیہ الصلوات والسلام نے جامع دنیا و آخرت جو دعا املا فرمائی تھی اس میں یہ

مروجہ فقرہ ہے جو لاتعداد دعاؤں میں موجود ہے

☆اللھم صل علی محمدؐ و آل محمد علیھم الصلوات والسلام وعجل فرجھم

یہی فقرہ التہذیب جلد 3 میں بھی ہے اور یہی فقرہ علی بن عبداللہ بن علی بن الحسین علیھم الصلوات والسلام نے سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام سے جو دعا نقل فرمائی ہے اس میں بھی ہے

ایک مختصر جائزہ پیش کرتا ہوں کہ دعائے تعجیل فرج کس کتاب میں کتنی مرتبہ آئی ہے

بحارالانوار کی ایک سودس جلدوں میں 136 مرتبہ

کتب اربعہ میں 70 مرتبہ

مستدرک الوسائل میں 40 مرتبہ

اور کتب ادعیہ میں ہزاروں مرتبہ

میں انہی ادعیہ کے حوالوں پر اکتفیٰ کرتا ہوں ورنہ لاتعداد ادعیہ ہیں جو مستند اسناد سے آئمہ معصومین علیھم الصلوات والسلام سے مروی ہیں اور جن سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا ہے بلکہ اکثر ادعیہ میں ظالمین سے انتقام اور مومنین کی فرج وکشائش کی دعائیں ہیں اور آل محمد علیھم الصلوات والسلام کی ابدی حکومت کی دعائیں ہیں مگر ہمارے مہربان پھر بھی بضد ہیں کہ عجل اللہ فرجہ نہ کہو تو ہمارے پاس اس ضد کا علاج نہیں ہے

............☆☆............

www.khrooj.com

یا مولا کریمؐ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 8

فضیلت انتظار بالصبر

www.khrooj.com

میرے معزز قارئین!

ہم گذشتہ باب میں وہ دعائیں دیکھ چکے ہیں کہ جن میں دعائے تعجیل فرج کا مفہوم موجود ہے لیکن میرے بعض مہربانوں نے دعائے تعجیل فرج پر مجھ سے اور میرے احباب سے بحثیں کی ہیں اس لئے ان مہربانوں کے اشتباہات کا جواب دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں اس لئے میں آئندہ ابواب میں موقعہ ومحل کی مناسبت سے ان کے سوالات و اشتباہات کے جوابات عرض کرتا چلا جاؤنگا اور میں یہاں کسی فرد کا نام بھی نہیں لونگا تاکہ انہیں کسی قسم کی جارحیت کا سامنا نہ کرنا پڑے

ہم ایک مرتبہ پھر فضیلت انتظار پہ نظر کر لیتے ہیں

1......تاجدار انبیاءصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

☆افضل اعمال امتی انتظار فرج من اللہ

میرے امت کے جملہ اعمال میں سے افضل ترین ''عمل'' انتظار فرج من اللہ ہے

2......قال صادق علیہ الصلوات والسلام من دین الآئمۃ الورع والعفۃ والصلاح الی قولہ

و انتظار الفرج بالصبر

فرمایا دین آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کیا ہے؟ اس کے بنیادی سفارشات یہ ہیں پرہیز گاری، پاکدامنی، اصلاح قول اور انتظار فرج جو صبر کے ساتھ ہو

3......قال الرضا علیہ الصلوات والسلام ما احسن الصبر وانتظار الفرج اما سمعت قول الله فارتقبوا انی معکم رقیب و انتظروا انی معکم من المنتظرین علی الیاس وقد کان الذین من قبلکم اصبر منکم

انتظار فرج اور صبر سے احسن کیا ہوسکتا ہے جبکہ خالق نے بھی فرمایا ہے کہ میں تمہارے ساتھ منتظر و رقیب ہوں یعنی تمہارے لئے صبر لازمی ہے کیونکہ حکومت آل محمد علیہم الصلوات والسلام کا قیام عین مایوسی میں ہوگا (جب لوگ کشائش و فرج آل محمد سے ناامید ہو چکے ہوں گے) فرمایا امم سابقہ کے لوگ تم سے زیادہ صبر کرنے والے تھے یہاں لفظ یاس بتا رہا ہے کہ استعجال (مایوس ہوکر جلدی انتظار ترک کر دینا) کے معانی میں استعمال ہوا ہے اس لئے حکم یہ ہے کہ تم دینِ انتظار پر قائم رہنا اور استعجال نہ کرنا یعنی مایوس ہوکر انتظار سے دست کش نہ ہو جانا نہ کہ دعا بھی نہ کرنا

اس کی وضاحت خود اصولِ کافی کی روایت میں ہے کہ جہاں مومنین کو دور غیبت کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے ان کو ایک دستور العمل بتایا جا رہا ہے اور منتظرین کے صفات حسنہ شمار فرمائے ہیں ان میں ہے کہ

☆طلب المعاش مع الصبر علی دینکم وعبادتکم وطاعة امامکم

یعنی طلب معاش میں بھی مصروف ہوں گے مگر تمہارے دین پر صابر ہونگے، عبادت پر صابر ہونگے اور اطاعت امام زمانہ عجل الله فرجه الشریف پر صابر ہونگے یعنی یہاں لفظ

صبر کو ایسا استعمال فرمایا ہے کہ معنی واضح ہو جاتے ہیں کہ صبر کے معنی ہیں ثابت قدم رہنے کے کہ وہ تمہارے دین پر اور اطاعت امام علیہ الصلوات والسلام پر ثابت قدم ہونگے یعنی حوادثِ زمانہ اور طوالت غیبت اور آزمائش وفتن کی بوچھاڑ انہیں انتظار فرج سے مایوس نہ کر سکے گی اور نہ ہی استعجال کر کے کسی جھوٹے مدعی کے پیچھے لگ جائیں گے

............☆☆............

www.khrooj.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 9

وجہ تاکید صبر

www.khrooj.com

احادیث کثیر میں انتظار کے ساتھ صبر کی بہت تاکید فرمائی گئی ہے صبر کی ضد استعجال ہوتا ہے اسی لئے پانچ احادیث میں استعجال کرنے سے روکا گیا ہے

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صبر کا حکم کیوں دیا گیا ہے اور صبر کن معنی میں لایا گیا ہے اور استعجال سے کیوں روکا گیا ہے اور یہ لفظ کن معنی میں لایا گیا ہے؟

پہلے ذرا دیکھ لیں کہ ماضی کے علماء نے استعجال کی کیا تعریف کی ہے علامہ مجلسی فرماتے ہیں

☆ھوالمستعجل فی الامور الذی لا یتفکر فی عواقبھا ......الخ

فرماتے ہیں استعجال کرنے والا وہ ہے جو انجام کے بارے میں سوچے بغیر کاموں میں جٹ جائے اور اس کی ضد صبر ہے

بامحاورہ ترجمہ کریں تو استعجال کے معنی ''جلد بازی'' ہونگے اور جلد بازی کی اکثر امور میں مذمت کی جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے

صبر کا جو حکم ملا ہے وہ ایک جامع حکم تھا یعنی ایک لفظ صبر دس مقامات و معانی کا حامل تھا مثلاً

1 ......مومنین کو حکومت آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے انتظار کا حکم دیا گیا تھا لیکن وہ مالک ذوات علیہم الصلوات والسلام جانتے تھے کہ اس چیز کو بعض لوگ سیاسی اشو بنائیں گے اور حکومتوں کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے اور مومنین کا ان کے جھنڈوں تلے جمع ہو جانے کا خطرہ تھا اس لئے فرمایا تم اپنے دین پر صابر رہنا جلد بازی کرتے ہوئے کسی کے پیچھے نہ لگ جانا۔

2 ......خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے بعض افراد نے تحفظ امامت کے لیے خروج کیا حالانکہ انہیں اس کی اجازت نہ تھی لیکن انہوں نے ایسا کر لیا ایسے حالات میں جب بھی کسی نے ان کے ساتھ شرکت کی اجازت چاہی تو فرمایا انہوں نے صبر نہیں کیا اور مستعجلین کے بارے میں ہے وہ اور ان کے ساتھی یقیناً ہلاک (شہید) ہو جائیں گے لہٰذا صبر کرو۔

3 ......بعض لوگوں کے بارے میں معلوم تھا کہ یہ مہدی ہونے کے جھوٹے دعویدار ہونگے ان میں سے بعض کی غرض اقتدار پر قابض ہونا ہوگی اور بعض کی خواہش حصول دولت اور مخلوق کو لوٹنا ہوگا اور بعض کی غرض سستی شہرت کے لیے اسلام کے مسلمہ عقائد میں خلط مبحث قسم کے عقائد پھیلانا ہوگا اس لئے کسی کا ساتھ دینے میں صبر سے کام لینے کا حکم تھا اور استعجال سے منع فرمایا گیا تھا۔

4 ......آخری زمانے کے بارے میں ہے کہ اس دور میں اہل حق کم رہ جائیں گے اور مجارٹی مخالفین کی ہوگی اور ان کی طرف سے حق کے خلاف باطل کو حق بنا کر پیش کیا جائیگا اس لئے اپنے دین پر صابر و ثابت قدم رہنے کا حکم دیا گیا اور استعجال (جلد بازی) سے سختی سے منع فرمایا گیا۔

www.khrooj.com

5......انتظار کے بارے میں ہے کہ یہ موت سے بھی شدید ہوتا ہے اس لئے اس صبر آزما کام میں ثابت قدم اور صابر رہنے کا حکم تھا اور استعجال (جلد بازی) کر کے انتظار سے دست کش ہونے سے روکنا بھی مقصود تھا۔

6...... جہاں ادعیہ (دعاؤں) میں لفظ استعجال کی ممانعت ہو وہاں دعا میں مقصد نا امید ہونے اور ترک کرنے کے عمل کو استعجال کہا جاتا ہے اور دعا کو جاری رکھنے کے عمل کو صبر کہا جاتا ہے اس لئے بھی صبر کی تاکید ہوئی تھی کہ دعائے تعجیل فرج سے کبھی بھی دست کش نہیں ہونا کیونکہ آدمی جب دیکھتا ہے کہ اتنا عرصہ ہو گیا ہے کوئی شنوائی نہیں ہو رہی تو دعا سے نا امید ہو کر چھوڑ دیتا ہے اس وجہ سے بھی صبر کی تاکید ہوئی تھی۔

7......آدمی بعض اوقات اپنے مالک حقیقی کی مصلحتوں کو نہیں سمجھ سکتا اور اس کے فیصلوں پر اعتراض کر بیٹھتا ہے اسے بھی استعجال کہتے ہیں اور اس کی رضا پہ راضی رہنے کو صبر کہتے ہیں اس لئے بھی صبر کی تاکید فرمائی گئی تھی کہ کہیں کوئی مومن غیبت اور مومنین پر ہونے والے مظالم اور تنگی ترشی پر اعتراض کر کے ہلاک نہ ہو جائے۔

8......ظالمین کی حکومت دیکھ کر بعض مومنین نے خود خروج بھی کیا ہے یعنی یہ سوچا کہ مولا تو خروج فرماتے نہیں ہم خود ہی کیوں نہ خروج کر لیں یہ بے صبری بھی استعجال کہلاتی ہے اور اس سے بھی سختی سے روکا گیا ہے یعنی خروج کی دعا کرنا ہے خود خروج نہیں کرنا۔

9......دشمن کی اشتعال انگیزیوں سے تنگ آ کر یا ان کی طعنہ زنی اور بکواس بازیوں سے مشتعل ہو کر میدان میں اتر آنا بھی بے صبری ہے اس استعجال سے بھی منع فرمایا

گیا ہے۔

10 ......صعوبات حیات اور تنگی روزگار، مفلسی مصیبت اور مالی اور جانی نقصان کی وجہ سے انتظار سے دست کش ہونا بھی بے صبری ہے اور اس استعجال سے بھی روکا گیا ہے یعنی جتنے تکالیف اور آزمائشیں آئیں انتظار کو ترک نہیں کرنا۔

اب مناسب یہ ہوگا کہ میں ان دس معنی کے بارے میں اجمالی وضاحتیں عرض کرتا چلوں۔

حقیقت یہ ہے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام ہر حال میں اپنے چاہنے والوں کی خیر ہی چاہتے ہیں اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ مومنین قبل از خروج امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف خود قیام حکومت آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی کوشش کریں کیونکہ اس کا امکان ہی نہیں ہے لیکن بعض شہزادگان علیہم الصلوات والسلام نے خروج فرمایا اور ظالم کی حکومت پہ صبر نہ کر سکے نتیجہ وہی نکلا جو پہلے ہی سے فرما دیا گیا تھا۔

نمبر 1

قال علی ابن الحسین علیہما الصلوات والسلام واللہ لا یخرج احدمنا خروج القائم عجل اللہ فرجہ الا کان مثل فرخ طار من وکرہ قبل ان یستوی جناحاہ فاخذہ الصبیان فعبثوبہ (فتلاعب بہ الصبیان)

مستدرک جلد نمبر 2 صفحہ 248

نمبر 2

اس طرح کی ایک حدیث امام محمد الباقر علیہ الصلوات والسلام کی بھی ہے کہ امام محمد الباقر علیہ الصلوات والسلام کے صحابی ابو جارود ایک دن بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض

کی زمانہ نازک ہے آپ مجھے وصیت فرمائیں تاکہ میں زمانے کی ہلاکتوں کا شکار نہ ہو جاؤں اس پر آپ نے فرمایا تم تقویٰ اختیار کرو اور گھر میں بیٹھنے کو اہمیت دو اور لوگوں میں خفیہ زندگی گزارو اور ہم میں سے قیام کرنے والوں سے بچو اس وقت تک کہ جب تک بدر والے نہ آ جائیں کہ جن میں سے نہ کوئی قتل ہوا، نہ زخمی ہوا، نہ زمین پر گرا، نہ دفن ہوا، نہ جن کا علاج ہوا اس نے عرض کی وہ کون ہیں فرمایا ملائکہ سما ہیں

(مستدرک جلد نمبر 2 صفحہ 248)

نمبر 3

جس دور میں جناب زید شہید علیہ الصلوات والسلام نے امت کے مظالم کے خلاف علم حق اٹھایا تھا تو اس دور میں صدیر صیرفی جناب امام صادق علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے لئے اور دیگر شیعوں کے لیے دستور العمل طلب کیا تو فرمایا

☆الزم بيتك وكن حلسا من احلاسه واسكن ما سكن الليل والنهار فاذابلغك ان سفيانى (لعن) قد خرج فارحل الينا ولو على رجلك

وسائل الشیعہ ج11 ص36

فرمایا تمہارے لئے لازم ہے اپنے گھروں کے قالین بن جاؤ اور اس وقت تک کوئی حرکت نہ کرو جب تک رات اور دن ساکن ہیں (یعنی قیام حکومت الٰہی) کے لیے کوئی قدم نہ اٹھاؤ تا اینکہ سفیانی ملعون کا خروج ہو جائے اس وقت ہمارے پاس آنا چاہے پیدل ہی کیوں نہ آنا پڑے۔

نمبر 4

امام محمد الباقر علیہ الصلوات والسلام نے جناب جابر بن یزید جعفی سے فرمایا تم زمین نہ

چھوڑ و ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دو (یعنی کسی تحریک میں شرکت نہ کرو) تا اینکہ علامات ظاہر نہ ہو جائیں ......(وسائل الشیعہ ج11 ص41)

نمبر5

حسین بن خالد سے امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا جب تک زمین و آسمان خاموش ہیں تم بھی خاموش رہو (استعجال نہ کرو اور صبر سے کام لو)

(وسائل الشیعہ ج11 صبر39)

نمبر6

ابی مرہف نامی ایک صحابی نے امام محمد الباقر علیہ الصلوات والسلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

☆ الغبرة على من آثارها هلك المحاضير قلت جعلت فداك وما المحاضير قال المستعجلون اما انهم لن يريدوا الا من يعرض عليهم (الى ان قال) يا ابا المرهف اترى قوماحبسوا انفسهم على الله لا يجعل الله لهم فرجاً بلى والله ليجعلن الله لهم فرجاً......(وسائل الشیعہ ج11ص26)

فرمایا گرد و غبار اس کی آنکھوں میں پڑتا ہے جو اڑاتا ہے اور محاصیر ہلاک ہو جاتے ہیں اس پر میں نے عرض کی میری جان آپ پر فدا یہ محاصیر کون ہوتے ہیں؟ فرمایا جو لوگ استعجال کرتے ہیں اور حکومتوں سے ٹکراتے ہیں حکومتیں انہیں کچل دیتی ہیں۔

اے ابو مرہف! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو جو لوگ راہ خدا میں اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں خدا انہیں کبھی فرج عطا نہ فرمائے گا؟ فرمایا خدا کی قسم انہیں ضرور کشائش و فرج عطا کی جائیگی۔

نمبر 7

اسی طرح امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے نہج البلاغہ میں استعجال سے منع فرمایا ہے

☆قال امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام الزموا الارض واصبروا علی البلاء ولا تحرکوا بایدیکم وسیوفکم فی ھوی السنتکم ولا تستعجلوا بما لم یعجل الله لکم فانه من مات منکم علی فراشه وهو علی معرفة حق ربه و حق رسوله صلی الله علیه و آله وسلم واهل بیة مات شهیدا و وقع اجره علی الله استوجب ثواب مانوی من صالح عملك و قامت النیة مقام اصلاته بسیفه فان لکل شی مدة واجلاً......(وسائل ج11 ص40)

فرمایا تم زمین کو پکڑے رہو، بلاؤں پر صبر کرو، اپنے ہاتھوں کو حرکت نہ دو اور اپنی تلواروں کو بھی حرکت نہ دو اور اپنی زبانوں کی حفاظت کرو جس کام میں اللہ نے عجلت نہیں فرمائی تم بھی اس میں تعجیل نہ کرو یقیناً جو بھی اس حال میں اپنے بستر پر جاں بحق ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اہلبیت کی معرفت سے اس کا دل سرشار ہوگا تو وہ شہید کا درجہ رکھتا ہوگا اور اس کا اجر اللہ پر لازم ہے اور اسے نیک عمل کا بھی اجر ملے گا کہ جس کی نیت اس نے کی تھی اور تلوار چلانے کا بھی ثواب ملے گا بے شک ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔

اس فرمان میں استعجال مذمومہ کی وضاحت بھی فرمادی گئی ہے کہ جب تک خروج امام علیہ الصلوات والسلام کا اعلان نہ ہو صبر سے کام لو اور جلد بازی کر کے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

نمبر 8

استعجال سے اس حد تک روکا گیا ہے کہ کسی بھی خروج کرنے والے کے ساتھ جلدی

شامل ہونے کو مذموم فرمایا گیا جیسا کہ

☆قال امام جعفر الصادق صلوات الله علیه كل راية ترفع قبل قيام القائم عجل الله فرجه فصاحبها طاغوت يعبد من دون الله ......(وسائل الشیعہ)

فرمایا جو پرچم بھی ہمارے قائم عجل الله فرجه الشريف کے قیام سے قبل بلند ہوگا اس کا بلند کرنے والا طاغوت ہے جو اللہ کے بجائے اپنی عبادت کراتا ہے۔

نمبر 9

ابومسلم خراسانی نے قیام حکومت الٰہی کو سیاسی اشو بنایا ہوا تھا اور اپنی تحریک میں شامل ہونے کے لیے امام صادق علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں ایک عریضہ لکھا آپ کے صحابی جناب فضیل روایت کرتے ہیں

☆كنت عند ابى عبد الله علیه الصلوات والسلام فاتاه كتاب ابى مسلم فقال ليس لكتابك جواب اخرج عنا الى ان قال ان الله لا يعجل لعجلة العباد وازالة جبل عن موضعه اهون من ازالة ملك لم ينقض اجله الى ان قال قلت فما العلامة فيما بيننا وبينك جعلت فداك قال تبرح الارض يا فضيل حتى يخرج السفيانى فاذا خرج السفيانى فاجيبوا الينا يقولهما ثلاثا وهو من المحتوم ......(وسائل الشیعہ)

فضیل بیان کرتے ہیں میں اپنے شہنشاہ زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں حاضر تھا ابومسلم کا خط پیش ہوا آپ نے حامل رقعہ سے فرمایا تمہارا خط اس لائق نہیں ہے کہ اس کا جواب دیا جائے تم یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ اللہ بندوں کی عجلت کی وجہ سے تعجیل نہیں کرتا بے شک پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانا آسان ہے مگر اس حکومت کا تختہ

الٹانا مشکل ہوتا ہے کہ جس کی ابھی مدت پوری نہ ہوئی ہو۔
راوی نے عرض کی میری جان آپ پر قربان اب ہمارے اور آپ کے مابین کیا علامت ہے اس پر فرمایا تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو تا اینکہ سفیانی ملعون کا خروج ہو جائے تب تم ہمارے پاس آنا اس بات کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا یعنی خروج سفیانی حتمی علامات میں سے ہے...... (وسائل الشیعہ)
اس قسم کی تحریکوں میں شرکت کو استعجال فرمایا گیا اور اپنے مقام پر قائم رہنے کو صبر قرار دیا ہے اور ایسے معاملات میں صبر کی سختی سے تاکید کی گئی اور عجلت کو باعث ہلاکت فرمایا گیا ہے۔
استعجال کی ممانعت کے باوجود جن لوگوں نے بے صبری کی ہے انہیں تلوار کے پانی سے سیراب ہونا پڑا ہے پوری تاریخ اٹھا کر دیکھیں کتنے مظلوم ایسے ہیں جو صرف بے صبری کی وجہ سے شہید ہوئے ہیں جیسا کہ
نمبر 10
ولید بن محمد سے روایت ہے میں اور زھری بیٹھے ہوئے تھے اچانک شور اٹھا انہوں نے مجھ سے کہا آؤ ہم بھی دیکھیں کہ کیسا شور ہے وہاں جا کر پوچھا تو پتہ چلا کہ جناب زید بن علی علیہ الصلوات والسلام کا سر لایا جا رہا ہے یہ سن کر زہری نے کہا پتہ نہیں اس پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے افراد اتنی جلدی کیوں کرتے ہیں اس استعجال کی وجہ سے ان کے خاندان کے بہت سے افراد شہید ہو جاتے ہیں اس پر میں نے پوچھا کیا کبھی انہیں حکومت حاصل ہوگی۔
اس نے کہا کہ علی بن حسین علیہ الصلوات والسلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے

روایت کی کہ قائم آل محمد عجل الله فرجه الشريف انہی کی اولاد پاک میں سے ہونگے

(آفتاب عدل ص52)

محترم قارئین ۔آپ نے دیکھ لیا ہے کہ تاکید صبر اور استعجال سے مناہی کی اصل وجوہات کیا ہیں لیکن اس دور میں کئی مہربان وہ ہیں جو اس تاکید صبر اور استعجال کی منع سے یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ دعائے تعجیل فرج بھی خلاف صبر ہے یعنی دعا بھی بے صبری اور استعجال ہے اور اس پر وہ بڑے زور شور سے بحث بھی کرتے ہیں حقیقت یہ کہ انہیں صبر کے معنی میں اشتباہ ہوا ہے اور پھر وہ اسی پر قائم ہو گئے اور اس عقیدے کو انا کا مسئلہ بنالیا اور اس پر ڈٹ گئے حالانکہ بات بہت سیدھی تھی کہ خالق نے جملہ امور میں صبر کا حکم دیا ہے اور استعجال سے منع فرمایا ہے دکھ درد ،مصیبت ،ظلم، آزمائش، آفات، فقر وفاقہ پر صبر کا حکم ہے اور استعجال سے منع فرمایا گیا ہے لیکن آج تک کسی نے ان امور میں دعا کو بے صبری قرار نہیں دیا بلکہ دعا کو ان امور میں عین رضائے الٰہی سمجھا جاتا ہے اور ان امور پر ہزاروں دعائیں اور اعمال موجود ہیں حتیٰ کہ صحیفہ کاملہ بھی انہی دعاؤں سے چھلک رہا ہے بس اسی طرح اس معاملے میں بھی دعائے تعجیل کرنا صبر کے منافی نہیں ہے لیکن یہ بات انہوں نے کبھی سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔

اس لئے ان کے سوالات اور دلائل اور انداز استدلال کو دیکھتے ہوئے انہی کے انداز میں کچھ باتیں پیش کرنا ضروری لگتا ہے اس میں میں انہیں ایک ایک چیز ایک ایک لفظ کے کئی محمولات پیش کرونگا شاید انہیں کوئی بات سمجھ آجائے۔

............☆☆............

www.khrooj.com

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 10

استعجال وصبر

کہا جاتا ہے کہ ''التبادر علامت الحقیقۃ ''یعنی جو معنی فوری طور پر ذہن میں آجائیں لفظ کے درست معنی وہی ہوتے ہیں لیکن کلام مقدس کے جملہ الفاظ عام الفاظ نہیں ہیں کہ جنہیں لغت سے پرکھا جا سکے یہ قطعاً غلط ہے کہ آدمی کوئی بڑی سی لغت لیکر بیٹھ جائے اور جملہ الفاظ کے معنی دیکھتا جائے اور مکمل قرآن پاک کو سمجھ جائے اگر لغت ہی قرآن فہمی کا ذریعہ تھی تو یہ کیوں فرمایا گیا ہے کہ ''یُضِلُّ بِهِ كَثِيُراً وَيَهُدِیُ بِهِ كَثِيُراً ''کہ اس سے بہت سے گمراہ ہونگے اور بہت سے ہدایت پائیں گے پھر اسی کلام مقدس میں ناسخ ومنسوخ ومحکم ومتشابہہ وغیرہ کا ذکر بھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ظاہری معنی مراد ہوں بھی تو پھر بھی محکم ومتشابہہ وناسخ ومنسوخ کا معلوم کرنا ضروری ہے جیسا کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے دور میں کوئی شخص تفسیر میں مصروف تھا تو اس سے دریافت فرمایا تو مفسر تو بن گیا ہے کہ آیات ناسخہ ومنسوخہ کو بھی پہچانتا ہے۔

اس نے نفی میں جواب دیا تو پھر فرمایا اگر تمہیں یہ معلوم نہیں ہے تو پھر تو خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہا ہے۔

یعنی کلام پاک کو سمجھنے کے لیے لغت کافی نہیں ہے پھر کلام مقدس میں یہ بھی واضح فرما دیا گیا ہے کہ اس سے ہدایت حاصل کرنے کی واحد شرط تقویٰ ہے یعنی غیر متقی اس سے ہدایت نہیں پا سکتا۔

دیکھئے سورہ بقرہ ''لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ '' اس میں نہیں ہے کہ یہ متقین کے لیے ہدایت ہے۔ایک اور مقام پر ارشاد قدرت ہے لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ یہ آیت تو ہر کلام مقدس کے نسخے پر بطور ''طغرا'' لکھی جاتی ہے ''یمسہ'' مضارع کا صیغہ ہے اس میں امر نہیں بلکہ فیصلہ ہے کہ ''نہیں کر سکیں گے یا نہیں کر سکتے اسے مس مطہرون کے سوا'' کوئی یہ مس کرنا اجسادی وجسمانی نہیں ہے بلکہ ''مس ذہنی'' مراد ہے یعنی مطہر عقول کے علاوہ کوئی اس کے معنی کو نہیں سمجھ سکے گا اسی طرح کئی اور موانع بھی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کلام مقدس کے ستر 70 باطن در باطن ہیں بوقت دیگر ستر 70 ہزار بواطن در بواطن ہیں اب کسی بھی لغت میں ایک لفظ کے ستر معنی نہیں لکھے ہوئے کہ انہی کو باطن سمجھا جا سکے۔

اب اگر انسان غور کرے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ کلام مقدس کا ہر لفظ ایک ''اصطلاح'' کے طور پر لایا گیا ہے اور اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اصطلاح کے لغوی معنی نہیں ہوتے بلکہ اصطلاحات (ٹرمز) کی ''تعریف'' (ڈیفینیشن) ہوتی ہے اور تعریف کے شرائط میں دو باتیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں کہ تعریف ''جامع'' ہو اور ''مانع'' ہو یعنی داخل کو خارج نہ کرے اور خارج کو داخل نہ ہونے دے اصطلاح میں داخل اشیاء کا کوئی جز یا فرد خارج نہ ہو جائے اور اصطلاح سے خارج اشیاء کا کوئی جز یا فرد تعریف کے دائرے میں داخل نہ ہو جائے

آج تک کسی عالم نے قرآنی اصطلاحات کی کوئی جامع کتاب نہیں لکھی اور نہ ہی جملہ الفاظ کی کسی نے تعریفیں وضع کی ہیں قرآنی الفاظ کی تعریف وضع کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ جس لفظ کی تعریف وضع کرنا ہو اس لفظ کا کلام مقدس میں ہر جگہ استعمال دیکھیں گے کہ کتنی مرتبہ کن معانی میں کن حالات میں کس مقصد کے لیے کتنے اقسام میں کتنی فردوں پر استعمال ہوا ہے۔

یہ بھی ایک کلیہ ہے ''تعرف الاشیاء باضدادھا ''یعنی ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

صبر

اس میں ذرا بھر شک کی گنجائش نہیں ہے کہ رب ذوالجلال نے استعجال سے منع فرمایا ہے اور صبر کی تلقین فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے

☆فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل

یعنی اولی العزم رسل کی طرح صبر کرنے کا حکم ہے اور استعجال سے منع فرمایا گیا ہے اس آیت سے ثابت ہوا ہے ''استعجال'' ضد ہے ''صبر'' کی ادھر امام صادق علیہ الصلوات والسلام نے سفارشات دین میں فرمایا ہے☆وانتظار الفرج بالصبر یعنی انتظار بالصبر کا حکم ہے اور استعجال سے منع فرمایا گیا ہے اور استعجال کی ضد صبر ہے اور کلیہ ہے☆تعرف الاشیاء باضدادھا تو استعجال کے معنی سمجھنے کے لیے لازم ہوگا کہ صبر کے معنی دیکھیں اس طرح تصویر کے دونوں رخ سامنے ہونگے تو قاری کو سمجھنے میں آسانی ہوگی معنی متعین کرنے میں دقت پیش نہیں آئیگی۔

1 ...... جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بلا واسطہ رزق عطا ہونے لگا اور کافی دن ''من

وسلویٰ'' کی عطا ہوئی قوم جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ☆یَا مُوسَی لَن نَّصْبِرَ عَلَیَ طَعَامٍ وَاحِدٍ عرض کی اے موسیٰ علیہ السلام ہم ایک طعام پر صبر نہیں کر سکتے (یہاں صبر بمعنی قناعت ہے) اس طرح استعجال کے معنی ''عدم قناعت'' کے ہونگے

2......یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ إِن یَکُن مِّنکُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ یَغْلِبُواْ مِئَتَیْنِ

سرتاج الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرمایا جارہا ہے کہ مومنین کو جہاد پر آمادہ فرمائیں اور وعدہ ہے کہ بیس عدد ''صابر'' دوسو پر غالب رہیں گے۔

اس آیت میں صبر کے معنی ہیں ''میدان جنگ میں ثابت قدمی'' اور استعجال کے معنی ہوئے ''دوران جہاد فرار ہو جانا''

3......جب طالوت بادشاہ کی جالوت سے جنگ ہوئی تو اس وقت مومنین نے دعا کی۔

☆وَلَمَّا بَرَزُواْ لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُواْ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْراً

تو یہاں مومنین نے میدان جنگ میں صبر کی دعا کی یعنی ''ثابت قدمی بمعنی صبر آیا ہے اور استعجال ہوا ''فرار''

4...... ثُمَّ جَاهَدُواْ وَصَبَرُواْ إِنَّ رَبَّکَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِیمٌ

اس آیت میں بھی جہاد میں ثابت قدم رہنے کو صبر کہا گیا ہے اور صبر کی ضد ہے استعجال تو اس کے معنی ہوئے بھاگ جانا یعنی فرار۔

5......أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُواْ الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّهُ الَّذِیْنَ جَاهَدُواْ مِنکُمْ وَیَعْلَمَ الصَّابِرِیْنَ

www.khrooj.com

یعنی خالق جہاد سے معلوم کرنا چاہتا ہے کہ صابر کون ہیں اس آیت میں بھی صبر کے معنی ہیں ثابت قدم رہنا اور استعجال کے معنی ہوئے ''چھوڑ جانا یا بھاگ جانا''

6......إِن تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ وَإِن تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَفۡرَحُواْ بِهَا وَإِن تَصۡبِرُواْ

یعنی کفار جب تمہارا نفع دیکھتے ہیں تو جلتے ہیں جب نقصان دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں بس تم صبر کرو ان سے مت ڈرو یعنی ان کی ایذا رسانیوں کے باوجود دین حق اور مقصد پر قائم رہنا صبر ہے اس طرح استعجال کے معنی ہوئے کہ لوگوں کے ایذائے جسمانی و روحانی سے تنگ آ کر دین سے دست کش ہونا۔

7......وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدۡعُونَ رَبَّهُم بِالۡغَدَاةِ وَالۡعَشِيِّ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرمایا جا رہا ہے کہ جو لوگ اپنے رب کو دن رات پکارتے ہیں ان کی معیت پر صبر کریں یہاں صبر کے معنی ہیں اہل حق کے ساتھ استقلال سے رہنا اور استعجال کے معنی ہوئے اہل حق کو چھوڑ جانا۔

8......وَاصۡبِرۡ عَلَى اٰلِهَتِكُمۡ اِنۡ هَذَا اِلَّا اِخۡتِلَاق

کفار سے فرمایا جا رہا ہے کہ اپنے خداؤں پر ''صبر'' کرو یہاں صبر کے معنی ہیں ''کسی چیز کو نہ چھوڑنا'' استعجال کے معنی ہوئے کسی چیز کو چھوڑ دینا یا صبر کے معنی ہوں گے کسی چیز پر اکتفیٰ کر لینا اور استعجال کے معنی ہونگے کسی چیز کو کافی نہ سمجھنا۔

9......وَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعۡيُنِنَا وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ

یہاں صبر کے معنی ہیں حکم رب پر عبادت کو جاری رکھنا اور ترک عبادت استعجال ہے

10......قَالَ مُوسَى لِقَوۡمِهِ اسۡتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَاصۡبِرُواْ إِنَّ الۡأَرۡضَ لِلّٰهِ

www.khrooj.com

يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تم اللہ سے مدد چاہتے رہو اور صبر کرو کیونکہ یہ زمین اللہ کی ہے وہ جس عبد کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اس آیت میں شدائد پر صبر کرنا ہی صبر ہے اور شدائد سے گھبرا جانا بے صبری (استعجال) ہے پھر اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ دعا صبر کے منافی نہیں ہے۔

11 ......فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِماً أَوْ كَفُوراً

اپنے رب کے حکم پر صبر کرو اور کسی گنہگار کافر کی اطاعت مت کرو تو صبر کے معنیٰ ہوئے اپنے دین پر قائم رہنا اور غیر کی اطاعت نہ کرنا اور دین پر قائم نہ رہنا اور غیر کی اطاعت کر لینا استعجال ہوا

12 ......قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْراً() وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْراً()قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاء اللَّهُ صَابِراً وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْراً

جناب موسیٰ و جناب خضر علیہ السلام کی ملاقات کے ضمن میں جب خالق نے گفتگو فرمائی تو آگاہ فرمایا کہ جب جناب موسیٰ علیہ السلام نے جناب خضر علیہ السلام کی بارگاہ میں حصول علم کی درخواست دی تو انہوں نے فرمایا کہ تم استطاعت صبر نہیں رکھتے تم بھلا کیسے اس پر صبر کر سکتے ہو کہ جب وہ کچھ ہوگا جو تمہارے احاطہ علمی ہی میں نہ ہو تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ انشاء اللہ تم مجھے صابر پاؤ گے میں ارتکاب معصیت (استعجال) نہیں کرونگا مگر واقعہ بتایا ہے کہ انہوں نے استعجال کیا اور اعتراض کر بیٹھے تو جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا ☆سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ صَبْراً فرمایا اب تمہیں اس کی تاویل بتاتا ہوں کہ جس پر تمہارے صبر کی استطاعت جواب

www.khrooj.com

دے گئی تھی یہاں اجمالی طور پر لکھ رہا ہوں تفصیلاً کلام مقدس سے دیکھا جا سکتا ہے مگر صبر واستعجال کے معنی واضح ہیں یعنی فاضل فاعل کے افعال پر اعتراض نہ کرنا صبر ہے اور فاضل فاعل کے افعال پر اعتراض کرنا استعجال ہے۔

13 ...... فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ

کیونکہ خالق نے حکم دیا تھا کہ اولی العزم رسولوں کی طرح صبر کرنا ہے اور استعجال نہیں کرنا یہاں اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ تم اپنے رب کے حکم سے صبر کرو اور صاحب حوت یعنی یونس علیہ السلام کی طرح نہ ہو جانا کہ جب انہوں نے خالق سے دعا کی تو وہ غصے سے بھرے ہوئے تھے یہاں بھی استعجال کے معنی یہ ہونگے کہ مقصد سے ناامید ہوکر اظہار ناراضگی کرنا۔

14 ...... جناب یعقوب علیہ السلام کو خالق نے ''فصبر جمیل'' کا اعزاز بخشا ان کے بارے میں ہے کہ جب بنیامین کو یوسف علیہ السلام نے روک لیا اور اس کی اطلاع ملی تو جناب یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کے پشت پھیرتے ہی ندبہ کیا اور خالق نے اس ندبے کو کلام مقدس میں بیان فرمایا ہے۔

☆وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ

یعنی بیٹوں کے پشت پھیرتے ہی ندبہ کیا افسوس ہے یوسف علیہ السلام کا اور روتے روتے آنکھیں سفید کرلیں غم کی وجہ سے اور وہ غصے کو پینے والے تھے جب بیٹوں نے حالت دیکھی تو والد سے کہا۔

☆قَالُواْ تَاللہ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّى تَكُونَ حَرَضاً أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ ( ) قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّهِ

انہوں نے کہا اللہ کی قسم آپ تو یوسف علیہ السلام کو یاد کرتے کرتے اب تو ہلاکت کے قریب پہنچ چکے ہیں تو انہوں نے فرمایا میں تو صرف اللہ سے شکوہ کرتا ہوں اپنی بیقراری اور حزن کو اسی کے سامنے پیش کرتا ہوں اس واقعے کے بیان کے بعد خالق نے فیصلہ سنایا۔

☆ إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيِصْبِرْ فَإِنَّ اللّهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

تو اس آیت میں خالق نے انہیں صاحب صبر بھی فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ محسنین میں سے تھے اور اللہ ان کے اجر کو ضائع بھی نہیں فرمائے گا حالانکہ انہوں نے ''ندبہ'' بھی کیا ہے رو رو کر آنکھیں بھی سفید کر لی ہیں قریب بہ ہلاکت بھی پہنچے ہیں اور اللہ کے سامنے دکھوں کا شکوہ بھی کیا ہے تو ثابت ہوا یہ سب چیزیں صبر کے منافی نہیں ہیں۔

تفسیر صافی 245 پر ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ خالق کے علاوہ کسی کے سامنے شکایت نہ کی جائے۔

علامہ شیخ عبد العلی ہروی طہرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواعظ حسنہ میں فرمایا ہے کہ بے صبری یہ ہے کہ انسان ابتلا و آزمائش میں اللہ جل جلالہ پر اعتراض کر بیٹھے یعنی یہ کہے کہ اے خالق تو نے ایسا کیوں کیا ہے یا تو نے یہ برا کیا ہے یا یہ مجھ پر ظلم ہے یا اللہ کے علاوہ کسی سے شکایت کرے یہ سب چیزیں منافی صبر ہیں یعنی یہ چیزیں استعجال میں شامل و داخل ہیں اسی طرح فرمایا ہے۔

www.khrooj.com

☆أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ
یعنی اضطرار کا اظہار بارگاہ رب العزت میں کرنا استعجال نہیں ہے حالانکہ جملہ مصائب پر خالق کائنات نے صبر کی تلقین فرمائی ہے تا اینکہ فرمایا ہے☆ان اللہ مع الصابرین یعنی اللہ صابرین کے ساتھ ہے مستعجل کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ادھر فرمایا ہے بارگاہ قدسی میں دکھ کا اظہار جو کرتا ہے اس کے دکھ دور کر دیئے جاتے ہیں۔

اگر یہ بات منافی صبر ہوتی تو خالق کائنات دکھ دور کرنے کے بجائے ڈانٹ دیتا کہ تو بے صبری کیوں کر رہا ہے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ ارحم الراحمین جانتا ہے کہ انسان کو کس فطرت پر خلق فرمایا گیا ہے اسے معلوم ہے کہ مانگنے والا مجھ سے مانگ رہا ہے دکھ میں ہر شخص کسی نہ کسی سے تو مدد و استعانت کی درخواست کرتا ہے یہ انسان کی فطری مجبوری ہے مگر یہ کسی غیر سے شکایت کرنے کے بجائے مجھ سے ہی طلب کر رہا ہے تو اچھا کر رہا ہے مجھے مستعان تو مان رہا ہے۔

15 ......صبر ایوب علیہ السلام بہت شہرت یافتہ ہے ان کے بارے میں آیت دیکھیں
☆أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ
تو جناب ایوب علیہ السلام نے بھی اپنے رب سے عرض کی مجھے تکلیف نے پریشان کر دیا ہے اور تو ہی رحم کرنے والوں میں سے بڑا رحیم ہے یہ دعا کرنے والا عام انسان نہیں بلکہ اللہ کا نبی ہے اور انبیاء علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے"وکل من

الصابرین" کہ وہ سب کے سب صبر کرنے والے تھے جن سے استعجال کا صدور نہیں ہوتا اگر یہ فریاد منافی صبر ہوتی تو خالق کیوں فرماتا فاستجبنا له کہ ہم نے اسے شرف اجابت بخشا اور تکلیف رفع فرما دی تو ان حقائق کو دیکھتے ہوئے ماننا پڑے گا کہ خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کرنا، دعا کرنا، فریاد کرنا بھی صبر ہی ہے اور خالق پر اعتراض کرنا غیر کو شکایت کرنا وغیرہ استعجال ہے یعنی دین حق فطرت کے منافی نہیں ہے بلکہ دین حق عین فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہے اور فطرت فریاد و دعا سے نہیں روکتی۔

صبر کی تعریف بھی دیکھ لیں کف نفس عما لا ینبغی یعنی نفس سے وہ بات صادر نہ ہو جو غیر مناسب ہو اگر خالق کی بارگاہ میں دعا و فریاد نہیں کرنا تو پھر حکم دعا کیوں ہے حالانکہ سورہ عصر میں ہے کہ سبھی انسان خسارے میں ہیں

☆إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

مگر وہ لوگ خسارے میں نہیں کہ جو ایمان لائے اعمال صالح کئے خود بھی اور دوسروں کو بھی حق و صبر کی وصیت کرتے ہیں ادھر صبر پر اسقدر زور دیا جا رہا ہے دوسری طرف فرمایا جا رہا ہے☆قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ یعنی جو شخص دعا نہیں کرتا خالق کو اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے تو لازماً ماننا پڑے گا کہ دعا منافی صبر نہیں ہے اور جو چیز منافی صبر نہیں وہ داخل استعجال کیسے ہے۔

اس کے باوجود بھی یہ کہا جائے کہ دعا داخل استعجال ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا جملہ کتب ادعیہ جلانا پڑیں گی صحیفہ کاملہ جیسی کتاب جو امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی

دعاؤں کا مجموعہ ہے اسے بھی دریا برد کرنا پڑے گا اور ہزاروں کتب ادعیہ کو دفن کرنا پڑے گا جب خالق کائنات نے دعا کو منافی صبر قرار نہیں دیا اور نہ ہی دعائے تعجیل فرج کو استعجال قرار دیا ہے تو پھر صرف لفظ ''انتظار بالصبر'' سے دعا کو انتظار سے کیسے خارج کیا جا سکتا ہے۔

ہم نے صبر کے معنی کسی لغت سے نہیں بلکہ خود کلام مقدس سے اخذ کئے ہیں اور اس ساری بحث کا جو نتیجہ ہے اسے مختصراً پیش کر کے اگلی بحث میں داخل ہونگے کیونکہ استعجال کی ضد ہے صبر اور ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے تو استعجال کے معنی وہ ہونگے جو صبر کے بالکل برعکس ہوں گے اور ہم نے 14 کے متبرک عدد کو سامنے رکھتے ہوئے چودہ آیات سے صبر کے معنی اخذ کئے ہیں۔

نتیجہ

(1)

آیت نمبر ایک سے معنی صبر ہیں کسی چیز پر اکتفیٰ کرنا تو اس طرح حکم یہ ہوگا کہ افضل الاعمال یعنی انتظار پر اکتفیٰ کرو۔

(2)

آیت نمبر 2 سے صبر کے معنی ہیں ثابت قدم رہنا تو حکم انتظار بالصبر کا مطلب یہ ہوگا طوالت انتظار سے گھبرا کر انتظار ترک نہ کرنا۔

(3)

آیت نمبر 3 سے صبر کے معنی ہیں ثابت قدم رہنا تو انتظار میں صبر کے معنی ہونگے انتظار پر ثابت قدم رہنا اور انتظار جہاد بالنفس ہے فرار ہونا جائز نہیں۔

(4)

آیت نمبر 5 سے صبر کے معنی ہیں جم کر انتظار کرنا اور لذات دنیا کے پیچھے نہ بھاگنا۔

(5)

آیت نمبر 6 سے ثابت ہے کہ صبر کے معنی ہیں ہر قسمی طعنہ زنی کے باوجود منتظر رہنا اور ترک انتظار استعجال ہوگا۔

(6)

آیت نمبر 10 سے ثابت ہے کہ خالق کی بارگاہ میں دعا کرنا اور غیر سے شکایت نہ کرنا صبر ہے اس طرح غیر سے شکایت کرنا استعجال ہوگا۔

(7)

آیت نمبر 11 سے ثابت ہے اپنے امام علیہ الصلوات والسلام کے انتظار پر قائم رہنا اور کسی جھوٹے مدعی مہدویت کے پیچھے نہ بھاگنا صبر ہے اور کسی کی بلا سوچے سمجھے اقتدا کرنا استعجال ہے۔

(8)

خالق کائنات پر اعتراض کر ڈالنا استعجال ہے

(9)

آیت نمبر 13 سے ثابت ہے کہ جناب یونس کی طرح اللہ پر ناراض ہونا اور غصہ کرنا استعجال ہے۔

(10)

آیت نمبر 14 سے ثابت ہے کہ بچھڑے ہوئے محبوب کے ہجر کا شکوہ کرنا اور خالق کی

www.khrooj.com

بارگاہ میں جدائی پہ ندبہ کرنا صبر جمیل ہے استعجال نہیں ہے۔

(11)

واقعہ جناب ایوب سے ثابت ہے کہ اپنے دکھوں کے رفع ہونے کی دعا کرنا داخل صبر ہے ۔

فیصلہ

جب کلام مقدس بتا رہا ہے کہ دعا کرنا صبر کے خلاف نہیں اور نہ ہی استعجال ہے تو پھر کوئی شخص کس طرح دعا کو صبر کے منافی قرار دے سکتا ہے مزید وضاحت لفظ استعجال کے ضمن میں آئیگی ......انشاءاللہ العزیز

............☆☆............

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 11

استعجال

محترم قارئین!

میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ کلام مقدس کے کسی لفظ کے معنی متعین کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس لفظ کے جملہ موارد دیکھنا لازم ہوتا ہے اور آیت کے حکم کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ کن لوگوں کو کن حالات میں حکم ہے پہلے ہم اپنے مطلوبہ لفظ ''استعجال'' کو دیکھتے ہیں کہ یہ کہاں کہاں وارد ہوا ہے پھر ان سب جگہوں کو مربوط کر کے عمومی اور خصوصی لحاظ سے ہر پہلو پر غور و فکر کے بعد اس کے معنی پہ بحث کریں گے کیونکہ حدیث ہے کہ قرآن کی بعض آیات بعض کی تفسیر کرتی ہیں تو اس طرح ہم تفسیر القرآن بالقرآن کے کلیے پہ آغاز کرتے ہیں کیونکہ جہاں قرآن ہی اپنی تفسیر کر رہا ہو وہاں کسی لغت اور تفسیر کی ضرورت کم رہتی ہے۔ آیئے اب کلام مقدس میں ان آیات کو دیکھتے ہیں کہ جن میں لفظ عجل تجعل استعجال و عجل وغیرہ وغیرہ کو استعمال کیا گیا ہے

(1)

☆خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ()وَيَقُولُونَ

مَتَی ھَذَا الْوَعْدُ إِن کُنتُمْ صَادِقِیْنَ

انسان کو بے صبر خلق فرمایا گیا ہے عنقریب تم ہمارے آیات کا مشاہدہ کرو گے اور ''بے صبری'' مت کرو وہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ آپ کا ''وعدہ'' کب پورا ہوگا؟

اس آیت میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو ''وعدہ الٰہی'' کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور اِن کی جلد بازی دیکھ کر حکم ہو رہا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت پر شک کرتے ہو لہٰذہ فرمایا جا رہا ہے ایسی بھی کیا جلدی ہے پتہ چل جائیگا

(2)

☆وَیَقُولُونَ مَتَی ھَذَا الْوَعْدُ إِن کُنتُمْ صَادِقِیْنَ ()قُلْ عَسَی أَن یَکُونَ رَدِفَ لَکُم بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُونَ

وہ کہتے ہیں تمہارا ''وعدہ'' کب پورا ہوگا یعنی اگر سچے ہو تو پھر ابھی پورا کر کے دکھا دو تو ان سے فرما دیجئے کہ شاید اس (عذاب موعودہ) کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے لگا ہوا ہو جس کی تم بے صبری کر رہے ہو۔

اس آیت میں بھی ان لوگوں سے خطاب ہے کہ جو عذاب موعودہ کے وعدہ کو درست نہیں مانتے اور صداقت الٰہی پر شک کر رہے ہیں انہیں فرمایا جا رہا ہے کہ صبر کرو اور دیکھو شاید جزوی طور پر وہ عذاب تمہارے پیچھے ہو۔

(3)

☆یَسْتَعْجِلُونَکَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّی لَجَاء ھُمُ الْعَذَابُ وَلَیَأْتِیَنَّھُم بَغْتَةً وَھُمْ لَا یَشْعُرُونَ

اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم سے وہ لوگ عذاب کے لیے بے تابی کا اظہار کر رہے ہیں اگر اس کا آنا متعین نہ ہوتا تو عذاب ان پر اچانک ٹوٹ پڑتا اور انہیں شعور ہی نہ ہوتا۔

یعنی یہ لوگ اپنے لئے عذاب طلب کر رہے ہیں کیونکہ انہیں اس کے واقع ہونے کا یقین ہی نہیں ہے۔

(4)

☆يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ

یہ لوگ جس عذاب موعودہ کے بارے میں بے صبری کا اظہار کرتے ہیں اس کے بارے میں اللہ نے جو وعدہ فرمایا ہے اس کے خلاف نہ ہوگا

اس آیت میں بھی ان لوگوں کا ذکر ہے کہ جو عذاب موعودہ پر ایمان نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ابھی ابھی عذاب لا کر دکھا دو یعنی ان کی نگاہوں میں وعدہ الٰہی مشکوک ہے۔

(5)

☆وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ() اصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ

وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو ہمارے حصے کا عذاب یوم حساب سے پہلے بھیج دے یعنی ان لوگوں کا یوم عذاب پہ ایمان نہیں بلکہ از روئے طنز کہتے ہیں اور انہیں یقین ہی نہیں کہ عذاب آنا ہے اس پر فرمایا گیا ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ ان کی اس طعنہ زنی پر صبر کریں۔

(6)

☆فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتَّى حِيۡنٍ ()وَأَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُونَ () أَفَبِعَذَابِنَا يَسۡتَعۡجِلُونَ

فرمایا آپ ان لوگوں سے رخ پھیرلیں اوران پرنظر رکھیں اورعنقریب یہ سب بھی دیکھیں گے کیا یہ ہمارے عذاب کے بارے میں بےصبری کرتے ہیں۔

اس آیت میں بھی ان لوگوں کی بےصبری کا ذکر ہے کہ جو وعدہ الہٰی پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

(7)

☆وَلَوۡ يُعَجِّلُ اللّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَهُم بِالۡخَيۡرِ لَقُضِيَ إِلَيۡهِمۡ أَجَلُهُمۡ فَنَذَرُ الَّذِيۡنَ لاَ يَرۡجُونَ لِقَاء نَا فِيۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُونَ

یعنی اللہ عزوجل بھی اگران کی طرح بےصبری کرے کہ جس طرح یہ لوگ اپنی برائی اورتباہی کے لیے بےصبر ہیں تو پھرکبھی کا ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا یہ تو خالق کائنات نے انہیں مہلت دے رکھی ہے کہ جو اس کے ''لقا'' سے نا امید ہیں وہ سرکشی میں سرگرداں رہیں۔

اس آیت میں بھی ان لوگوں کے استعجال کی مذمت ہوئی ہے جو کہ خود لقاء اللہ سے ناامید ہیں اور یوم موعود پر ان کا یقین ہی نہیں ہے یعنی ان لوگوں کا ذکر ہے کہ جو طنز ومزاح کے طور پر بےصبری اور استعجال سے کام لیتے تھے گویا انکار کرتے تھے۔

(8)

☆فَلَا تَعۡجَلۡ عَلَيۡهِمۡ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمۡ عَدّاً

تمہیں لازم ہے کہ ان کے لیے بے صبری (برائے عذاب) نہ کریں بلکہ ہم تو ان کے دن اس طرح گن رہے ہیں جیسے گنے جاتے ہیں۔

نوٹ

نمبر1......ترجمہ کے لیے کلام الٰہی سے رجوع کریں یہاں صرف ما فی الضمیر بیان کرتا ہوں اور وہ بھی مختصر ترین الفاظ میں۔

نمبر2......لقاء اللہ کے معنی ہیں ملاقات الٰہی جو دراصل ملاقات امام علیہ الصلوات والسلام ہے۔

(9)

☆فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوباً مِّثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُون

یعنی جن لوگوں نے گناہ پر گناہ کیا ہے ان کے لیے عذاب کا پیمانہ ایسا ہی لبریز ہے جیسے ان کے دوستوں کے لیے تھا اب ان کے بارے میں عذاب میں بے صبری کی ضرورت نہیں ہے یعنی فرما دیجئے کہ عذاب الٰہی تمہارے سروں پر پہنچ چکا ہے۔

(10)

☆أَتَى أَمْرُ اللّهِ فَلاَ تَسْتَعْجِلُوهُ

یعنی اللہ کا امر تو آ گیا ہے تم بے صبری نہ کرو اور انہیں واضح طور پر فرما دیں۔

(11)

☆قُلْ إِنِّى عَلَى بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّى وَكَذَّبْتُم بِهِ مَا عِندِى مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ()قُل لَّوْ أَنَّ عِندِى مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِىَ الأَمْرُ بَيْنِى وَبَيْنَكُمْ وَاللّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ

www.khrooj.com

فرما دیں میں تو اپنے رب کے ''بینۃ'' پر ہوں اور تم میری تکذیب کرتے ہو تم جس کے بارے میں بے صبری کا مظاہرہ کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے پھر مکمل حکم تو اللہ عزوجل کا ہی ہے اور وہ تو حق بیان فرماتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیں کہ اگر یوم موعود میرے پاس ہوتا تو تمہارا ہمارا کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور رب العالمین تو ظالمین سے کما حقہ واقف ہے (یہ سارا سلسلہ اس طرح آگے بڑھتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے یہ ایک مربوط عبادت ہے) پھر خالق فرماتا ہے کہ اپنے بارے میں بھی واضح فرما دیں۔

(12)

☆قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرّاً وَلاَ نَفْعاً إِلاَّ مَا شَاء اللّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاء أَجَلُهُمْ فَلاَ يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلاَ يَسْتَقْدِمُونَ() قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتاً أَوْ نَهَاراً مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ()أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ آلآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ()

فرما دیجئے میں اپنے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں لیکن وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ جل جلالہ چاہتا ہے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ ہر امت کے لیے ایک ''اجل'' ہوتی ہے جب ان کی ''اجل'' آ جاتی ہے تو ''وہ امت'' نہ اسے آگے بلا سکتی ہے نہ پیچھے دھکیل سکتی ہے انہیں ایک ساعت کا بھی اختیار حاصل نہیں ہے۔

فرما دیجئے وہ عذاب صبح یا شام کو آیا ہی چاہتا ہے کہ جس کے بارے میں ''مجرمین'' کو بہت جلدی ہے لیکن مجرمین یہ یاد رکھیں کہ جب وہ عذاب واقع ہوگا تو اس وقت یہ لوگ کہیں گے ہم اب ایمان لاتے ہیں حالانکہ یہ تو اس سے پہلے استعجال کرتے

تھے۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ پہلے استعجال کرتے تھے پھر دیکھ کر ایمان لائیں گے تو ثابت ہوا دراصل استعجال کی ایک ضد ایمان بھی ہے یعنی ایمان نہ رکھنا بھی استعجال ہے اوران کی جلد بازی عدم ایمان کی وجہ سے تھی اور عذاب وخروج امام علیہ الصلوات والسلام ساعۃ وقیامت وغیرہ کو مشکوک نگاہ سے دیکھ رہے تھے اور اللہ کے وعدہ برحق کو جھٹلا رہے تھے تو پھر فرمایا گیا۔

(13)

☆اللَّهُ الَّذِي أَنزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ()يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيد

اللہ وہ ہے جس نے کتاب کو حق اور میزان کے ساتھ نازل فرمایا ہے کسی کو کیا پتہ کہ شاید ساعۃ قریب ہو اور استعجال (جو ایمان کی ضد ہے) وہی لوگ کرتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو اس کا ''حرص ولالچ'' کرتے ہیں کیونکہ یہ برحق ہے اور جو لوگ ساعۃ کے بارے میں سرکشی کرتے ہیں وہ بدترین گمراہ ہیں۔

یہاں میں ایک وضاحت کرتا چلوں وہ یہ ہے کہ اکثر لوگوں نے مشفقون کے معنی ڈرنے والے کے کہے ہیں حالانکہ لغت میں شفق من الامر کے معنی ہیں حرص کرنا، لالچ کرنا۔شفق علی الشی کے معنی ہیں کسی چیز کا بخل کرنا یعنی (لالچ کرنا) اشفق علیہ کے معنی ہیں ڈرنا یعنی اشفق کے ساتھ ''علیہ'' ہو تو ڈرنا ہے اور اگر اشفق کے ساتھ ''منہ''

ہوتو پھر لالچ کرنا ہے یہاں ''مشفقون منہا'' آیا ہے مشفقون علیہا نہیں ہے اس لیے معنی ڈرنے کے نہ ہوں گے تمنا اور لالچ کے ہونگے دیکھئے المنجد اور جہاں ظالمین وغیرہ کے ساتھ یہ لفظ آئے تو معنی ہونگے کہ رحم کے امیدوار ہونا یا طلب رحم کرنا یا رحم کی بھیک کے طالب ہونے کے معنی میں آتا ہے جیسے۔

☆وُضِعَ الۡکِتَابُ فَتَرَی الۡمُجۡرِمِیۡنَ مُشۡفِقِیۡنَ مِمَّا فِیۡہِ

جہاں مومنین کے ساتھ یہ لفظ وارد ہوتا ہے وہاں پھر طلبگار رحمت کے معنی دیتا ہے جیسا کہ

☆إِنَّ الَّذِیۡنَ ھُم مِّنۡ خَشۡیَةِ رَبِّهِم مُّشۡفِقُونَ ......(المومنون)

ویسے عمومی معنی جو اس کے لیے جاتے ہیں ان میں دو مفاہیم کو اگر یکجا کرنا ہو جس میں طلب بھی ہو اور رحم کی امید بھی تو وہاں لفظ مشفق آتا ہے جس خوف میں طلب رحم کی اپیل ہو اس کے لیے لفظ مشفق آتا ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ

استعجال کے لفظ کے جملہ موارد کو دیکھنے سے جو بات سامنے آتی ہے اس کا ایک مختصر جائزہ لے لیں تو یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جہاں بھی استعجال کی مذمت فرمائی گئی ہے وہاں مومنین کو کہیں بھی مخاطب نہیں فرمایا گیا بلکہ ان لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے کہ جو ایمان نہیں رکھتے تھے اور یوم موعود کو فراڈ سمجھتے تھے۔

اگر عربی کے فقرے ہٹا کر بلا توقف سبھی عبارت کو پڑھا جائے تو یہ ایک مربوط عبارت نظر آتی ہے جو جملہ غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے کافی ہے آیات کے صرف نمبر دونگا۔

دیکھئے

1......کفار کہتے ہیں وعدہ توحید کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہوتو ابھی ابھی وہ دن ہمیں دکھادو؟ جواب ملتا ہے۔

2......وہ تو عذاب ہے شاید اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہوتم بے صبر کیوں ہوتے ہو؟ یادرکھو۔

3......جس کو تم ابھی ابھی چاہتے ہو وہ یوم موعود اچانک آجائے گا اللہ کے وعدے کے بارے میں جلد بازی نہ کرو۔

4......تمہیں خبر ہی نہ ہوگی کہ عذاب الٰہی تمہارے سر پر آن پڑے گا

5......اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

6......وہ کہتے ہیں حساب کے دن سے پہلے ہمارے حصے کا عذاب منگوادو

7......جواب ملتا ہے اے رسولؐ! یہ ضرور دیکھیں گے تم ان کی بک بک پر توجہ نہ دو

8......انہیں اس دن پر یقین نہیں ہے اسی لیے بے صبری کرتے ہیں اگر اللہ بھی ان کی عجلت پر عجلت کر دیتا تو یہ کب کے فی النار ہو چکے ہوتے مگر ہم نے انہیں مہلت دے رکھی ہے کہ جی بھر کے طغیانی وسرکشی کرلیں۔

9......اے میرے حبیب فکر مت کرو اور نہ ہی ان پر طلب عذاب میں جلدی کرو ہم ان کے دن گن رہے ہیں۔

10......ان پر ہونے والے عذاب کا ڈول بھر چکا ہے انہیں تو عجلت نہیں کرنا چاہیے تھی۔

11......کیونکہ اللہ کا امر تو آنے والا ہے یہ عجلت کیوں کر رہے ہیں ان کے دن

پورے ہونے والے ہیں۔

12 ...... وہ لوگ کہتے کہ یہ سب جھوٹ کا پلندہ ہے ان سے فرما دیں میں واضح سچائی پر ہوں لیکن عذاب الٰہی میرے اختیار میں نہیں ہے اگر عذاب موعود میرے اختیار میں ہوتا تو میں کب کا تمہارا صفایا کر چکا ہوتا میں رضا الٰہی کا پابند ہوں۔

13 ...... میں نے اپنا نفع نقصان خالق کو سونپ دیا ہے میں اب اس کا مالک نہیں ہوں ہاں ہر امت کے لیے ایک اجل مسمیٰ ہے جب کسی قوم کی ''اجل'' آ جاتی ہے تو آنے کے بعد اسے ٹالا نہیں جا سکتا پھر تو وہ نہ ایک ساعت آگے آ سکتی ہے نہ پیچھے کیونکہ یہ کسی امت کو اختیار نہیں دیا گیا عذاب بلانے اور ٹالنے کا۔ اختیار ظالمین کو حاصل نہیں ہے پھر حکم ہوتا ہے کہ انہیں یہ بھی بتا دو کہ عذاب رات یا دن کو آیا ہی چاہتا ہے تم خواہ مخواہ عجلت اور بے صبری کر رہے ہو ایمان تو لاتے نہیں جلدی کیسی تم تو مجرم ہو اور مجرم کے لیے طلب عدل سودمند نہیں ہے۔

ہاں جب واقع ہونے والا عذاب واقع ہو جائیگا تو تم بھی اس وقت ایمان لانا چاہو گے اس پر کہ جس پر استعجال کرتے تھے ہم بھی کہیں گے کہ تم تو خود اسے طلب کرتے تھے اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم اولوالعزم رسل کی طرح صبر کرو وہ لوگ تو گویا دیکھنے ہی والے ہیں تم بے صبری نہ کرو یاد رکھو وعدے کے دن سوائے فاسقین کے کوئی ہلاک نہ ہوگا اب اس عبارت کو غور سے دیکھیں اور سوچیں کہ یہ حکم کن لوگوں کو کن حالات میں ہے۔

ان آیات کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ جملہ کفار کو جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت پر شک ہے عذاب دنیا و عذاب قیامت و ساعت و جہنم پر جن کا بالکل ایمان

نہیں ہے یہ ساری گفتگو ان لوگوں سے ہو رہی ہے جو دشمن خدا و رسول وقرآن ہیں اور انہیں قرآن پہ اعتبار ہے نہ اللہ و رسول حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر۔ جب ذکر عذاب و یوم حساب آتا ہے تو بڑی بدتمیزی اور بے باکی سے کہتے ہیں اگر واقعی سچ ہے تو ابھی ابھی عذاب بلا کر دکھا دو جب رحمت کل کی طرف سے مہلت ملتی ہے تو کہتے ہیں سچے ہوتے تو کر کے دکھا دیتے۔

یہ مسئلہ

تاریخ تبلیغ انبیاء علیہ السلام کا سب سے بڑا مسئلہ یہ رہا ہے کہ جہاں بھی انبیاء علیہ السلام نے ایمان لانے کو کہا ہے کفار نے دیکھنے دکھانے کا تقاضہ کیا ہے مثلاً اللہ پر ایمان لانے کو کہا تو کفار نے دیکھنے دکھانے کا تقاضہ کیا، رسالت پر ایمان لانے کی بات ہوئی تو معجزات دیکھنے کا تقاضہ ہوا، اگر عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا تو عذاب دکھانے کا تقاضہ کر ڈالا مگر ان سب تقاضوں سے پہلے انکار ہوتا تھا دیکھنے دکھانے کا تقاضہ ہوتا تھا یعنی معجزات دکھانے کا تقاضہ یا قدرت خدا کے اظہار کا تقاضہ۔ ایمان لانے کے بعد برا نہیں یا ایمان لانے کی غرض سے برا نہیں جھٹلانے کی نیت سے مذموم ہے ورنہ قدرت خدا اور اطمینان قلب کے لیے خود انبیاء علیہ السلام نے مشاہدے کا تقاضہ کیا ہے جیسے جناب ابراہیم علیہ السلام نے مردے زندہ کرنے کے عمل کو بچشم خویش دیکھنے کا تقاضہ کر دیا تھا مگر اصل برائی ہے انکار اور جھٹلانے کی غرض سے تقاضہ کرنا یعنی پہلے کہنا کہ یہ تو ہے ہی غلط اگر سچ ہے تو کر کے دکھا دو مثلاً نوح علیہ السلام کا واقعہ دیکھیں قوم نوح علیہ السلام ان سے کہتی ہے تم نے ہمارے ساتھ خوب بحث و مجادلہ کر لیا ہے اب مجادلہ چھوڑ و۔

☆ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ

اگرتم سچے ہوتو جس عذاب کا تم نے وعدہ کیا ہے وہی لے آ ؤ''اگر'' کا لفظ بتا رہا ہے کہ وہ جھوٹا سمجھ رہے ہیں (نعوذ باللہ) ''اگر'' کی تعریف ہی یہی ہے کہ نفی میں آ ئے تو اثبات کے معنی دیتا ہے اثبات میں آ ئے تو نفی کے معنی دیتا ہے مثلاً اس جملے کو دیکھیں اگرتم سچے ہو یعنی جھوٹے ہو اسی طرح دوسرے آیات میں دیکھتے جا ئیں حقیقت کھلتی جا ئیگی۔

............☆☆............

www.khrooj.com

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 12

وعدہ الٰہی

www.khrooj.com

قارئین محترم!

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا وعدہ کیا ہے؟

اللہ نے ہر امت سے وعدہ عذاب وثواب فرمایا ہے اور ہر نبی کی زبانی امت تک یہ وعدہ پہنچا ہے ساتھ ہی آخری زمانے میں شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کا بھی وعدہ ہوا تھا اس میں مومنین کے ساتھ وراثت ارض وحکومت کا وعدہ تھا اور ظالمین کے ساتھ تلوار شرربار کا مزہ چکھانے کا وعدہ تھا (اس کی تفصیل کے لیے میری انگلش کتاب ''The Last Reformer of the world'' دیکھیں) اللہ نے وعدہ فرمایا لیکن کفار ومشرکین نے اس وعدے کو جھوٹ سمجھ کر جھٹلانے کی غرض سے طلب کیا اور وعدہ پورا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور مومنین نے ایمان لاکر اس وعدے کو پورا کرنے کی دعا کی ہے یعنی یوم وعدہ اور موعود چیز کو طلب کرنے والوں کے ہمیشہ دو گروپ رہے ہیں ایک کفار ومشرکین کا گروپ اور ایک مومنین ومسلمین کا گروپ کفار کا لب ولہجہ جارحانہ رہا ہے اور مومنین کا التجائیہ مثلاً کفار کہتے ہیں۔

(1)

☆ مَتَی هَــــذَا الْـوَعْـدُ إِن کُنتُمْ صَادِقِیْن تم اگر سچے ہوتو بتاؤ وعدہ کب پورا ہوگا؟ یعنی لب و لہجے اور انداز میں واضح شک اور بے ایمانی ہے پھر طنز اور تکذیب واضح طور پر نظر آ رہی ہے لیکن جب مومنین یہ عرض کرتے ہیں تو ان کا انداز یہ ہوتا ہے۔

(2)

☆ رَبَّـنَـا فَـاغْـفِـرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الأبْرَار رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَی رُسُلِكَ

یعنی مومنین جب طلب وعدہ کرتے ہیں تو اس طرح دعا کرتے ہیں اے ہمارے پالنے والے تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیوں سے درگزر فرما اور ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرما اور ہمیں وہ وعدہ دکھا جو تیری ذات سے رسولوں کے ذریعے ہم سے فرمایا ہے۔

یوم وعدہ اور ثواب موعود کو طلب کرنا اور انبیاء علیہم السلام نے امت سے جو ''وعدہ'' کیا ہے اس کے پورا کرنے کی تمنا مومنین بھی کرتے ہیں اور یوم موعود کو طلب کرنا جرم نہیں بلکہ سعادت ہے مگر بطرز کفار مذموم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ کافر اپنے لئے عذاب طلب کر رہا ہے اور مومن فرج وکشائش طلب کر رہا ہے، منکر برائے تکذیب اور عدم ایمان کی وجہ سے طلب کر رہا ہے اور مومن بوجہ شدت ایمان طلب کرتا ہے طلب دونوں کرتے ہیں مگر ایک اچھا ہے ایک برا ہے ایک کا فعل مستحسن ہے، ایک کا مذموم ہے اور اسی طرح جو دعا خود سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ذریعے تعلیم فرمائی گئی ہے اس کا انداز بھی یہی ہے۔

(3)

☆قُل رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ () رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

یعنی دعا بھی اس طرح کرو کہ اے رب ذوالجلال والاکرام جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے ہمیں دکھا اور جب دکھائے تو ہمیں قوم ظالمین میں شامل نہ فرمائے۔

یعنی دعائے تعجیل ہی نہیں ساتھ ہی اپنی نجات کی دعا بھی ہے تا کہ یوم وعدہ کو ظالمین میں شامل نہ کر دیا جائے کیونکہ یوم موعود میں ہلاکت صرف ہے ہی ظالمین و فاسقین کی اور مومنین کو تو وارث ارض بنا دیا جائیگا کیونکہ ان کے ساتھ تو اس طرح کا وعدہ ہوا ہے۔

(4)

☆وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً

صاحبان ایمان سے اللہ عزوجل کا وعدہ ہے کہ ان میں سے جو نیک اعمال کریں گے انہیں اس کرہ ارض پر اپنی خلافت و نیابت میں حکومت بخشے گا اور ان کا دین کے جو اللہ کا پسندیدہ دین ہے اس کے ساتھ انہیں کرہ ارض پر تسکین عطا کی جائیگی اور ان کے خوف کو امن میں بدل دیا جائیگا پھر اللہ کی عبادت میں ذرا بھر شرک باقی نہ رہے گا اور انہی صاحبان ایمان سے جو وعدہ فرمایا گیا ہے اس کی تقدیم و تاخیر کے بارے میں بھی وضاحت فرما دی ہے۔

(5)

☆أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُون

اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم آپ کو وہ یوم موعود دکھانے پر قادر ہیں کہ جن کا ہم نے (ان مومنین سے) وعدہ فرمایا ہوا ہے یعنی مشرکین یوم موعود میں تقدیم وتاخیر پر قادر نہیں ہم قادر ہیں کہ جب چاہیں گے لے آئیں۔مگر منافقین تو آپس میں اور طرح کی باتیں کرتے ہیں

(6)

☆وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُوراً

وہ منافقین جن کے دلوں میں ''مرض'' ہے وہ تو بکواس کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ (نعوذ باللہ) فراڈ ہے یہ وعدے کا مسئلہ انبیاء ورسل علیہ السلام کی تبلیغ کا ایک اہم مسئلہ رہا ہے اہل ایمان وعدے پر یقین کامل رکھتے ہوئے اس کے پورا ہونے کی دعا کرتے رہے ہیں اور کفار ومنافقین ہمیشہ اس پر بدگمانی کر کے استعجال کرتے رہے ہیں تو اصل جرم عدم ایمان ہے نہ کہ دعا کرنا اگر فرض کر لیا جائے کہ ہر موعود چیز کا طلب کرنا جرم ہے کیونکہ خالق نے وعدہ فرمایا ہے کہ وقت آنے پر پورا فرما دے گا تو اس طرح بیسیوں وعدوں کے باوجود ان کے بارے میں دعائیں موجود ہیں پھر ان سب ادعیہ کا پڑھنا اور دعا کرنا بھی جرم قرار پائیگا اس طرح مذہب وعقائد میں ہزاروں فسادات پیدا ہو جائیں گے مثلاً

اللہ عزوجل نے فرمایا ہے

(7)

☆وَفِیُ السَّمَاء رِزُقُکُمُ وَمَا تُوعَدُونَ

یعنی تمہارا رزق درحقیقت آسمانوں میں ہے جس کا تم سے وعدہ ہو چکا ہے کہ وہ ضرور ملے گا اب کتب ادعیہ اور کلام پاک میں ان الفاظ کو کیا کہیں گے جن میں وسعت رزق کی دعائیں ہیں اور بار بار آیا ہے☆اللھم ارزقنا اللھم ارزقنا اور عملی زندگی میں تو ہم صرف دعا ہی نہیں کرتے بلکہ حصول رزق کے لیے دن رات ایک کر رہے ہیں سارا سارا دن زمینوں کا جگر چیر کر، دن رات دکانوں پہ بیٹھ بیٹھ کر، رات دن فیکٹریز میں محنت کر کے رزق بڑھانے میں مصروف ہیں بلکہ زمینوں وغیرہ میں کھاد اور دیگر کیمیکلز ڈال کر، ادویات چھڑک کر رزق چھیننے میں مصروف ہیں تو کیا یہ رزق موعودہ کے بارے میں استعجال نہیں ہے؟

اسی طرح اللہ نے مومنین سے جنت کا اور غیر مومنین سے عذاب جہنم کا وعدہ فرمایا ہوا ہے اسی کے ساتھ مومنین کو یہ دعا کرنے کا حکم بھی ہے۔

(8)

☆ رَبَّنَا آتِنَا فِیُ الدُّنُیَا حَسَنَةً وَفِیُ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا عذابِ نار کا وعدہ مومنین سے ہے اگر مومنین سے ہے اور اس دعا سے ان کے بچنے کا امکان ہے تو پھر دعا سے ''وعدے'' کا بدلنا بھی ثابت اور عذاب کا دعا کی وجہ سے ٹلنا بھی ثابت ہے بصورت دیگر اس وعدہ عذاب کو مطلق سمجھا جائے اور اسے صرف کفار ہی کے لیے مان لیا جائے تو مومنین کو اس دعا کے

کرنے کا حکم ہی بے سود ہے کیونکہ ان سے تو وعدہ عذاب ہے ہی نہیں یہ تو وہی بات ہے کہ تلوار چلانا ہو بکر پر اور بچاؤ پکارے زید تو ماننا پڑے گا کہ دعا کو عذاب ٹالنے میں مدخلیت حاصل ہے جیسا کلام مقدس سے بھی ثابت ہے قوم جناب یونس علیہ السلام نے وعدہ عذاب کو بہ نظر یقین قبول نہ کیا اور اللہ کے نبی کو جھٹلایا اور کہا۔

(9)

☆وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ () قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ

اگر تم سچے ہو تو بتاؤ وعدہ عذاب کب پورا ہوگا تو خالق نے فرمایا ان سے فرمادو جب وہ دن آئیگا تو تم اسے ایک ساعۃ آگے پیچھے نہ کرسکو گے بات طے ہوگئی کہ ایک ساعۃ آگے پیچھے کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے پھر وعدے کا دن مقرر ہوا کہ فلاں دن کو فلاں وقت عذاب آجائیگا۔

(10)

☆إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ

کے الفاظ بتا رہے ہے کہ وہ صبح وعدہ آ گئی جس دن کے عذاب نہ ٹلنے کا مکمل وعدہ ہے مگر ہوا کیا جناب یونس علیہ السلام نے قوم کو چھوڑ دیا آثار عذاب دیکھ کر ایک عالم روبیل نے قوم کو جمع کیا اور عذاب کے ٹلنے کی دعا کی اور وہ عذاب ٹل گیا۔

اب خود سوچیں کہ فیصل شدہ بات میں اپیل کی گنجائش کہاں سے نکل آئی ہے تو ثابت ہوا عذاب موعودہ کو ٹالا جا سکتا ہے کیونکہ یہاں وعدہ عام آدمی سے نہیں تھا ایک نبی سے تھا اور وعدہ کرنے والا عام انسان نہ تھا خود رب ذوالجلال والاکرام تھا مگر

عذاب کو دعا کے ذریعے ٹالا گیا۔
ماننا پڑے گا کہ کفار و مشکرین یوم وعدہ کو آگے پیچھے نہیں کر سکتے اگر وہی لوگ ایمان لائیں اور مومن بن کر دعا کریں تو پھر تقدیم و تاخیر کر سکتے ہیں۔
اس ساری بحث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ استعجال کے معنی وہ نہیں جو ہمارے مہربان لیتے ہیں بلکہ استعجال کے معنی یہ ہیں کہ ایمان نہ رکھتے ہوئے از روئے طنز و تضحیک جلدی طلب کرنا۔
مختصر الفاظ میں سابقہ بحث کا نتیجہ پیش کر دوں استعجال صبر کی ضد ہے اور دعا منافی صبر نہیں ہے استعجال ایمان کی ضد ہے جس کے معنی کفر و شرک کے ہونگے اور دعا نہ منافی صبر ہے نہ داخل استعجال تو پھر عجل اللہ فرجہ کہنے سے کوئی مجرم کیسے بن سکتا ہے۔
اگر دعائے تعجیل فرج کو منافی صبر مان لیں تو اس طرح سینکڑوں ادعیہ جو مستند طریق سے آئمہ اطہار علیہ السلام سے مروی ہیں اور معتبر کتب میں مرقوم ہیں ان سب سے انکار کرنا پڑے گا جو سراسر کفر و طغیانی ہے اس پہ آئندہ بحث کرونگا۔
مقام دعا اور صبر کے ضمن میں کئی آیات پیش کر چکا ہوں کہ خالق کی بارگاہ میں عرض کرنا منافی صبر نہیں اور داخل استعجال نہیں کیونکہ دعا کا ایک علیحدہ مقام ہے اور انتظار میں دعا کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے انتظار کے بارے میں بیسیوں احادیث موجود ہیں کہ انتظار جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے یا اس سے بھی بہتر ہے جیسا کہ شیخ صدوق اپنی کتاب غیبت میں لکھتے ہیں۔

☆کان کالضارب بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بالسیف

یعنی انتظار کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے تاجدار انبیاءصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے جہاد

بالسیف میں مصروف ہو۔

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ

☆المنتظر لامرنا کالمتشحط بدمه فی سبیل الله

کہ منتظر جو مصروف انتظار ہے ایسا ہے جیسے راہ خدا میں شہید اپنے خون میں لوٹ رہا ہو۔

کتاب الخصال اربعمائۃ

☆قال امیر المومنین علیہ السلام انتظروا الفرج ولا تیاسو من روح الله فان احب الاعمال الی الله عزوجل انتظار الفرج و قال الاخذ بامرنا معنا غداً فی حظیرة القدس و المنتظر لامرنا کالمتشحط بدمه فی سبیل الله

شہنشاہ اوصیاء علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا انتظار فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام کرو اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے یعنی ناامید ہو کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے کیونکہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل انتظار فرج ہے اور انتظار کا حامل حظیرہ قدس میں ہمارے ساتھ ہوگا اور انتظار کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے شہید اپنے خون میں لوٹ رہا ہوتا ہے۔

☆قال ابا عبدالله علیہ السلام منتظر لهذا الامر کمن هو مع القائم و عجل الله فرجه فی فسطاطه قال ثم سکت هنئية ثم قال لا بل کمن قارع معه بالسیف ثم قال لا والله کمن استشهد مع رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم

اس فرمان میں جملہ پہلو فرما دیئے ہیں ایک یہ ہے کہ جو انتظار میں مصروف ہے گویا

www.khrooj.com

سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خیمہ میں موجود ہے دوسرا یہ کہ وہ سرکار علیہ الصلوات والسلام کے لشکر میں جہاد بالسیف میں مصروف ہو تیسرا یہ کہ منتظر ایسا ہے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے شہید ہو رہا ہو۔

میرا مقصد یہ ہے کہ جہاد اور انتظار کو ایک جیسا قرار دیا گیا ہے یعنی ''انتظار'' زمانہ غیبت کا جہاد بالسیف ہے اور اسے جہاد سے مثال ایک مرتبہ نہیں بلکہ 125 احادیث میں دی گئی ہے اب انتظار کو جہاد مان لیا تو پھر دعا کے بارے میں دیکھنا پڑے گا کہ یہ کیا ہے؟

تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

☆الدعا سلاح المومنین و عمود الدین

یعنی دعا مومن کا اسلحہ ہے اور دین کا ستون ہے

☆الدعا ترس المومنین ومتی تکثر قرع الباب یفتح لك

دعا مومن کی سپر یعنی ڈھال ہے جب بار بار دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا تو تمہارے لیے کھل جائیگا۔

آقا سید الساجدین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆ان الدعا یرد البلاء

دعا مصائب و آزمائش کو رد کرنے والی ہے

آقا امام محمد باقر علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆افضل العبادۃ الدعا

یعنی دعا افضل ترین عبادت ہے

سرکار امام صادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆الدعا انفذ من السنان الحدید

یعنی دعا آہنی نیزے سے زیادہ نفوذ پذیر ہے

امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆علیکم بسلاح الانبیاء علیهم السلام فقیل وما سلاح الانبیاء قال الدعا

فرمایا تمہارے لئے انبیاء علیہ السلام کا اسلحہ موجود ہے پوچھا گیا کہ وہ اسلحہ اور ہتھیار کونسا ہے تو فرمایا کہ وہ دعا ہے۔

اب آپ نے آئمہ طاہرین علیہم الصلوات والسلام کے فرامین میں دیکھ لیا کہ انتظار جہاد فی سبیل اللہ ہے اور دعا اسلحہ یعنی تلوار و نیزہ وغیرہ ہے اور انبیاء علیہ السلام کے پاس یہی ہتھیار تھا اب کوئی بھی صاحب عقل جہاد بغیر ہتھیار کا تصور بھی نہیں کر سکتا جب بھی جہاد کا نام آئے گا سیف و سنان و سپر کا خیال ضرور آئے گا کیونکہ ہتھیار جہاد کا لازمہ ہیں جس طرح ہتھیار لازمہ جہاد ہیں اسی طرح دعا لازمہ انتظار ہے مجاہد کو جہاد پر بھیجنا اور اسباب و آلات جہاد سے محروم کرنا ناانصافی ہے اور خلاف عقل و عدل ہے پھر جس طرح انتظار کو افضل عبادت قرار دیا گیا ہے اسی طرح دعا کو بھی افضل العبادت قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں جس طرح انسان اسلحہ سے دشمن کے وار رد کرتا ہے اسی طرح دعا سے بلا و مصیبت در انتظار کے وار رد کئے جا سکتے ہیں اب کون ہے جو دعا کو انتظار کی حدود سے باہر نکال سکتا ہے جیسے علم و عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے اسی طرح دعا و انتظار کا بھی چولی دامن کا ساتھ ہے۔

قارئین! آپ قرآنی آیات کی روشنی میں صبر اور استعجال کے معنی دیکھ چکے ہیں کہ دعا صبر کے خلاف نہیں کیونکہ جملہ انبیاء علیہ السلام صابر بھی تھے اور دعا بھی کرتے تھے استعجال سے منع ہر مقام پر صرف ان لوگوں کو فرمایا گیا ہے جو بار بار تقاضہ کرتے رہتے ہیں کہ قیامت، ساعت، خروج، عذاب ان چیزوں کو ابھی واقع کر دو یا جو وعدہ عذاب خالق نے کیا ہے یا حق کی فتح کا وعدہ ہے اسے ابھی ابھی پورا کرو یعنی دراصل وہ لوگ تکذیب کر رہے تھے کہ نہ قیامت ہے، نہ عذاب ہے، نہ خروج ہے، نہ فتح ہے وہ ان سب کے منکر ہو کر تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت پر میلی نگاہ کر رہے تھے انہیں فرمایا گیا کہ صبر کرو جلد بازی کیوں کرتے ہو ابھی ہو جائے گا تمہیں پتہ چل جائیگا وغیرہ وغیرہ اور خالق بار بار فرما رہا ہے کہ ان لوگوں کو ساعۃ اور عذاب قیامت پر ایمان نہیں یہ تو صرف اشتعال انگیزیاں کرتے پھرتے ہیں اگر خالق بھی ان کی طرح مشتعل ہو جائے تو پھر ان کا کیا بچے گا۔

اب جو لوگ دعائے تعجیل فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام کرتے ہیں ان کا فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام پر مکمل یقین ہے، کامل ایمان ہے اس لئے ان آیات استعجال کا ان پر اطلاق کرنا سراسر عقل دشمنی ہے اور خلاف قرآن ہے کیونکہ اللہ نے مومنین سے علیحدہ وعدہ فرمایا ہے اور ظالمین و کافرین سے علیحدہ۔ مومنین سے وعدہ حکومت آل محمد علیہم الصلوات والسلام ہے اور مشرکین و ظالمین سے وعدہ عذاب الٰہی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی آیت میں برا ظالمین کو کہا جائے اور یہاں ثابت مومنین کو کیا جائے اشتعال انگیزی سے منع ظالمین کو کیا جائے اور مومنین کی فریاد کو اشتعال انگیزی شمار کر لیا جائے، وارننگ دشمن کو دی جائے اور سمجھ دوست کی طرف جائے۔ یہ سب

باتیں عقل وعدل وقرآن وتفسیر کے خلاف ہیں خاص طور پر جب مومنین کو مانگنے کی دعوت بھی دی جائے اور ادعیہ میں آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام نے خود تعلیم دعا دی ہو پھر دعا کرنے والوں کو منکرین کی صف میں کھڑا کرنا کونسی عقلمندی ہے۔

سورہ المومنون میں خود یہ تعلیم الٰہی موجود ہے کہ دعا کرو کہ خالق اگر تو ہمیں یوم موعود دکھائے تو ہمیں ظالمین میں سے قرار نہ دینا کیونکہ ظالمین کے لیے وہ دن عذاب کا دن ہے۔

سورہ زخرف کی آیت نمبر 42 میں خالق کا یہ دعویٰ موجود ہے کہ وہ یوم موعود تمہیں دکھانے پر قادر ہیں (دکھانے اور قدرت کا تعلق یہ ہے کہ جب چاہیں وقت کی قید نہیں) ہاں کفار اس عذاب کے دن کو ایک ساعت آگے پیچھے نہیں کر سکتے۔

پھر میں نے لفظ عجل اللہ فرجہ پر کئی ایک حوالے سپرد قلم کئے ہیں کہ خود آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام نے اس دعا کی تعلیم دی ہے۔

اگر یہ دعا داخل استعجال ہوتی تو اس قدر کثیر تعداد میں ادعیہ اس موضوع پر نہ ملتیں بلکہ خود امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دست مبارک سے لکھی ہوئی توقیع مبارک میں بھی دعائے تعجیل فرج دکھائی ہے اگر اتنے حوالوں کے بعد بھی ہمارے دوست لفظ استعجال کی دم تھامے رہیں تو اس ضد کا علاج نہیں ہے۔

اتنے حوالوں کے باوجود بھی کوئی شخص یہ کہے کہ استعجال کے معنی عجلت ہی ہیں اور دلیل میں استعجال کے اصل مادہ ہی کو بنیاد بنائے کہ استعجال کا اصل مادہ عجل ہے لہٰذہ عجل کے جملہ صیغوں میں بنیادی معنی عجلت ہی ہوں گے تو اس غلط فہمی کو بھی رفع کرنا ضروری سمجھتا ہوں عربی قوانین لسان سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مادہ

جب دیگر حالتوں میں تحلیل ہوتا ہے تو بنیادی معنی سے دور ہوتا چلا جاتا ہے مثلاً

☆قبل تقبل مقبول قابل اقبال استقبال

یہاں کسی ایک میں بھی اصل مادے کے معنی موجود نہیں ہیں ایک اور مثال

☆نظر تنظیر منظور ناظر انظار انتظار استنظار

حصل تحصیل محصول ما حصل احتصال استحصال

ان چند مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ الفاظ کے لیے مادے کے معنی سے وابستہ رہنا ضروری نہیں ہے جیسے قبل سے استقبال کے معنی وابستہ نہیں ہیں حصل سے استحصال کے معنی وابستہ نہیں اسی طرح عجل سے استعجال کے معنی وابستہ نہیں ہیں۔

حکمِ انتظار

محترم قارئین ! یہ بات بھی واضح کردوں کہ قران مقدس میں انتظار کا حکم کہیں بھی مومنین کو نہیں ہے بلکہ ظالمین کو ہے مگر احادیث میں مومنین کو حکم دیا گیا ہے

اس طرح مومنین اور ظالمین دونوں کو حکم انتظار ہے معنی جدا جدا ہیں کہ ظالم و کافر ہو کر انتظار نہیں کرنا مومن بن کر انتظار کرنا ہے اس طرح استعجال سے بھی کفار کو منع کیا گیا ہے نہ کہ مومنین کو۔

صرف حدیث میں مومنین کو استعجال سے منع کیا گیا ہے تو معنی یہاں بھی جدا جدا ہوں گے تو اس طرح مومنین کے انتظار کی وضاحت اور مومنین کے استعجال کی وضاحت حدیث سے ملے گی نہ کہ قران پاک سے۔

اگر صرف کلام الٰہی کو دیکھا جائے تو حکم انتظار اور نہی استعجال صرف کفار تک محدود ہو جاتی ہے مگر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ انتظار تو کافر کرتے ہیں مومنین کو حکم ہی نہیں ہے

www.khrooj.com

اس کے باوجود وہ لوگ مفردات راغب اصفہانی اور یو ایس مسیح کی المنجد یا منتہی الادب یا قاموس کو نہ چھوڑیں تو پھر ذرا اصول کافی کی کسوٹی پر ان آیات کو پرکھ لیتے ہیں۔

اصولِ تفسیر

اصولِ تفسیر یہ ہے کہ اگر لغوی معنی سے قران میں تناقض پیدا ہوتا ہے یا (نعوذ باللہ) توہین خدا و رسول و انبیاء علیہ السلام واہلبیت العظام علیہم الصلوات والسلام ہوتی ہو تو پھر ان کے ثانوی معنی لئے جاتے ہیں تبادر علامت حقیقت قرار نہیں دیا جاتا بلکہ تاویل کر لی جاتی ہے تاکہ خدا و رسول و آل رسول و انبیاء علیہم الصلوات والسلام پر حرف گیری نہ ہو جس کا ثبوت پیش کرتا ہوں۔

قرآن کریم میں جناب یونس علیہ السلام کا قول ہے

☆لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

یہ آیہ کریمہ مسلمانوں کے ہر بچے کو یاد ہے اس میں اقرار جناب یونس علیہ السلام ہے کہ میں ظالمین میں سے تھا

جناب موسیٰ علیہ السلام کا قول ہے

☆وَاِن كُنتُ مِنَ الظَّالِيْنَ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں ہے

☆لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

ایک اور آیت میں ہے

☆وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى

www.khrooj.com

جناب آدم علیہ السلام کے بارے میں ہے

☆وَعَصَی آدَمُ رَبَّہُ فَغَوَی

خود خالق کائنات کے بارے میں ہے کہ

☆وَمَکَرُواْ وَمَکَرَ اللّہُ وَاللّہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ

ایک اور آیت میں ہے

☆وَأَکِیْدُ کَیْداً

ایک اور آیت میں ہے

☆اللّہُ یَسْتَہْزِءُ بِہِمْ

بہت سی آیات ہیں بہت سے الفاظ ہیں کون کون سے حوالے پیش کروں مگر ان باتوں کو ہر شخص جانتا ہے کہ ظلم کے معنی کیا ہیں اور ☆لا ینال عهد الظالمين کی روشنی میں اس آیت کا مطلب کیا نکلے گا ضال کے معنی کیا ہیں اور

☆صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنعَمتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِ المَغضُوبِ عَلَیْہِمْ وَلاَ الضَّالِّیْنَ

کی روشنی میں اس کے کیا معنی ہونگے ذنب کے معنی کیا ہیں؟

☆فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِہِمْ فَسُحْقاً لِّأَصْحَابِ السَّعِیْرِ

کی روشنی میں دیکھیں کہ کیا حاصل ہوتا ہے لفظ عصٰی کو

☆فَعَصَی فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاہُ

کی روشنی میں دیکھیں کیا معنی نکلتے ہیں اور غویٰ کے معنی

☆قَالَ لَہُ (فرعون) مُوسَی إِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ

کی روشنی میں دیکھیں کیا عقیدہ اخذ ہوتا ہے اور لفظ مکر کو

☆فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِيْنَ

کی روشنی میں دیکھیں اور پھر سوچیں کہ خالق کے بارے میں کیا تصور پیدا ہوتا ہے اور لفظ کید کو دیکھیں۔

☆فَأَرَادُوا بِهِ كَيْداً فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِيْنَ

لفظ کید کو دیکھ کر فیصلہ کریں کہ خالق کی کیا تصویر کشی ہوتی ہے تو انہی الفاظ کو دیکھ کر یا ان جیسے دیگر بہت سے الفاظ کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ جو لفظ بھی موصوف کے شایان شان نہ ہو یا جس سے قرآن کے مسلمات کی تکذیب لازم آتی ہو یا خدا ورسل کے خلاف ہوتے ہوں ان کی تاویل کرلو یا ثانوی معنی از لغت لے لو یا اقسام بنالو اس کلیے کے تحت

اگر لفظ استعجال کے لغوی معنی لئے جائیں تو اس سے کئی برائیاں سامنے آتی ہیں

نمبر 1 ......مومنین کو مشرکین کی صف میں کھڑا کرنا پڑے گا۔

نمبر 2 ......آئمہ اطہار علیھم الصلوات والسلام کے فرامین کے ایک بڑے ذخیرے کو خود ساختہ ثابت کرنا پڑے گا اور انہیں نعوذ باللہ جھوٹا ماننا پڑیگا۔

نمبر 3 ......اور اس طرح خاندان تطہیر علیھم الصلوات والسلام اور خصوصاً شہنشاہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے فرامین کی نعوذ باللہ تکذیب کرنا پڑے گی جو ظلم ہی نہیں کفر ہے۔

اس صورت میں صرف ایک ہی راستہ بچ جاتا ہے کہ یا اس لفظ کی تاویل کریں یا ثانوی معنی قبول کریں یا پھر اتنا بڑا جرم قبول کریں یا پھر دوسرا راستہ اختیار کریں کہ اس طرح کلام پاک کی تصدیق کے ساتھ رسول وآل رسول علیھم الصلوات والسلام کی تصدیق بھی ہوجاتی ہے اور دونوں ثقل کو اپنا صحیح مقام مل جاتا ہے نہ قرآن کی تکذیب

www.khrooj.com

کا جرم سر پہ لینا پڑتا ہے اور نہ ہی آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی تکذیب کا (نعوذ باللہ) تو اس امر کے لیے لازماً ہمیں لغت کے ثانوی معنی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا یا اقسام بنانا پڑیں گے یا پھر ایک ایسی اصطلاح وضع کرنا پڑے گی جس کی تعریف میں نہ قرآن متاثر ہو، نہ کلام قرآن ناطق متاثر ہو اور یہ حقیقت ہے کہ اس میں بھی لغت ساتھ دیتی ہے۔

فی الحال ہم لغت ہی سے پوچھ لیتے ہیں ہمارے سامنے المنجد ہے جو کتب خانہ دارالاشاعۃ مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی سے شائع ہوئی ہے اس میں ہم اپنے مطلوبہ لفظ کے معانی تلاش کرتے ہیں

عجل ......سبقت کرنا، برانگیختہ کرنا

اعجلہ ......سبقت کرنا، برانگیختہ کرنا

استعجلہ ...... برانگیختہ کرنا، جلدی کرنے کا حکم دینا، سبقت کر کے آگے بڑھنا

عجل بہ الامر...... دیر سمجھ کر پہلا کام چھوڑ کر دوسرا کام شروع کر دینا

العاجل العجل العجل ......جلد باز

تو آپ نے دیکھا کہ لفظ عجل اعجلہ استعجلہ العاجل العجل العجل وغیرہ کے معنی میں مسلسل برانگیختہ کرنا آ رہا ہے یعنی اشتعال دلانا چڑانا اور لفظ عجل کسی کے بارے میں وارد ہوتا ہے تو عجل بہ الامر کی صورت میں یہ معنی ہیں کہ دیر اور تاخیر سمجھ کر ایک کام چھوڑ کر دوسرا کام شروع کر دینا۔

اب کسی کا دماغ خراب ہے کہ وہ قرآن کی تکذیب کا ارتکاب کرے یا نعوذ باللہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کی تکذیب کا کفر اپنے سر لے لے۔ ان باتوں سے

www.khrooj.com

بچنے کا واحد راستہ وہی ہے کہ جو قرآن سے بھی ظاہر ہے اور احادیث سے بھی ثابت ہے کہ اللہ کا امر آچکا ہے تم استعجال کیوں کرتے ہو؟ خواہ مخواہ برانگیختہ کیوں کرتے ہو؟ چڑاتے کیوں ہو؟ اعتبار نہیں تو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

مومنین کو اس طرح حکم ہوگا کہ تم انتظار کو چھوڑنا کیوں چاہتے ہو اللہ کا امر آچکا ہے یعنی آنے والا ہے۔

العاجل العجل العجل کے معنی ہیں جلد باز یعنی استعجال ہوگا جلد بازی اور جلد باز کے معنی اردو لغت میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

یعنی کسی چیز کی حقیقت معلوم کئے بغیر پیچھے چل پڑنے والا بھی جلد باز ہوتا ہے۔

اب احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ ساٹھ 60 جھوٹے مدعی مہدویت ہونگے اور جلد باز لوگ ان کے پیچھے ہو جائیں گے مہدویت کے جھوٹے دعوے داروں کے پیچھے بلا تحقیق حقیقت چلنا اور انتظار و دعا کو چھوڑ دینا جلد بازی نہیں تو کیا ہے۔

پھر استعجال کے معنی ہیں سبقت کرنا یعنی خروج امام علیہ الصلوات والسلام سے پہلے خروج کر لینا بھی استعجال ہے اور شیعہ مسلمات میں سے ہے کہ جہاد وقت کے امام کے اذن کے بغیر حرام ہے امام علیہ الصلوات والسلام کے اعلان جہاد یا اذن جہاد سے پہلے جہاد کرنا ان پر سبقت کرنے کے مترادف ہے اس لئے استعجال سے منع فرمایا گیا ہے کہ جلد بازی اور سبقت کرنے والا ہلاک ہو جائے گا۔

ان دلائل کے بعد بھی اگر ہمارے دوستوں کا تقاضہ ہو کہ ہم تو قرآن کی آیات سے بالکل ملتے جلتے احادیث کے سوا ہر حدیث کو مجعولہ اور خود ساختہ سمجھتے ہیں حدیث کی کسوٹی قرآن ہے جو اس سے متصادم ہو وہ حدیث وضعی ہے اور جو اس کے مفہوم کو

ادا کر رہی ہو وہ حدیث سچی ہے۔ایسی ہی کوئی حدیث قرآن سے ملتی ہوئی دکھاؤ؟

جواب

اس کی دو صورتیں ہیں اگر بالکل اسی مضمون کی حدیث ہو تو پھر اس کے بیان کا فائدہ ہی کیا ہے جبکہ آیت موجود ہے اگر اس سے اختلاف کرتی ہے تو پھر بھی فائدہ کیا ہے کیونکہ قرآن سے متصادم حدیث جعلی ہے لہٰذہ حدیث کے وجود ہی کو ختم کر دینا چاہیے اس کلیے کا انجام کیا ہوگا خود سوچ لیں دوسری بات یہ ہے کہ اس بات کے دعوے دار لوگ ہمیشہ اپنی رائے اور قیاس پر چلتے ہیں اگر ان کی اپنی رائے اور عقیدے کے مطابق آیت اور حدیث ہو تو مان لیتے ہیں ورنہ آیت کی تاویل اور حدیث کی تکذیب کر دیتے ہیں جس کا ثبوت ابھی حاضر ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ کون آیت اور حدیث کو یکجا سمجھ کر اس عقیدے کو اپناتا ہے۔

☆یَوۡمَ یُکۡشَفُ عَن سَاقٍ وَیُدۡعَوۡنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا یَسۡتَطِیۡعُون ......(سورہ قلم پارہ29)

کہ جس دن پنڈلی کو کھولا جائے گا اور سجدے کی طرف سب کو بلایا جائے گا پس وہ سجدہ کی استطاعت نہ پائیں گے۔

اب اسی مضمون کی حدیث دیکھئے

☆عن ابی سعید رضی الله عنه قال سمعت النبی صلی الله علیه و آله وسلم یقول یکشف ربنا ساقه فیسجدو له کل مومن و مومنة ویبقی من کان یسجد فی الدنیا ریاء او سمعة فیذهب ویسجد فیعود ظهره طبقا واحداً

(بحواله بخاری شریف کتاب التفسیرن والقلم پاره20 صفحه 75مولوی وحید الزمان)

www.khrooj.com

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرا پروردگار اپنی پنڈلی کھول دے گا ہر ایک صاحب ایمان مرد و عورت اسے دیکھ کر سجدے میں گر پڑیں گے مگر وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں لوگوں کو دکھلانے اور سنانے کے لیے سجدہ اور عبادت کرتے تھے ان کی نیت ریا کی تھی وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پیٹھ اکڑ کر ایک تختہ بن جائے گی اور وہ سجدہ نہ کرسکیں گے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاتھ، پاؤں، ناک، آنکھ، چہرہ، پہلو وغیرہ قرآن اور احادیث صیاح ستہ سے ثابت کیے جاسکتے ہیں مگر پھر بھی قرآن پرستی کے دعوے دار اسے قطعاً تسلیم نہیں کریں گے آخر کیوں؟

اس کیوں کا جو جواب ہوگا وہی ہمارا جواب برائے تاویل استعجال سمجھ لیا جائے تو تب بھی جائے انکار باقی نہ رہے گی لہٰذہ اس ساری بحث کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہی راستہ صراط مستقیم ہے کہ جو قرآن اور فرمان کے مابین ہے، سینکڑوں ادعیہ موجود ہیں سینکڑوں احادیث موجود ہیں، قران خود استعجال کی وضاحت اور صبر کی تشریح کر رہا ہے، لغت معاونت کر رہی ہے پھر کونسی چیز مانع ہے اگر پھر بھی استعجال کے خودساختہ معنی پر قائم رہنا ہے تو پھر ایک مہربانی کریں کہ کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث ضعیف سے ضعیف کتاب سے دکھا دیں کہ خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام سے کسی نے اس طرح واضح حکم دیا ہو کہ دعائے تعجیل فرج نہ کرو جیسے ہم نے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کا فرمان دکھایا ہے جو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی توقیع مقدس میں موجود ہے۔

☆واکثروا الدعا بتعجیل الفرج فان ذالك فرجکم

فرمایا تم کثرت سے دعائے تعجیل فرج کرو اسی میں تمہاری کشائش بھی ہے یا جیسا کہ جناب احمد بن اسحاق قمی الاشعری جو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے قم کے نائب بھی تھے انہیں جب جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کروائی تھی تو فرمایا تھا۔

☆واللہ لیغیبن غیبۃ ولا ینجوا فیھا من الھلاکۃ الا من ثبتہ اللہ علی القول بامامۃ و وفقہ (فیھا) للدعاء بتعجیل فرجہ ......(اکمال الدین ص384 باب38)

فرمایا خدا کی قسم ہمارے اس لخت جگر کے لیے ایک غیبت ہے اور اس دور غیبت میں کوئی بھی ہلاکت سے نجات نہ پاسکے گا سوائے اس شخص کے جس میں یہ دو باتیں ہونگی۔

ایک تو وہ جو میرے اس لخت جگر کی امامت پر ثابت قدم رہے گا اور ساتھ ہی خالق جسے دعائے تعجیل فرج کی توفیق عطا فرمائیگا۔

ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی بھی شخص کتب ماخذ میں سے ایک بھی ایسی حدیث پیش نہ کرسکے گا کہ جس میں لفظ دعا بھی موجود ہو اور تعجیل فرج کی منع بھی ہو۔

میرے ایک مہربان نے فرمایا ہے کہ کس کی فرج وکشائش کی دعا کریں خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام تو آباد وشاد ہے، کائنات پہ ان کی حکومت ہے، رزق موت حیات صبح وشام وہ تقسیم کررہے ہیں یعنی وہ تو جنت اور دنیا میں حکومت اور اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہیں ہم کس کی آبادی کی دعا کریں۔

میں کہتا ہوں بھائی صاحب بات معقول ہے واقعات کربلا کو صدیاں گزر چکی ہیں

شہدائے کربلا جنت میں مزے لوٹ رہے ہیں خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کی حکومت چل رہی ہے اوران کے دشمن مرکھپ کر جہنم کے ابدی عذاب میں مبتلا ہیں بلکہ ان دشمنوں کی بیسیوں پشتیں جہنم رسید ہو چکی ہیں اور باقی ماندہ جہنم میں چلے جائیں گےاور پیدا ہونے والے آخر مریں گےاور جہنم میں جائیں گے، دشمن سزا کو پہنچ چکا ہے، دوست جزا کو پہنچ چکا ہے پھر ہم یہ مجالس عزا کیوں بپا کرتے ہیں؟ ماتم کرکر کے زنجیر، چاقو، چھری، بلیڈ مار مار کر دن رات سینہ کوبی کرکر کے ہم اپنا ناس کیوں مار رہے ہیں؟ جن کورو رو کے ہمارا برا حال ہے وہ مزے اڑا رہے ہیں پھر یہ کیا ہے؟ پھر یہ عزاداری اس بددعا کا نتیجہ تو نہیں جو معظّمہ کونین شریکۃ الحسین صلوات اللہ علیھا نے کوفیوں کو دی تھی کہ اے اہل مکر وغدر وخذل تمہاری آنکھیں ہمیشہ برستی رہیں، تمہارے آنسو کبھی نہ تھمیں ......الخ

کیا یہ عزاداری اسی بددعا کا نتیجہ ہے؟

اگر ان حالات میں عزاداری اور ماتم وگریہ و زنجیر زنی وقمہ زنی جائز اور باعث ثواب ونجات ہے تو پھر اس گھر پاک کو دعا دینا کیسے ایمان سے خارج کرسکتا ہے؟

یہ اربوں روپے عزاداری پہ تباہ ہو رہے ہیں اگر خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام خوش باش آباد وشاد ہیں تو ہمارے یہ نقصان کون پورے کرے گا یا یہ ہماری حماقت کب تک جاری رہے گی چلو اسے تو بند کروانے کی عقلمندی کوئی کرے؟

لیکن یہ یاد رکھیں کہ یہ دلائل جو آپ نے دیئے ہیں ان کا نتیجہ صرف عزاداری پر مرتب نہیں ہوتا بلکہ معاملہ بہت آگے چلا جائے گا یعنی اپنے دلائل کو ایک بار پھر اچھی طرح دیکھ لیں کہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام تو آباد وشاد ہے، حکومت کر رہا ہے

www.khrooj.com

خوش باش ہے ہم ان کے لئے دعا کیوں کریں؟

تو بھائی صاحب یہ اگر سچ ہے تو پھر ان کے دشمن جہنم میں سزا میں مبتلا ہو چکے ہوں گے اب جزا و سزا کا عمل تو ہو چکا ہے پھر انتظار کس کا ہے جو زندہ ہیں یہ بھی آخر مر جائیں گے اور مرنے والے دوست آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی غائبانہ حکومت میں داخل ہو جائیں گے اور مرنے والے دشمن عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جائیں گے اور ابدالاباد تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا پھر قیامت کی کیا ضرورت ہے سب کو ایک میدان میں بلا کر پھر حساب لیا جائے اور پھر جہنم میں ڈالا جائے سزا و جزا یہی کام تو پہلے سے انجام پا چکا ہے۔

پھر مزے کی بات یہ ہے کہ معاد پر جو اعتراض ہوتے ہیں وہ سبھی اس دلیل پر زیادہ مستحکم طرح سے وارد ہوتے ہیں بہر حال گذارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو دلائل عزاداری کے ہونگے وہی دلائل جواز دعا کے ہونگے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کو ہماری دعا کی کیا ضرورت ہے وہ تو خود مالک ہیں، مختار ہیں، بااختیار ہیں، وہ محتاج دعا نہیں جو چاہیں گے، جب چاہیں گے خود کرلیں گے لہٰذہ ہمیں کچھ نہیں کرنا چاہیے؟

پہلی بات یہ ہے کہ اگر کچھ نہیں کرنا تو پھر انتظار کیوں ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ جو کائنات کی سب سے بڑی با اختیار اور صاحب قدرت ذات ہے اس نے کلام الٰہی میں کئی مرتبہ سوال کیا ہے ☆مَّن ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً کوئی ہے جو اللہ کو قرضہ دے پھر کبھی فرماتا ہے ☆یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا کُونُوا أَنصَارَ اللَّہ اے ایمان والو اللہ کے مددگار بن جاؤ۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس قادر مطلق ذات کو مدد کی کیا ضرورت ہے ایسے کئی آیات ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کی ذات نے ایسے کئی سوال کیئے ہیں جو اس کی قدرت اور شان کے سراسر خلاف ہیں کیا ہم ان سوالات اور آیات کا نعوذ باللہ مذاق اڑا سکتے ہیں؟ کہ دیکھو جی اسے کیا ضرورت ہے مدد اور قرضے کی؟ اللہ پہ کونسی افتاد آ پڑی ہے کہ اپنا خزانہ خالی کرا بیٹھا ہے اور اب قرضہ طلب کرر ہا ہے؟ اور کونسا ایسا دشمن سامنے ہے کہ خود کچھ نہیں کرسکتا لوگوں کو بیکار میں بلا رہا ہے یا کونسا ایسا کام ہے جو اسے پریشان کرر ہا ہے اور اس سے تنہا نبرد آزما نہیں ہوسکتا؟

مطلب یہ ہے کہ انسان اگر کیوں اور کیسے میں پڑ جائے تو آدھا قرآن نشانہ تضحیک بن جائے گا جب اللہ کے ایسے سوالات پر بھی اس کی عظمت مسلم ہے تو پھر اس کے کسی نمائندے سے اگر ایسے سوال صادر ہوں تو اس کی عظمت کیسے کم ہوسکتی ہے؟

خاندان تطہیر علیھم الصلوات والسلام نے تو یہ قانون دیا ہے کہ

☆اذا حدثناكم بشئی ء فكان كما نقول فقولوا صدق الله و رسوله و ان كان بخلاف ذالك فقولوا صدق الله و رسوله توجرو مرتين

کہ ہر بات کو تسلیم کرو اور کیوں اور کیسے کرنا بھی استعجال ہے کیونکہ واقعہ خضر و موسیٰ علیھم السلام گواہ ہے کہ جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا تھا آپ خلاف ظاہر دیکھ کر صبر نہ کرسکیں گے اور مرتکب استعجال ہونگے تو اسی طرح فرامین آئمہ اطہار علیھم الصلوات والسلام پر چون و چرا کرنا ایسا ہے جیسے آیات پر اعتراض کرنا ہے حقیقت یہی ہے کہ دعا کرنا استعجال نہیں بلکہ عین رضائے الٰہی ہے۔

اگر پھر بھی استعجال کے خود ساختہ معنی پر اصرار ہو تو پھر خود فرامین آئمہ اطہار علیھم

www.khrooj.com

الصلوات والسلام سے اس کے معنی دریافت کر لیتے ہیں جیسا کہ غیبت نعمانی میں باب فیما امر به الشیعه صفحہ 103 پر درج ہے کہ

☆قال صادق علیہ السلام هلكت المحاضير قال قلت وما المحاضير قال علیہ السلام المستعجلون ونجی المقربون الخير ......(مکیال المکارم جلد دوم صفحہ 159)

فرمایا ہلاکت ہے محاصیر کے لیے راوی نے عرض کی آقا فرمایئے محاصیر کون ہیں؟ تو فرمایا کہ وہ مستعجلون ہیں یعنی استعجال کرنے والے ہیں اور نجات ہے مقربون خیر کی گویا حضور نے استعجال کے معنی خود فرمائے ہیں اب پھر ذرا لغت ہی کو دیکھیں۔

المنجد میں ہے

محاضرة...... کسی کے ساتھ دوڑنا، مقابلہ کرنا یا ترت جواب دینا

المحضار المحضير محاضير ...... تیز دوڑنے والے

المحتضر ...... جو حالت احتضار میں ہو یعنی قریب المرگ

اب خود دیکھیں کہ ہلاکت میں وہ نہیں کہ جو انتظار اور دعا پر قائم ہیں بلکہ وہ ہیں جو تیز دوڑتے ہیں یعنی کسی اور کے پیچھے چلنا شروع کر دیتے ہیں یعنی ہر مدعی مہدویت کو مہدی سمجھ کر اتباع شروع کر دیتے ہیں اپنے آقا کو چھوڑ جاتے ہیں یا ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہیں اور سب سے قریبی معنی یہی ہیں کہ کسی کے ساتھ دوڑنا یعنی مستعجل وہ ہے کہ جو انتظار میں ہے اور کوئی مدعی مہدویت اعلان کرتا ہے تو یہ اسی کی طرف بھاگ جاتا ہے اور جلد بازی کرتا ہے تحقیق نہیں کرتا استعجال کرتا ہے اور دائرہ محاصیر میں داخل ہو جاتا ہے مگر جو مقربون یعنی اپنے آقا کا تقرب چاہنے والے ہوتے ہیں ان کی نجات لازم ہے۔

www.khrooj.com

اب تو استعجال کے معنی امام راغب کے نہیں بلکہ امام صادق علیہ الصلوات والسلام کے الفاظ میں بیان ہوئے ہیں لہٰذہ مناسب یہی ہے کہ اب اس لفظ کے خود ساختہ معنی سے دست کش ہو جائیں ممکن ہے اس حدیث کو کوئی احادیث احاد میں شمار کرے تو دوسری حدیث بھی حاضر ہے کتاب غیبت نعمانی صفحہ 104

☆عن ابی جعفر الباقر علیہ الصلوات والسلام قال علیہ السلام هلك اصحاب المحاضير و نجی المقربون المومنين المنتظرين الذين يرون ظهوره علیہ السلام قريباً وينظرونه دائماً

یہاں محاصیر کی وضاحت نہیں فرمائی بلکہ فرمایا ہے کہ ہلاکت ہے اصحاب محاصیر کے لیے اور نجات ہے مقربون کی یعنی ان مومنین ومنتظرین کی کہ جو ظہور کو قریب سمجھ کر انتظار کرتے ہیں اور وہ محاصیر نہیں یعنی وہ کسی دوسرے کے ساتھ نہیں دوڑتے ہر مدعی کے پیچھے نہیں چل پڑتے کیونکہ یہ بھی جلد بازی ہے۔

بلکہ دعائے کمیل جو دعائے خضر علیہ السلام کے نام سے بھی موسوم ہے اس کے نورانی کلمات سے ہمیشہ اپنے آقا کی بارگاہ میں عرض کرتے رہتے ہیں کہ آقا دور غیبت کی رات بہت طویل ہوگئی ہے کرم فرمایئے۔

☆سيدی و مولائی و ربی صبرت علی عذابك فكيف اصبر علی فراقك وهبنی صبرت علی حرنارك فكيف اصبر عن النظر الی كرامتك ولاصرخن اليك صراخ المستصر خين ولا بكين عليك بكاء الفاقدين و لا نادينك اين كنت يا ولی المومنين وياغايت آمال العارفين ......الخ

اے ہمارے سید وآقا و مولیٰ ،اے ہمارے رب ہم تمہارے عذاب پر تو صبر کر سکتے

ہیں مگر تمہارے ہجر و فراق پر کیسے صبر کریں عذاب نار جہنم تو قابل برداشت ہے مگر تمہاری نظر کرامت نہ ہونے پر کیسے صبر کر سکتے ہیں ہمارے بین اور دھاڑیں تمہارے لئے ہیں۔

جیسے دھاڑیں مار کر رونے والے روتے ہیں اور ہمارا گریہ و بکا تمہارے لئے ہے جیسے محبوب کو نہ پانے والوں کا گریہ ہوتا ہے اور ہم تمہاری طرف ندا کر کے عرض کرتے ہیں کہ آپ کہاں ہیں اے مومنین کے ولی اعلیٰ اور عارفین کی امیدوں کی انتہا......الخ

اب بھی اگر کوئی تقاضہ کرے کہ استعجال کے معنی وہی ہیں کہ جوان کے خودساختہ ہیں اور اعتراض کریں کہ لغت کے معنی کافی نہیں تو پھر ہم اسی لفظ محاصیر کو مستعجل دکھاتے ہیں اور اپنے کسی ایسے عالم سے اس کے معنی پوچھتے ہیں جو متفق علیہ ہوتا کہ مزید کسی اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے۔

کتاب الوفیٰ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 103

☆عن ابی جعفر علیہ السلام قال علیہ السلام الغبرۃ علی من آثارھا ھلك المحاضیر فقلت جعلت فداك و ما المحاضیر قال علیہ السلام المستعجلون

غبار اڑنے والے کے منہ پہ پڑتا ہے، ہلاک ہوں گے محاصیر راوی کہتا ہے میں نے عرض کی آپ پر قربان جاؤں محاصیر کون ہیں؟ تو فرمایا وہ استعجال کرنے والے ہیں

اس حدیث کے بعد صاحب الوفیٰ لکھتے ہیں

☆المحاضیر اما بالمهملات من الحضر بمعنى ضيق الصدر و اما بالمعجمة بين المهملتين من الحضر بمعنى العدو

یعنی محاصیر مہملات حضر میں سے ہے یعنی بمعنی سینے کی تنگی کے ہے اور مجمعہ بین المہملتین میں بمعنی دشمن کے ہے۔

☆وقال المجلسی فی البحار المحاضیر جمع المحضیر و هو الفرس الکثیر العدو......الخ

اور علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ محاصیر محضیر کی جمع ہے جس کے معنی کثیر العدو۔

اب ان میں جو معنی پسند ہوں اپنالیں تنگ دل کے معنی لے لیں یا دشمن کے بہر حال جو بھی معنی اخذ کریں کر لیں کم از کم فرامین آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے کثیر التعداد کتب اور ادعیہ کی تکذیب کے جرم عظیم سے بچ جائیں۔

کیونکہ جب ایک لفظ ایسا ہے کہ جس کے بیسیوں معنی موجود ہیں اور صرف ایک معنی سے تکذیب احادیث اور تناقض فی القرآن کے عیب میں انسان پھنستا ہے تو بہتر یہ ہے کہ تکذیب احادیث و ادعیہ کثیر جو کہ خود ایک ظلم و کفر ہے اس سے بچنے کے لیے آدمی دیگر معانی لے لے۔ جب کہ خود فرامین و احادیث میں اس کے دیگر معانی موجود بھی ہوں تو پھر بھی تکذیب ادعیہ و احادیث کرنا نیک نیتی نہیں بلکہ جرم عمد کا ارتکاب ہے خود دیکھیں۔

☆قال ابو عبدالله علیہ السلام هلكت المحاضير قال قلت و ما المحاضير قال المستعجلون ونجا المقربون وثبت الحصن علی اوتادها

یعنی مقربون کی مثال ایسی دی ہے کہ خود استعجال کے معنی واضح ہو جاتے ہیں کہ وہ محکم قلعہ کی طرح اپنی بنیادوں پر قائم رہتے ہیں یعنی مستعجل مقام انتظار کو چھوڑ جانے والے ہیں ایک دوسری حدیث میں بھی وضاحت فرمائی گئی ہے

☆وهلك المستعجلون ونجی المسلمون

یعنی نجات ان کی ہے جو تسلیم کرتے ہیں انکار نہیں کرتے اور مستعجل بمعنی منکر بھی حدیث سے ثابت ہے تو ایسے کئی معنی موجود ہیں جو احادیث کی تائید بھی کرتے ہیں اور تکذیب فرامین آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے جرم سے بھی بچاتے ہیں تو پھر بھی کوئی وہابیوں کی طرح کہے کہ ضالاً کے معنی گمراہ کے ہیں اور نعوذ باللہ پہلے رسول گمراہ تھا (وہ کہتے ہیں) تو یہ بات ضلالت اختیاری میں گرفتار ہونے کے برابر ہے ہمارا دین وعقیدہ یہ ہے کہ ہم تکذیب وتردید احادیث وآیات کو جرم سمجھتے ہیں جیسا کہ علامہ مجلسی نے اپنے قاری کو تاکید کی ہے کہ احادیث وفرامین کثیر تعداد میں ایسے ملتے ہیں کہ جو ظاہری معنی سے بعید از عقل نظر آتے ہیں اگر تمہیں کوئی حدیث وفرمان بظاہر خلاف عقیدہ ومسلمات دین نظر بھی آئے تو تکذیب وتردید نہ کرنا بلکہ صدق اللہ ورسولہ کہنا صرف اتنا کہہ دینا کہ یہ فرمان کس مصلحت کی بنیاد پر کس لئے اور کیوں صادر ہوا ہے یہ خود مالک بہتر جانتے ہیں اس کے اصل معنی کیا ہیں؟ یہ پاک علیہم الصلوات والسلام خود جانتے ہیں ہم انکار وتکذیب نہیں کرسکتے بلکہ انہوں نے امام صادق علیہ الصلوات والسلام کے اس فرمان کا حوالہ بھی دیا ہے کہ

☆ردواہ الی اللہ و الی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

یعنی جو فرمان وحدیث عقل قبول نہ کرے تو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف لوٹا دو انکار وتکذیب نہ کرو کیونکہ اگر وہ فرمان حق ہوگا تو تکذیب کی سزا سے بچ جاؤ گے اور اگر وہ فرمان وضعی اور مجعولہ ہوگا تو تم کو جزائے احترام فرمان ضرور ملے گی دونوں صورتوں میں تمہاری عاقبت محفوظ رہ جائے گی۔

www.khrooj.com

ایک اعتراض

میرے ایک محترم دوست فرماتے ہیں کہ دعا پر اہل تشیع کے جملہ مسالک متفق ہیں حتیٰ کہ خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کے مخالف علماء بھی دعا کر رہے ہیں صرف ہم ہی دعا کے خلاف تنہا و بے یار و مددگار رہیں لہٰذہ ہم حق پر ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ معاملہ تو علیحدہ ہے آپ دیکھیں خدا کی وحدانیت پر تو اس سے بھی زیادہ مسالک متفق ہیں اور اللہ کو واحد مانتے ہیں اس میں تشیع اور غیر اہل تشیع کی تفریق بھی نہیں ہے بلکہ عالم اسلام کے مخالف مذاہب میں سے بھی بہت سے ایسے ہیں جو وحدانیت کے قائل ہیں اور رسالت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر تو اسلام کے جملہ مکاتیب فکر متفق ہیں لہٰذہ جن امور پر وہ سارے متفق ہیں ہم ان کے عقائد کو دیکھ کر اپنے عقیدے میں تبدیلی کیسے کر لیں یعنی اگر کفار و غیر مسلم خدا کو ایک ماننا شروع کر دیں تو کیا ہم دو چار خدا بنا لیں؟ وہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیں تو کیا ہم غلام احمد قادیانی کو نبی بنا لیں؟

جیسے غیر کے ھو اللہ احد کہنے سے ہم واحدانیت سے دست کش نہیں ہو سکتے اسی طرح مخالفین کی دعائے تعجیل فرج کی تکذیب کی بنیاد پر دعا کو باطل کیسے کہہ سکتے ہیں دعا تو ان مسلمات اہل تشیع میں سے ہے کہ فضائل آل محمد علیہم الصلوات والسلام سے انکار کرنے والے بھی اس سے انکار نہیں کر سکے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اتنے زیادہ واضح نظریے کی تردید کرنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں نے کتب غیبت میں سے کچھ نہ کچھ کو پڑھا ہے، ادعیہ کی کتب کی اوراق گردانی کی ہے اس لئے انہیں کتب کی بھرمار نے مجبور کر دیا ہے کہ وہ اس سے انکار نہ کریں پھر اگر غیر کے

اشتراک عمل سے مذہب کا بطلان ہوسکتا ہے تو پھر ہمارے ساتھ تو صرف اہل تشیع کے جملہ مسالک مصروف دعا ہیں مگر آپ کے ساتھ اہل تشیع کے علاوہ سبھی مذاہب محو انتظار ہیں کیونکہ اگر دعا کو انتظار سے نکال دیا جائے تو پھر اہل سنت کے جملہ مسالک آخری دور میں آنے والے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کے فقط قائل ہی نہیں انتظار میں بھی ہیں خود اہل سنت کے لکھے ہوئے کتب غیبت دیکھ لیں وہ لوگ دعا کے قائل نہیں مگر انتظار کے قائل ہیں جیسا کہ اعظم طارق نے بھی کہا ہے کہ میں شیعوں کے امام کا نہیں بلکہ اصلی مہدی کا منتظر ہوں۔

لیکن ان کے انتظار کی حقیقت کیا ہے ذرا ان کی روزمرہ کی زندگی دیکھیں سارا دن طلب دنیا میں گردان رہتے ہیں، حلال و حرام جو جیسے اور جہاں سے مل جائے دیکھتے تک نہیں سارا دن گلیوں کوچوں میں مٹر گشت کرتے ہیں Eat and sleep'sleep and Eat کے علاوہ ان کا کوئی مقصد حیات ہی نہیں ہوتا، کھاؤ پیو جان بناؤ، عیش کرو اور انتظار بھی ہو رہا ہے یہ کیسا انتظار ہے اسی انتظار کو افضل العبادات کہا جا سکتا ہے؟ کیا یہی انتظار شہادت کے درجہ سے بھی افضل ہے؟ یہ کیسی عبادت ہے کہ نہ ہینگ لگے نہ پھٹکری اور بروز قیامت شہدائے کربلا سے انسان قدم ملائے کھڑا ہو یہ دین تو نہ ہوا مذاق ہوا احادیث میں ہے کہ انتظار کرنے والا اپنے خون میں لوٹ رہا ہے جہاد کر رہا ہے اگر جہاد یہی ہے تو پھر حیوانیت کیا ہے؟

انسان نے بھی اگر موت یا خروج کے انتظار میں جینا ہے تو پھر ایسا ہی ہے جیسے ہر پیدا ہونے والا موت کا منتظر ہے چاہے وہ انسان ہے یا حیوان یہ انتظار تو مجبوری ہے ورنہ عام زندگی سے انتظار کی علامت کس چیز کو قرار دیا جائے گا یا پھر وہ شخص انتظار کا

دعویٰ کر سکتا ہے کہ جو دنیا کے جملہ امور چھوڑ کر پہاڑ پر یا کسی مکان کی چھت پر بیٹھا ہے اور پھر دعویٰ کرتا ہے میں منتظر ہوں تو بجا ہے مگر پہاڑ پہ یا مکان کی چھت پہ چار دن انتظار کرنے والا یا تو مذہب چھوڑ جائے گا یا پھر انتظار سے دست کش ہو جائے گا کہ خاموشی سے بیٹھنا بھی عذاب جہنم سے کم نہیں لہٰذہ آخر وہ شخص زبان سے نہیں تو دل سے دعائے تعجیل فرج ضرور کرے گا کیونکہ انسان انتظار بغیر دعا کے تا دیر نہیں کر سکتا لازماً خواہش تعجیل دل میں کروٹیں لینا شروع کر دے گی اگر یقین اکمل ہوگا کہ منتظر کی آمد یقینی ہے تو خواہش تعجیل اس یقین کا ردعمل بن کر ضرور سامنے آئے گی ادھر خالق فرما رہا ہے۔

☆یَسۡتَعۡجِلُ بِهَا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا

یعنی استعجال کی انہیں ممانعت ہے جو ایمان نہیں رکھتے اور صرف طنز اور تضحیک کے لیے عجلت چاہتے ہیں ورنہ دعائے تعجیل فرج تو عین ایمان ہے جو بارگاہ ایزدی میں دن رات گڑ گڑا کر گریہ وزاری کے ساتھ خروج کی دعا کر رہا ہے کیا اس کا اس پر ایمان نہیں ہے بلکہ وہ تو بارگاہ رب العزت میں اپنے ایمان کے ثبوت میں دعا مانگ رہا ہے۔

ظالم اور مظلوم دو فریق ہوتے ہیں مگر دونوں کی تمنا میں فرق ہوتا ہے مثلاً ظالم کا انداز یہ ہوتا ہے کہ بلاؤ بلاؤ عادل حاکم کو بلاؤ میرا کیا بگاڑ لے گا وہ بوجہ سرکشی یا عدم یقین کی وجہ سے کہتا ہے کہ بلا لو جسے بلانا ہے مگر مظلوم کسی سے فریاد کرتا ہے کہ دیکھ مجھ پر ظلم ہوا ہے کسی عادل حاکم کو بلاؤ میری فریاد رسی کرے تو ان دونوں کیفیات میں اور انداز بیان میں بہت زیادہ فرق ہے اسی مظلوم کی طرح جو دعائے تعجیل فرج کرتا

ہے وہ خود کو اور اپنے مذہب اور حق کو مظلوم سمجھ کر فریاد کرتا ہے کہ خالق ہمارے دکھوں کا ازالہ فرما۔

ان ادعیہ کو غور سے دیکھیں جن میں تعجیل فرج کے ساتھ باقاعدہ ظلم کا بیان ہے کوئی صاحب دل جواب دے کہ مظلوم کے پاس سوائے دعا کے کیا ہے؟ مظلوموں کا آخری سہارا یا دلاسہ دعا ہی تو ہے اس آخری سہارے کو چھین لینا کیا ظلم بالائے ظلم نہیں ہے جبکہ خود امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی توقیع مبارک میں موجود ہے کہ دعائے تعجیل فرج کرو کہ اسی میں تمہاری فرج وکشائش بھی ہے۔ بیسیوں احادیث موجود ہیں کہ خروج سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے قبل مومنین کے لیے امن و سلامتی اور سکون وآرام ناممکن ہے اب خود سوچیں کہ مظلوم آلام ومصائب سے گھبرا کر دعا نہ کرے تو اور کیا کرے یہ تو ہرگز مناسب نہیں ہوتا کہ انسان ظلم بھی کرے اور رونے بھی نہ دے خالق کی بارگاہ میں فریاد کرنے سے بھی روکا جائے تو یہ ظلم بالائے ظلم اور ستم بالائے ستم ہے۔

دعا منافی صبر نہیں ہے دعائے تعجیل فرج داخل استعجال نہیں ہے دعائے تعجیل فرج عین تعلیم آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے مطابق ہے۔

دعائے تعجیل فرج اکثر ادعیہ مسنونہ میں موجود ہے ان ادعیہ کے کئی حوالے پیش کئے ہیں جن میں لفظ ''عجل'' موجود ہے اس کے باوجود بھی اصرار ہو کہ مزید کچھ پیش کیا جائے تو دوبارہ اپنے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی توقیع مبارک کا ایک فقرہ پیش کرتا ہوں جسے اکثر کتب غیبت نے نقل کیا ہے مثلاً اکمال الدین شیخ صدوق ج دوم 485 باب 25، الاحتجاج طبرسی جلد دوم 284 در توقیعات الناحیہ مقدسہ اسی

طرح تقریباً 300 کتب غیبت میں یہ توقیع موجود ہے جس کا یہ فقرہ ہے امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف نے خط میں تحریر فرمایا

☆واكثر وا الدعاء بتعجيل الفرج فان ذالك فرجكم

فرمایا کثرت سے دعائے تعجیل فرج کرو اسی میں تمہاری فرج وکشائش ہے یہ مومنین کے لیے اپنے دست مبارک سے نوشتہ توقیع مبارک کا فقرہ ہے یہ فقرہ پیش کرنے کے بعد مجھے بھی حق حاصل ہے کہ اپنے مہربانوں سے عرض کروں کسی ضعیف سے ضعیف تر کتاب میں ضعیف سے ضعیف تر حدیث بھی ایسی دکھائیں جس میں لفظ ''دعا'' بھی ہو''تعجیل فرج'' بھی ہو اور منع بھی فرمایا گیا ہو۔

☆هَاتُواْ بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

ہم زیادہ تعداد میں احادیث طلب نہیں کر رہے صرف ایک حدیث دکھا دیں مگر فرمان وحدیث اس طرح واضح ہو جس طرح ہم نے تعجیل فرج کی دعا کی تائید میں پیش کیا ہے اس بات سے انکار نہیں کہ استعجال سے منع فرمایا گیا ہے مگر استعجال کے معنی غلط لئے گئے ہیں پھر استعجال مطلق کو دعائے تعجیل کی نفی میں پیش نہیں کیا جا سکتا جب تک دعائے تعجیل فرج کے الفاظ نہ ہوں دعویٰ قابل قبول نہ ہوگا ہم سینکڑوں ادعیہ میں دعائے تعجیل فرج کے فقرے دکھا سکتے ہیں ہمارے مہربان ایک فقرہ بھی نہ دکھا سکیں گے......انشاءاللہ

اسی طرح کئی صد ادعیہ ہیں جو آئمہ اطہار سے مروی ہیں کہ جن میں واضح طور پر دعائے تعجیل فرج موجود ہے کیونکہ مظلوم کے لیے یہی آخری سہارا ہے اور ہر ظلم سہنے کا یہی آخری دلاسہ ہے ہر مظلوم ہر ظلم پر یہی دعا کرتا ہے کہ مالک ہمارے دکھوں کا

علاج تمہاری ذات اقدس کی خوشی ہے، زخمی دلوں کی مرہم فرج آل محمد علیھم الصلوات والسلام ہے محزون دلوں کا علاج انتقام مظلومین ہے اور ظلم کو برداشت کرنے کا یہی واحد نسخہ ہے اس کا اگر کوئی اور فائدہ نہ بھی ہو تو یہ بھی کیا کم ہے کہ انسان خاندان تطہیر علیھم الصلوات والسلام کے مصائب سن کر جب اس مقام پر پہنچتا ہے کہ وہ وجودِ خدا سے بھی انکار کر دے کہ اگر کوئی خدا ہوتا تو اپنے دوستوں پر ایسے مظالم ہوتے دیکھ کر کبھی برداشت نہ کرتا لہٰذہ نعوذ باللہ خدا ہے ہی نہیں تو پھر عشق کے اس مرحلہ پر یہی دعائے تعجیل فرج وانتقام مسلمان کرتی ہے کہ باغی ذہن آخر یہی دعا کرتا ہے کہ خالق ہمیں ان مظلوموں کا انتقام دکھا، اس گھر اطہر کو پھر سے آباد دکھا، غاصبین دنیا پہ حکومت کر رہے ہیں اب آل محمد علیھم الصلوات والسلام کی ظاہری حکومت دکھا......(آمین)

اگر پھر بھی اس بات کو ذہن قبول نہ کرے تو پھر بھی ہمیں پاک خاندان نے جو دستور العمل دیا ہے اس پہ عمل کرنا چاہیے جیسا کہ اصول کافی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 401 پر ارشاد ہے

☆عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان حدیث آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صعب مستصعب لا یومن به الا ملك مقرب او نبی مرسل او عبد امتحن الله قلبه للایمان فماورد علیكم من حدیث آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فلانت له قلوبكم وعرفتموه فا قبلوه وما اشمازت منه قلوبكم و انكرتموه فردوه الی الله و الی الرسول و الی العالم من آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وانما الهالك ان یحدث احدكم بشئی منه لا یحتمله فیقول و الله ما كان هذا والله ما كان هذا و الانكار هو الكفر

دوسری حدیث ہے

☆عن ابی جعفر علیہ السلام ان حدیثنا صعب مستصعب اجرد ذکوان وعرشریف کریم فاذا سمعتم منه شیاً و لانت له قلوبکم فا حتملوه و احمدوا اللہ علیه ان لم تحتملوه ولم تطیقوه فردوه الی الامام العالم من آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم...... الخ

اب ذرا خود غور کریں کہ خاندان تطہیر واضح طور پر فرمارہے ہیں کہ جو بات تمہارے مزاج وعقیدے کے خلاف نظر آئے اس سے انکار مت کرو بلکہ اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور امام علیہ الصلوات والسلام کی طرف لوٹا دو۔

ادھر ایک حدیث وفرمان نہیں سینکڑوں احادیث وادعیہ اور زیارتوں کے فقرے دعائے فرج آل محمد علیہم الصلوات والسلام کو صرف ثابت ہی نہیں بلکہ تاکید کررہے ہیں کہ دعائے تعجیل فرج لازم ہے دوسری طرف لفظ استعجال ہے تو اس کے بیسیوں موارد ہیں صرف ایک معنی کو چھوڑ کر سبھی معنی میں اس لفظ کے استعمال پر نہ تکذیب احادیث ہوتی ہے نہ تکذیب قرآن پھر استعجال کی ضد صبر ہے اور ثابت کیا جا چکا ہے کہ دعا صبر کے منافی ہے ہی نہیں پھر انتظار کا مفہوم ہی بلا دعا ثابت نہیں ہوتا پھر لفظ استعجال سے منع بھی کفار ومنافقین کو کیا گیا ہے۔

اب کوئی بھی راستہ اختیار کریں اثبات دعائے تعجیل فرج ہوتا چلا جائے گا لیکن پھر بھی کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں تو وہی معنی لوں گا جن سے ہزاروں احادیث ومسلمات مذہب حقہ کی تکذیب لازم آئے گی تو پھر اس ضد کو ہم کس کھاتے ہیں ڈالیں گے۔

اگر وہی معنی ہوں بھی تو تکذیب فرامین واحادیث سے بچنے کے لیے فرمان آئمہ

اظہار علیہم الصلوات والسلام کے تحت خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف لوٹانا واجب ہوگا مگر یہاں ضد باقی رہے تو پھر ہم اس کا علاج نہیں کر سکتے صرف دعا کر سکتے ہیں کہ خالق جو لوگ تجھ سے اور تیرے حجۃ آخر منتقم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف سے محبت کرتے ہیں انہیں راہ راست پر ثابت قدم رکھ اور ہمیں بھی جام معرفت سے مسلسل سرفراز فرما اور جملہ مومنین کی ہدایت فرما (آمین)

ایک اور بات

ہمارے ایک دوست صرف اس وجہ سے خفا ہو گئے کہ ہمارے ایک قریبی نے کہہ دیا کہ ہمارے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کا خروج اسی سال کے اندر اندر ہو جائے گا اس مہربان نے فرمایا کہ حدیث ہے کہ

☆وکذب الوقاتون جو وقت کا تعین کرے وہ جھوٹا ہے لہذہ سال کے اندر اندر خروج کا اعلان کرنا بھی جھوٹ ہی ہے انہوں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ خروج اس وقت تک نہ ہوگا جب تک جملہ ماتم داروں، عزاداروں کو شعور کامل عطا نہ ہوگا جملہ شیعہ حضرات نیک پاک نہ بن جائیں گے جب یہ سب کچھ ہوگا تب کہیں جا کر خروج ہوگا ابھی وہ وقت بہت دور ہے ہزاروں لاکھوں سال ابھی دیر ہے (خدا نہ کرے) جواباً عرض کروں گا کہ خروج کو دور سمجھنا کفار کی صفت ہے جیسا کہ فرمان ہے۔

☆یَرَوْنَهُ بَعِیداً وَنَرَاهُ قَرِیباً ......الخ

کہ ہم تو اسے قریب دیکھتے ہیں اور وہ (کفار) انہیں دور دیکھ رہے ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ خروج وحکومت آل محمد علیہم الصلوات والسلام کو قریب سمجھنا عین حق ہے اور اس میں تاخیر سمجھنا کفر و نفاق ہے وجہ یہ ہے کہ جو شخص دورِ حق کو دور سمجھے گا وہ توبہ

واستغفار میں تساہل کرے گا اور توبہ و درستی اعمال کو ملتوی کرتا چلا جائے گا جو بذات خود ایک کفر ہے کیونکہ کفار بھی عذاب کی آمد کو دور سمجھ کر ایمان لانا ملتوی کرتے رہتے تھے۔

اسی طرح کے بہت سے فرامین و احادیث موجود ہیں کہ موت اور قیامت کو دور یا بعید سمجھنے سے دل میں قساوت پیدا ہو جاتی ہے انسان اصلاح اعمال سے غافل ہو جاتا ہے دل مردہ ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ

تو ثابت ہوا کہ خروج کو قریب تر سمجھنا عین ایمان ہے اگر پھر بھی کوئی بضد ہو کہ قریب سمجھنا اور کہنا دروغ ہے، جھوٹ ہے اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہے تو اس مسئلے کے لئے بھی ہم قرآن سے رجوع کرتے ہیں خود خالق قرآن میں قیامت کا تذکرہ فرماتا ہے اور اس کی آمد کو انتہائی قریب بتاتا ہے۔

☆كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ أَوۡ هُوَ أَقۡرَب کے فقرے بتارہے ہیں کہ اس نے تو سال کی بات بھی نہیں کی بلکہ آنکھ جھپکنے میں بتایا ہے بلکہ اس سے بھی قریب اب یہ ہمارے مہربانوں کا صوابدیدی مسئلہ ہے کہ وہ قیامت سے مراد خروج امام علیہ الصلوات والسلام لیں تو پھر بھی ہماری بات درست ہے اور اگر وہ قیامت سے مراد خروج کے بعد آنے والی قیامت لیں تو بھی ہوالمراد۔

کہ اللہ اگر بعد والی چیز کو بھی اتنا قریب بتائے کہ آنکھ جھپکنے سے پہلے ہے تو سچ ہے اور اگر کوئی اس سے قبل وقوع پذیر ہونے والی چیز کا کسی سال کا عرصہ بتا دے تو پھر بھی اسے جھوٹا اور جلد گو بتایا جائے۔

ایں چہ بوالعجبیست

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 13

اجل

www.khrooj.com

محترم قارئین!

لفظ استعجال وصبر پہ بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اس لئے یہاں صرف اتنا عرض کرونگا کہ دعائے تعجیل فرج پر پہلے اغیار اعتراض کرتے تھے اور اہل تشیع اس کا دفاع کرتے رہے اب اس دور میں اہل تشیع کے لیبل میں اہل تشیع کے خلاف مواد بک رہا ہے حالانکہ دعائے تعجیل فرج کے بارے میں سارے کتب متفق ہیں کہ یہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف خود بھی کرتے ہیں۔ سید محمد تقی موسوی نے ان روایات کو بھی بیان فرمایا ہے کہ جن میں پنجتن پاک علیہم الصلوات والسلام کا ملکر شب جمعہ دعائے تعجیل فرج کرنا ثابت ہے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ایک قنوت لکھا ہوا ہے اس میں ہے کہ

☆اللھم احجبنی عن اعدائی واجمع بینی وبین اولیائی

اسی طرح ایک اور دعا ہے کہ غلاف کعبہ کو تھام کر فرما رہے تھے اور ان کے دوسرے نائب جناب محمد بن عثمان سلام اللہ علیہ نے سنی کہ فرما رہے تھے کہ

☆اللھم انتقم بی اعدائك

اسی طرح جزائر خضرا کے واقعات میں ہے جب موذن نے آذان دی تو اس میں

☆حیَّ علٰی خیر العمل کہا

☆ولما فرغ دعا بتعجیل الفرج الامام صاحب الزمان عجل الله فرجه الشریف

توانہوں نے بھی دعائے تعجیل فرج کی۔مومنین کی جو جنت میں قبل ازخروج کی دعا ہے وہ بھی یہی ہے۔

☆یا رب عجل قیام الساعة لعلی ارجع الی اهلی ومالی...... الخ ......(بحار)

خالق ہمارے آقا کا خروج جلدی فرما تا کہ ہم اپنے اہل واولاد سے مل سکیں اور اپنا مال حاصل کرسکیں۔

ایک نکتہ

حقیقت یہ ہے کہ جب استعجال کا لفظ دعا اور انتظار کے ساتھ آئے تو اس کے معنی ناامید ہوکر دعا کو ترک کرنے کے ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

☆عن ابی عبدالله علیه الصلوات والسلام ان العبد اذا عجل فقام لحاجة یقول الله تعالی استعجل عبدی اتراه یظن ان حوائجه بید غیری

فرمایا جب آدمی دعا میں استعجال کرتا ہے (دعا چھوڑ کر) اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو خالق اس سے فرماتا ہے کہ اے میرے عبد تو نے استعجال کیا ہے کیا تو نے اپنے حوائج کو میرے غیر کے ہاتھ میں دیکھا ہے؟

اسی طرح بہت سے حوالے دیئے جا سکتے ہیں مگر اس پہ آخری بات یہی کہوں گا کہ پاک خاندان علیهم الصلوات والسلام کا مدعا تو یہ تھا کہ کوئی مومن دعا میں استعجال کر کے جلدی ناامید ہوکر دعا کو چھوڑ نہ دے اور سمجھنے والوں نے یہ بنا دیا ہے کہ دعا ہی نہیں

www.khrooj.com

کرنا یہ منطق ہماری سمجھ سے باہر ہے حالانکہ احادیث میں ہے کہ مومن اس وقت تک خیر پہ ہے جب تک استعجال نہ کرے اور دعا ترک نہ کرے۔

تقدیم وتاخیر

بعض حضرات نے یہ اعتراض کیا ہے کہ خروج امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا وقت مقرر ہے اس لئے دعا کرنا ایک فیصل شدہ بات پہ اپیل کے برابر ہے اور فیصل شدہ چیز پہ اپیل بے معنی ہے اور اس میں تقدیم وتاخیر نہیں ہوسکتی اور اس کی دلیل میں ایک آیت پیش کی جاتی ہے اور وہ بھی اپنے مابعد کے آیات کے بغیر ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے اس لئے پہلے میں اس آیت کو یہاں نقل کرنے کی سعادت حاصل کرونگا۔

☆وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ()قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرّاً وَلَا نَفْعاً إِلَّا مَا شَاء اللّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاء أَجَلُهُمْ فَلاَ يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلاَ يَسْتَقْدِمُونَ () قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتاً أَوْ نَهَاراً مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ()أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ آلآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ...... (یونس)

1......وہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ وعدہ کب پورا ہوگا؟

2......فرما دیجئے میں اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے

3...... ہر امت کے لیے ایک اجل (وقت مقرر) ہے

4......جب ان کی اجل آتی ہے تو وہ اپنی اجل کو گھڑی بھر آگے پیچھے نہیں کر سکتے

5......فرما دیجئے تمہیں کیا پتہ دن یا رات کسی بھی وقت عذاب آ سکتا ہے

6......مجرمین کس چیز کا استعجال کر رہے ہیں (اپنی تباہی کا)؟

7...... جب ان کا وقت آ گیا تو تب کہا جائے گا اب ایمان لاتے ہو یہ تو وہی ہے جس کے بارے میں تم استعجال کرتے تھے۔

یہ ہیں وہ سات حصے جو اس آیت میں موجود ہیں

1 ...... یہ شق بتاتی ہے کہ ان کا وعدے پہ یقین وایمان نہیں تھا اور سچائی کے ثبوت میں یوم وعدہ طلب کرر ہے تھے یقیناً وہ دشمن ہی تھے مسلمان نہ تھے جو صداقتِ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔

2......اس میں اپنے اور خالق کے مابین یگانگت بیان فرمائی ہے کہ میں کچھ نہیں چاہتا مگر جو اللہ چاہتا ہے۔

3...... ہر امت کا ایک وقت مقرر ہے۔

4......اس میں ایک لفظ قابل غور ہے (جآء اجلھم) یعنی جب ان کی اجل آجاتی ہے تب انہیں آگے پیچھے کرنے کا اختیار نہیں ہوتا مالک کو تو اختیار ہوتا ہے مجرمین کو اختیار نہیں ہوتا۔

5......اس میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ اس یوم وعدہ کو آیا ہی سمجھو وہ قریب ہے اور کسی بھی وقت آسکتا ہے۔

6...... یہاں مظلوم کی دعا پر پابندی نہیں بلکہ مجرمین کو مخاطب کیا گیا ہے کہ بک بک نہ کرو خروج ہونے والا ہے۔

7...... جب خروج ہو گیا تو انہیں یقین آیا اور ایمان لائے یعنی انہیں اس سے قبل نہ یقین آیا اور نہ ہی وہ ایمان لائے۔

اب پوری آیت میں کہیں بھی مومنین ومتقین ومظلومین کا ذکر ہے ہی نہیں بلکہ انہیں

مخاطب کیا گیا ہے جو اس کے منکر ہی تھے۔

عجیب بات یہ ہے کہ بات بے ایمانوں کی ہو رہی تھی اور سزا اسنادی صاحبان ایمان کو یہ کیسی منطق ہے؟

ایک محترم بھائی نے فرمایا ہمیں دور غیبت میں دعائے غیبت کے سوا کوئی دعا نہیں کرنا چاہیے یہ ☆اللھم عرنی نفسك سے شروع ہوتی ہے۔

حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے اس دعا کے اقتباس ہی دیکھے ہوئے تھے ورنہ مکمل دعائے غیبت میں تو تعجیل فرج کے فقرے موجود ہیں (مکمل دعا دیکھنے کے لیے دیکھئے مکیال المکارم جلد دوم ص 80)

اس دعا کے چند فقرے دیکھ لیں

☆اللھم انی اسئلك ان ترینی ولی امرك ظاھراً نافذ الامر مع علمی بان لك السلطان و القدرة والبرھان والحجة و المشیة والحول و القوة فافعل ذالك بی وجمیع المومنین حتی ننظر الی ولیك صلواتك علیه وآله ظاھر المقالة واضح الدلالة ھادیاً من الضلالة شافیاً من الجھالة بز یارةٍ مشاھدةٍ وثبت قواعده واجعلنا ممن تقر عینیه برویته

اس سے کچھ آگے یہ فقرے بھی ہیں

☆اللھم عجل فرجه و اید بالنصر و انصر ناصریه واخذل خاذلیه و دمر علی من نصب له وکذب به و اظھر به الحق و امت به الباطل

آگے ہے

☆واقتل به الجبابرة الکفر واقصم به روس الضلالة و ذلل به

الجبارين والكافرين وافن به المنافقين و الكناكثين وجميع المخالفين و الملحدين فی المشارق الارض ومغاربها وبرهاو بحرها وسهلها و جبلها حتی لاتدع منهم دياراً ولا تبقی لهم آثاراً و طهر منهم بلادك واشف منهم صدور عبادك ......الخ

یہ دعا بہت طویل ہے جوص 80 سے 84 تک ہے)اس دعا میں اپنے آقا و مولا علیہم الصلوات والسلام کی جاہ وجلال وشاہانہ انداز میں زیارت کرنے کی استدعا ہے کہ اوران کے ذریعے ظالمین ومنافقین اور جابر سلاطین کی بربادی کی دعا ہے اور دشمن کے مکمل خاتمے کی اور تعجیل فرج کی دعا بھی ہے......(خلاصہ)

یہ لوگ مطالعہ کرتے نہیں اور عالم بن کر باتیں کرتے ہیں تو شرم ہمیں آتی ہے

............☆☆............

www.khrooj.com

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 14

اجل مسمٰی

کیونکہ میں سرسری طور پہ کسی موضوع پہ بحث کرنے کا عادی نہیں ہوں مالک پاک علیہ الصلوات والسلام کے عطا کردہ شعور کے مطابق میں ہر ممکنہ پہلو پہ نگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں اس لئے اس مسئلے کا ایک پہلو ہے اجل مسمٰی (وقت مقرر) اس لئے اس پہ بھی کچھ نہ کچھ بات کرنا مناسب لگتا ہے۔

کلام الہٰی میں چند چیزوں کے بارے میں خالق نے اجل مسمٰی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا اس فقرے کے ایڈ ہونے سے وقت میں تقدیم وتاخیر ہوسکتی ہے یانہیں؟ کیا وقت کو آگے پیچھے کرنا محال ہے یا ممکن؟

پہلے یہ وضاحت کردوں کہ تقدیم کے معنی ہیں معینہ وقت سے پہلے ہونا اور تاخیر کے معنی ہیں معینہ وقت کے بعد ہونا مثلاً ایک شخص نے دو بجے آنے کا وقت دے رکھا ہے اور وہ ایک بجے آجائے تو یہ تقدیم ہوگی اور وہ تین بجے پہنچے تو یہ تاخیر ہوگی تقدیم وتاخیر گھنٹوں منٹوں سیکنڈوں تک بھی ہوسکتی ہے۔

اب ہم قران کریم کے ابواب معرفت میں سے داخل ہوکر دیکھتے ہیں کہ کن چیزوں کا

www.khrooj.com

وقت مقرر ہے اور جن چیزوں کا وقت مقرر ہے ان میں تقدیم و تاخیر ہو بھی سکتی ہے یا نہیں

1......وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ الله كِتَاباً مُّؤَجَّلاً

اس آیت سے ثابت ہے کہ زندگی کا وقت معین ہے اسی لئے ایک اور آیت میں ہے جب انسان نیند میں ہوتا ہے تو اس کا نفس واپس لے لیا جاتا ہے جس کا وہ وقت معین نہیں آیا ہوتا۔

☆يُرْسِلُ الْاُخْرَىٰ اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسَمَّى

اسے اپنے مقررہ وقت تک کے لیے بھیج دیا جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ زندگی پر بھی اجل مسمیٰ کی سٹیمپ لگی ہوئی ہے کہنے والوں کا یہ کہنا ہے کہ جس چیز پر اجل مسمیٰ کی مہر لگ جائے وہ ایک فیصل شدہ چیز ہے اور اس میں اپیل کی گنجائش نہیں ہے اس آیت میں ان کے وضع کردہ کلیے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طول عمر کی دعا دینا حرام ہے کیونکہ یہ بھی فیصل شدہ چیز پہ اپیل کے برابر ہے۔

2......أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِىٓ أَنفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى وَإِنَّ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاء رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ

کیا انہوں نے اپنے نفسوں میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے زمین و آسمان کے مابین جو بھی خلق فرمایا ہے ان سب چیزوں کی ایک اجل مسمیٰ (وقت مقرر) ہے یقیناً اپنے رب کی ملاقات سے لوگوں کی اکثریت کفر کرتی ہے۔

اس آیت میں کائنات کی ہر چیز کا ایک مقرر وقت بتایا گیا ہے یعنی اب جمادات

ونباتات وحیوان وانسان کسی چیز کے بارے تقدیم وتاخیر ممکن نہیں ہے اگر ہم اپنے مہربانوں کا کلیہ یہاں اپلائی کریں تو دعا کا پتہ ہی کٹ جاتا ہے اور ہر قسمی دعا حرام ہو جاتی ہے مثلاً مال، اولاد، صحت، حیات وغیرہ سب کے بارے میں دعا کرنا ایک فیصل شدہ چیز پہ اپیل کے برابر ہے اور حرام ہو جائے گی۔

اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں ان سب کو لکھنا ضخامت کتاب میں اضافے کے مترادف ہے اسی زندگی اور موت کا وقت مقرر ہونے پہ بہت سی آیات ہیں مثلاً

3......وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفساً إِذَا جَاء أَجَلُهَا

جب انسان کا وقت مقرر آ جاتا ہے تو اس میں تاخیر نہیں کی جاتی

4......وَنُقِرُّ فِي الْأَرحَامِ مَا نَشَاء إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخرِجُكُمْ طِفلًا

شکم مادر میں بچے کے رہنے کی بھی ایک مقررہ مدت ہے۔

ان کے کلیے کے مطابق اس وقت سے قبل نہ بچہ پیدا ہو سکتا ہے اور نہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔

مگر واقعیت کیا ہے؟ اب تو سارے لوگ جانتے ہیں کہ آپریشن سے بچے پیدا کئے جا رہے ہیں، اسقاط کے سائنسی طریقے رائج ہیں اب تو جینیٹک سرجری اور بے بی ٹیسٹ ٹیوب اور کلوننگ جیسی چیزیں متعارف کروائی جا چکی ہیں اب انہیں کس کھاتے میں ڈالیں گے۔

5......وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاء أَجَلُهُمْ لَا يَستَأخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَستَقدِمُونَ

ہرامت کی ایک اجل مقرر ہے جب وہ آ جاتی ہے وہ اسے ایک ساعۃ کے لیے آگے

www.khrooj.com

پیچھے نہیں کر سکتے۔
ان کے کلیے کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ امت کے افعال کو اس میں کوئی مدخلیت نہیں ہے ازل کے دن ان کی ایک مدت لکھ دی گئی تھی چاہے نیکی کریں یا برائی اس مدت تک اس امت نے رہنا ہوتا ہے۔
یہ عقیدہ مجبرہ کا ہے کہ جن کے بارے میں احادیث میں کئی بار فرمایا گیا ہے کہ یہ اس امت کے کفار ہیں۔
اس موضوع پہ بھی کئی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر امت کا ایک مقرر وقت ہے اور ہمارے مہربانوں کے کلیے کی رو سے اسے بدلا نہیں جا سکتا نہ دعا سے نہ افعال خیر سے کیونکہ یہاں بدلنے والی دو فردیں ہیں ایک خود امت ہے اور ایک خالق ہے۔
امت کو اس کا اختیار نہیں اور خالق نے وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ
6......وَيَقُولُونَ مَتَى هَـٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ()قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ
پوچھنے والے وعدہ حق کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ کب پورا ہوگا انہیں فرما دیجیے تمہارے لئے وعدے کا ایک دن مقرر ہے جسے تم نہ تاخیر میں ڈال سکتے ہو اور نہ ہی پہلے لا سکتے ہو۔
یہ اس تصویر کا ایک رخ ہے اب اس کا دوسرا رخ بھی دیکھ لیں کہ کن چیزوں میں خود خالق تاخیر فرما رہا ہے جبکہ عمومی طور پر پہلے ہی فرما چکا ہے کہ اس کا وقت مقرر ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر ناممکن ہے۔

7......وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى

اگر اللہ لوگوں کے ظلم کا مواخذہ فرماتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ ہوتا لیکن وہ تاخیر فرما رہا ہے اس کی بھی ایک مدت ہے (یعنی تاخیر کی جا رہی ہے)

8......وَأَنِ اسْتَغْفِرُواْ رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُواْ إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعاً حَسَناً إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنِّيَ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ

اس آیت میں بھی متاع حسنہ سے مقررہ مدت تک استفادے کا وعدہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر توبہ نہ کرو گے تو وقت سے پہلے فنا کر دیئے جاؤ گے۔

9......قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى

رسولوں نے فرمایا کیا تمہیں اس اللہ پر شک ہے جو زمین و آسمانوں کو استوار فرمانے والا ہے اور تمہیں گناہوں کی مغفرت کی طرف بلانے والا ہے اور تمہارے وقت کو اجل مسمٰی تک تاخیر فرمانے والا ہے......الخ

اب یہ بھی سوچ لیں کہ اگر مقررہ وقت آگے پیچھے نہ کیا جائے تو بھی تاخیر کا تصور پیدا ہی نہیں ہوتا ہے یہاں ''یوخرکم'' کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس نے اصل وقت سے تاخیر فرمائی ہے ورنہ تاخیر نہ کہلائے گی۔

10......فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَى أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُون

جب بنی اسرائیل نے کئی وعدے توڑے پھر کیئے پھر توڑے پھر کیئے تو اس پر خالق

کائنات نے ان کے بارے میں فرمایا ہم نے ان پر عذاب کو عین اس وقت ملتوی کیا جب وہ اپنے اصل وقت تک پہنچ چکا تھا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عذاب کو اصل وقت سے موخر بھی کیا جا سکتا ہے۔

11 ......مَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلاَّ بِإِذْنِ اللّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ () يَمْحُو اللّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ()

اس آیت میں تو اثبات مع ثبوت موجود ہے یعنی اللہ جب چاہتا ہے وقت مقرر میں تاخیر یا تقدیم کرسکتا ہے یہ نہیں کہ جو روز ازل سے لکھا گیا ہے اس میں اپیل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

12 ......وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ () وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ()

خالق نے فرمایا ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں جبکہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ کون سے لوگ ہیں جن کے لیے تقدیم کر دی گئی اور وہ کونسے لوگ ہیں جن کے لئے تاخیر کی گئی ہے۔

یعنی کچھ لوگ اپنی مقررہ زندگی سے پہلے مر جاتے ہیں اور کچھ لوگ مقررہ زندگی سے بھی زیادہ جیتے ہیں۔

احادیث میں ہے کہ لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اپنی مقررہ زندگی سے پہلے مرنے والوں کی تعداد اصل وقت پر مرنے والوں سے زیادہ ہے اور اپنی مقررہ زندگی سے زیادہ جینے والوں کی تعداد بھی اصل زندگی تک جینے والوں سے زیادہ ہے۔

اس پر کسی نے عرض کی یہ کس طرح ممکن ہوتا ہے اس پر فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والوں

کی زندگی بڑھائی جاتی ہے اور قطع رحمی کرنے والوں کی زندگی گھٹائی جاتی ہے۔

اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ مقررہ وقت ایک نارمل حالت میں ہوتا ہے اور وہ بھی مشروط ہوتا ہے کہ اگر وہ دعا کریں گے یا نیک اعمال کریں گے تو اس وقت میں اضافہ کیا جائیگا اور اگر نافرمانی کریں گے تو وقت کم کر دیا جائیگا۔

اس کی مزید تفصیل دیکھنا ہو تو ان کتابوں سے رجوع کریں جن میں ''مسئلہ بدا'' پہ بحثیں کی گئی ہیں۔

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج کے بارے میں تو کئی احادیث موجود ہیں کہ اس کا وقت مقرر نہیں ہے بلکہ مشروط ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

☆عن فضل بن ابی قره قال سمعت ابا عبدالله علیه الصلوات و السلام **يقول** اوحی الله الی ابراهیم علیه السلام انه سیولد لك فقال لساره سلام الله علیها فقالت الد و انا عجوز فاوحی الله الیه انها ستلد و یعذب اولادها اربعمائة سنة بردها الکلام علی قال علیه الصلوات والسلام فلما طال بنی اسرائیل العذاب ضجوا وبکوا الی الله اربعین صباحاً فاوحی الله الی موسی و هارون علیهما الصلوات والسلام یخلصهم من فرعون فحط سبعین ومائة سنة قال ابو عبدالله علیه الصلوات والسلام هکذا انتم لو فعلتم لفرج الله عنا فاما اذا لم تکونوا فان الامر ینتهی الی منتهاه

راوی روایت کرتا ہے کہ میں نے اپنے امام علیہ الصلوات والسلام سے سنا انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تمہارا بیٹا پیدا ہوگا انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ صلوات اللہ علیہا کے سامنے بات رکھی تو انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں

تو بہت بوڑھی ہوں اس پر فوراً وحی نازل ہوئی اور فرمایا یہ بچہ تو پیدا کریں گی مگر ہم ان کی اولاد کو چار سو سال عذاب میں رکھیں گے اس لئے کہ انہوں نے ہمارے کلام کو رد کیوں کیا ہے۔ امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا جب بنی اسرائیل پہ عذاب نے طول پکڑا تو انہوں نے چالیس شب و روز گریہ و بکا کی اور خالق کی بارگاہ میں دعائے تعجیل فرج کی اس وقت جناب موسیٰ و جناب ہارون علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دیں اور ان کی دعا سے ایک سو ستر سال گھٹا دیئے گئے۔

یہ بیان کرنے کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے شیعو! تمہارا ابھی یہی حال ہے اگر تم گریہ وزاری کے ساتھ دعائے تعجیل فرج کرو گے تو لازماً تمہیں خروج امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف حاصل ہوگا اور اگر تم دعائے تعجیل فرج اس طرح نہ کرو گے تو یہ امر اپنے مقررہ وقت پر ہوگا۔

اس حدیث سے ثابت ہے کہ خروج کا وقت مقرر مشروط ہے یعنی دعا سے وہ روز سعید جلدی لایا جا سکتا ہے۔

حرفِ آخر

میرے محترم قارئین!

میں آخر میں عرض کرونگا کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے شعور اور معرفت کے مطابق لکھا ہے اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ☆فوق کل ذی علم علیم ایک نا قابل تردید حقیقت ہے مجھ سے علمی اور شعوری لحاظ سے بہتر لوگ بھی یقیناً موجود ہونگے اور ان کے سامنے میری تحریر ایک طفل مکتب کی تحریر سے زیادہ نہ ہوگی

اس لئے میں ان حضرات سے گزارش کرونگا کہ انہیں اگر میری کوئی کوتاہی نظر آئے تو یہ میرا نقص شعور ہوگا اس لئے ان سے درگزر چاہوں گا اور ساتھ ہی استدعائے دعا بھی کرونگا کہ مجھے مالک اپنے شایان شان معرفت سے نوازیں اور اگر میری کوئی بات انہیں پسند آئے تو بھی دعا کریں کہ مالک مجھے اپنے در اطہر کی دہلیز بوسی کے قابل بنائیں۔

جو حضرات صرف کج بحثی اور کج روی کے عادی ہیں ان سے گزارش کرونگا کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو نور علم وعرفان عطا نہیں کرسکتا۔کسی کو لاجواب کرنا آسان ہے مگر کسی کو نور معرفت دینا ناممکن ہے یہ نور شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے خزانہ کرم سے عطا ہوتا ہے اس لئے انہیں بحث بازیوں سے اجتناب کر کے اپنے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور گریہ وزاری کو وسیلہ بنا کر ان سے اپنے عقیدے کی تصدیق لینا چاہیے ورنہ کوئی بھی راستہ احتمال گمراہی سے خالی نہیں ہے۔

اور یہ بھی عرض کرونگا کہ انکار احادیث پہ کمر بستہ رہنا بھی اچھی بات نہیں ہے کیونکہ جب کیوں اور کیسے کے چکر میں آدمی پڑ جاتا ہے تو پھر یہاں تک کہہ دیتا ہے کہ خدا ایک کیوں ہے؟ دو کیوں نہیں؟ اس لئے ان چکروں سے نکل کر اگر انسان خود کو اپنے مالک زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے سپرد کر دیتا ہے تو وہ ذات خود ہدایت فرماتی ہے اور ہاتھ پکڑ کر منزل تک پہنچا دیتی ہے شرط صرف خلوص نیت ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس دور غیبت میں ہمارا سب سے بڑا فریضہ دعائے تعجیل فرج ہے اس کے بارے میں کچھ عرفاء کا قول ہے کہ جس طرح دیگر چیزوں میں ایثار مستحسن

ہے اسی طرح دعا میں بھی ایثار کیا جا سکتا ہے جیسے خواص کا معمول رہا ہے کہ اپنے لئے دعا کرنے کے بجائے مومن بھائیوں کو ان کی عدم موجودگی میں دعا کرتے تھے اور اپنے لئے کچھ بھی طلب نہ کرتے تھے اسی طرح اپنی دعاؤں کو پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کی دعا پر قربان بھی کیا جا سکتا ہے اور اس سے بڑا ایثار کیا ہوگا کہ انسان اپنے لئے کچھ طلب نہ کرے اور جو کچھ مانگے اپنے مالک عجل اللہ فرجہ الشریف کے لیے مانگے ہماری یہ بھی دعا ہے کہ خالق شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے چاہنے والوں کو توفیق دعائے بالصبر عطا فرمائے۔

اللھم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ وعجل فرجھم بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف

وما علینا الا البلاغ

والسلام من اتبع الھدی

جعفر نقوی

..........☆☆..........

يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی کی مطبوعات

تالیفات وتصنیفات

السیّد مخدوم المخادیم محمدؐ جعفرؑ الزمان نقوی البخاری

(1) انتصارِ مظلوم [اردو مسدس نظمیں]

(2) عرفانِ حجتؑ [شہنشاہ معظم کے اسم حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کی شرح پر چودہ خطبات]

(3) کنٹھا المعروف قلندر نامہ [فقر کے موضوع پہ سرائیکی مسدس]

(4) عصمت السیدات [سیدزادی کا کسی غیر سید سے عقد ہرگز جائز نہیں ہے، اس کے متعلق ناقابل تردید دلائل، ثبوت اور حقائق]

(5) گستاخیاں [سادات عظام کے موضوع پہ اصلاحی نظمیں]

(6) طریق المنتظرین [حقوق امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اور فرائض مومنین پر ایک جامع کتاب]

(7) دعائے تعجیل فرج

(8) امتیاز العالین عن انواع العالمین

(9) معدن العصمت فی سیرت ام القائم الحجۃ صلوٰۃ اللہ علیہا

(10) اسرار العبدیات یعنی عملی روحانیات

(11) افکار المنتظرین [غوامض الٰہیات پر خطبات]

(12) The Last Reformer of the World [دنیا کے تمام مذاہب میں آخری دور میں ایک آنے والی ذات کا تصور]

(13) باادب بامراد

www.khrooj.com

(14) عرفانیے [مدحیہ اردو نظموں قطعات ور باعیات کا مجموعہ]

(15) شرح دعائے عہد

(16) انتصارِ ولایت عصرؑ [کربلا نے ہمیں انصار سازی کا کیا درس دیا ہے؟]

(17) مجالس المنتظرین فی مقتل المظلومین پانچ جلدیں، اُردو، سرائیکی

[محققانہ مجالس، ایک تاریخ، ایک جغرافیہ، ایک روضہ نگاری جو ہزاروں کتابوں سے بے نیاز کر دیں]

(18) نہج المعرفت فی اسماء القائمؑ تین جلدیں [امامؑ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اسماء مبارکہ پر خطبات]

(19) دین نصرت

(20) مصباحِ شیعت [شیعیت کے اصول و فروع پر جامع کتاب]

(21) وحدانیت مطلقہ [امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں مولا امیرؑ المومنین کے چالیس فرامین]

(22) کرچیاں [اردو قطعات، رباعیات، سلام]

(23) کشکول [السید مخدوم محمد باقرؒ الزمان نقوی البخاری المعروف ببلہ سائیں کا سرائیکی مجموعہ کلام]

(24) کاروانِ ادعیہ [بارگاہِ امام عصرؑ میں استغاثے اور دعاؤں کا مجموعہ]

(25) موعود الرسلؑ [دنیا کے تمام مذاہب میں آخری دور میں ایک آنے والی ذات کا تصور]

(26) محسنین اسلام [عقد محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا کے موضوع پر جامع کتاب]

(27) داغ ماتم [فن نوحہ نگاری 4 جلدیں]

(28) عرفانِ امامت

www.khrooj.com

(29)	ہیلاں	[سرائیکی مسدس]
(30)	صحیفہ نصرت	[اردو مسدس نظمیں]
(31)	کنوزِ قصائد	[قصائد پاک و عارفانہ کلام]
(32)	لذتِ درد	[سرائیکی ڈوہڑے]
(33)	زر پارے	اقوال و آرٹیکلز
(34)	آہیں	غزلیات
(35)	دہکتے احساس	اردو نظمیں
(36)	گوہر روحانیات	روحانیت پہ مبنی خطبات
(37)	زمان پامسٹری	ہاتھ کی لکیریں، علم قیافہ

....

مصنف ادیم نقوی

(38) محسن عالم

(39) اہل البیتؑ

(40) خونِ ناحق

(41) مشعلِ نور

(42) ہل من ناصر ینصرنا

(43) جاہلیت کی موت

(44) مدح اولیاء

(45) راہِ ارم

(46) مجالس الصادقین

(47) الحسینؑ والبکاء

www.khrooj.com

مصنف ابوالفارق واسطی

(48) تعلیم الاسلام

(49) جامع الانوار

(50) انوارالایقان

مصنف ابومنصور

(51) القرآن ....مترجم

(52) تعلیم بذریعہ ادعیاء معصومینؑ

(53) عرفان

(54) حقائق واسرار

(55) دعائے ابوحمزہ ثمالی

(56) امت منقاد

(57) جادہ منزل

(58) نشانِ منزل

(59) ''سرِخودی'' (علامہ اقبال کے اشعار کی تشریح)

مصنف شبیر بلگرامی

(60) سورۃ فجر اور کربلا

(61) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن حکیم کے متعلق غیر مسلم مشاہیر کی آراء

(62) غم حسینؑ اور تزکیہ نفس

www.khrooj.com

(63) مکتوب غم

(64) Grief Purifies The Self

(65) Beacon Light

(ادیم نقوی کی الہامی نظم ''مشعل نور'' کا انگریزی ترجمہ)

(66) Glories of Belief

(ادیم نقوی کی معرکۃ الآراء کتاب ''انوار ایقان'' کا انگریزی ترجمہ)

(67) The First Word of Islam

(ادیم نقوی کی کتاب ''اسلام کا پہلا کلمہ'')

مصنفہ عذرا مسعود

(68) رموز

مصنف حکیم سید محمود گیلانی

(69) ایلی علیہ السلام

مترجم لیفٹیننٹ کرنل (ر) مظفر علی ہمدانی

(70) ''پھر حضرت علی آئے'' یہ ترجمہ ہے ڈی۔ایف۔کراکا کی کتاب Then Came Hazrat Ali کے دو ابواب 19،21 کا ہے اور اسی مصنف کے ایک مضمون کا بھی جو بمبئی کے انگریزی جریدے ''کرنٹ'' 23 ستمبر 1976ء کی اشاعت میں ''علیؑ عظیم کے روضہ نجف میں آج بھی معجزے ہوتے ہیں'' کی سرخی کے تحت شائع ہوا

www.khrooj.com